U2591

Title - AKHLAQ-E-HINDI

Creator - Meer Bahadur Ali Hussaini ; Tarjuma
Mufti Taj uddin.

Publisher - Hindustani Press (Calcutta).

Date - 1803.

Pages - 171

Subjects - Urdu Adab Dastan ; Akhlaqiyaat ;
Farsi Adab - Urdu - Tarajum

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاروں شکر اُس خدا کے کہ جس نے اپنی تمام خلقت میں انسان کو فضیلت عطا فرمائی اور عقل کے تاج مرصع سے دین و دنیا میں اُس کے سر کو زیب و زینت بخشی اور طبیعت کے چالاک گھوڑے پر سوار کر کے دانائی کی لگام ہاتھ میں دی اور نام کی تلوار مالک دل کے نظم و نسق کے واسطے سپرد کی کہ شیطان دشمن کے ہاتھ سے [illegible] رعیت پامال نہ ہو اور درود بے شمار اُس کے نبی احمد مختار اور اُس کی آل اطہار پر۔

اے دانا! آگاہ ہو اس کتاب کو جو ہند میں ہتوپدیس یعنے نصیحت مفید کہتے ہیں اور اس میں چار باب مندرج ہیں ایک میں ذکر دوستی کا دوسرے میں دوستوں کی جدائی کا تیسرے میں لڑائی کی ایسی باتوں کا جو اپنی فتح ہو اور مخالف کی شکست چوتھے میں کیفیت ملاپ کی خواہ لڑائی کے آگے ہو یا پیچھے غرض

اللہ

اکبر

اخلاقِ ہندی

ترجمہ مفتی تاج الدین

مفرح القلوب کا مدرسہ

کے لیے عہد میں زبدۂ نوئینانِ عظیم الشان

مشیرِ خاص شاہِ کیواں بارگاہ انگلستان مارکوئیس

ولزلی گورنر جنرل بہادر دام ظلہ کے کیا ہوا

میر بہادر علی حسینی کا حکم سے خداوند

نعمت جان گلکرسٹ

صاحب دام اقبالہ

کے

رہے کی دنیا میں جیسے وہ فکر بعد کوئی کرے بخوبی ذکر

سنہ ۱۸۰۳ عیسوی مطابق

سنہ ۱۲۱۸

ہجری

ہندوستانی چھاپے خانے

میں چھاپا گیا ہوا

منشی غلام نبی

کا

ایسے عجیب و غریب قصّوں میں قصّے لیتے ہوئے ہیں جنکے دیکھنے اور سُننے سے
آدمی دُنیا کے کاروبار میں بہت ہوشیار نہایت چالاک ہو جاوے۔ علاوہ اِسکے بھلی
بُری حرکتیں ہر ایک کی نظر آویں

چنانچہ یہہ کتاب سرکارِ دولت مدار میں مالکُ الملوک شاہ نصیرُ الدّین کی (جس کی
تخت گاہ صوبہ بہار تھی) پہنچی۔ جب اُنھوں نے سُنا۔ اِس میں قصّے ازبسکہ دل
چسپ ہیں اور نصیحتیں نہایت مرغوب اور باتیں بہت خوب اور حکایتیں اکثر
مفید تب اپنے مُلازموں سے ایک کی طرف مُخاطب ہوکر فرمایا کہ اِس کو ترجمہ سلیس
فارسی میں کرو تو میں اپنے مُطالعے میں رکھوں اور اِس کے مضمون سے مُستفید
ہوؤں تب اُنھوں میں سے ایک شخص حکم بجالایا اور نام اُس کا مُفرّحُ القلوب رکھا۔
بالفعل اِس عاصی میر بہادر علی حُسینی نے سنہ ۱۸۰۲ اٹھارہ سو دو عیسوی میں
مطابق سنہ ۱۲۱۷ بارہ سے سترہ ہجری کے فرمانے سے صاحب خُداوندِ نعمت جان گلکرسٹ
صاحب بہادر دام اقبالہٗ کے زبانِ فارسی سے ترجمہ سلیس رواجی ریختے میں (جسے
خاص و عام بولتے ہیں) کیا اور نام اِس کا اخلاقِ ہندی رکھا۔ جو کوئی اِسپر عمل کریگا
تو دل و دماغ اُس کا عقل کی بو سے ہر دم تازہ ہوگا اور اکثر دانائی کی باتوں سے واقف
ہوکر ہمیشہ خوش و خرم رہیگا

اب یہاں سے قصّے کی بُنیاد یوں ہی کہ ہند میں گنگا کنارے ایک شہر نام اُسکا
پاٹلی پور اور راجا وہاں کا چندر سین تھا اور جتنے ذات بھائی اُس کے برابر کے تھے سب
اُس کے حضور میں رہا کرتے۔ ایک دن راجا اپنی سلطنت کے تخت پر بیٹھا تھا اور

جیسے اُن کے آگے ادنوں کی طرح سامھنے کھڑے تھے - ایک شخص نے جو خوب وشن آدمی کو
دیکھ کر کہنے لگا جس کو علم نہیں وہ اندھا ہی اگرچہ آنکھوں سے دیکھتا ہی ایک چیز
وہ چیز ہی کہ جس کی قوت سے مشکلیں حل ہوتی ہیں اور غنی وہ ہی جس
علم کی دولت ہو کیوں کہ نہ اسے کوئی چور لیوے نہ اس پر کوئی دعوی کرسکے اور
نہ یہہ کسی پر معلوم ہو کہ وہ رہتی ہی کہاں بلکہ جتنی خرچ کیجے اتنی بڑھے کسی
طرح سے کم نہو اور علم جواہر بے بہا اور مردوں کی زیب و زینت اور سفر حضر کا رفیق
ہی جس میں یہہ ہو وہ بزرگوں اور بادشاہوں کی مجلس میں بیٹھنے پاوے اور
سب ہنروں میں سے دو خوب ہیں - ایک علم - دوسرا فن سپہ گری لیکن دونوں میں سے
علم کو اچھا کہا ہی - کس واسطے جو علم لڑکا پڑھے تو سب کوئی دعا دیں اگر بوڑھا پڑھے تو
دل و جان سے سنیں جب اس کے معنوں کو وہ سمجھاوے تو اسے دل میں جگہہ دیں
برخلاف اس کے اگر بوڑھا تلوار چلاوے تو لوگ اس پر ٹھٹھے ماریں اور یہہ کہیں کہ
بڈھے کو بڑھاپے میں عقل [illegible] وہ اندھا ہوگیا ہی پس علم [illegible] میں ہرگز کاہلی مت کرو
اور یہہ خاطر میں مت لاؤ کہ اس زندگی کے واسطے اتنی محنت کیا ضرور ہی ؟ [illegible]
اگر علم حاصل کروگے تو خدا کی بندگی اور دین دنیا کی دولت بخوبی ہاتھہ آوینگی اور یہہ
بھی خیال غفلت سے دل میں کبھی نہ لاؤ کہ ابھی ہم جوان ہیں - خدا کی بندگی کو
دن پڑے ہیں - خاطر جمع سے کرینگے - بالفعل کام دنیا کے کرتے ہیں بلکہ [illegible]
کسی جوتشی یا منجم کے نقشہ خدا کے حکم کی منتظر رہتی ہی جب حکم ہوا
تو ہی - ایک دم فرصت نہیں دیتی - اسے یارو اپنے لڑکوں کو لڑکپن [illegible]

اُنھ کے دل میں وہ نقش کا نقش ہووے جیسا کچے برتن پر نقش کیجے تو وہ بعد پکنے
کے کبھی دور نہیں ہوتا ہے ۔ جب راجا نے پہر سب حقیقت سُنی تو غالب ہوکر سر
نیچے کر لیا پھر کہنے لگا ۔ افسوس میرے لڑکوں میں چار چیزیں جمع ہوئی ہیں ۔ ہوا و
مال ۔ غرور ۔ بے ہنری ۔ جو ایک چیز اُنھ چاروں میں سے کسی میں ہو تو آپ خانہ
خراب تین تیرہ کر لیتا ہے اور جس لڑکے کو علم ہو یا ہنر پر عمل نہ کرے تو اُس سے
بیل بھلا کہ بوجھ اٹھاتا ہے اور بہت اُسے کام لگتا ہے ۔ [illegible] یاد رکھو جب [illegible]
میں یہ ذکر آیا کہ اِس ملک میں نیک کون اور بد کون ہے ۔ اُس میں جس [illegible]
نیکی سے لیا جاوے وہی فرزند خلف کہلاوے اور جس شخص کا نام بدی سے لیا جاوے
تو اُس کے ماں باپ با وجود اولاد کہلاوے [illegible] اور [illegible] جس پر خدا مہربان ہووے
چھ چیزیں میسر ہوتی ہیں ۔ پہلی اُنھیں سے روز بروز علم کی زیادتی ۔ دوسری
تندرستی ۔ تیسری عورت نیک بخت و دیندار [illegible]
اور [illegible] ۔ پانچویں [illegible]
[illegible] اُس مجلس میں سے دوسرا شخص بولا ای [illegible]
کے [illegible] سے لیکر نہیں [illegible] بڑی عمر [illegible] دوسرے [illegible]
تیسرے دولت یا فقیری ۔ چوتھی [illegible]
کہا ہے ۔ ہنرمند ہونا ہو اندیشہ کہ خون دل کو تمہارے پانی کرتا ہے [illegible]
کیوں نہیں کھاتا ہے جو اُسے وہ دور کرے اور تمھیں ہمیشہ آرام رہے
دا جانے [illegible] وہ کون سی دوائی ہے ۔ کہا وہ قول خدا کا ہے جس کا [illegible]

جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور جس چیز کو کیا چاہتا ہوں وہیں ہوتی ہی ۔ راجا بولا سن یار! یہہ سچ ہی جو تو نے کہا لیکن باری تعالیٰ نے آدمی کو ہاتھہ - پاوں - ہوش - گوش - بن عقل - شعور - سب کچھہ دیا - لازم ہی کہ تحصیل علم کے ساتھہ بندگی میں خدا کی مخالفت نہ کرے کیوں کہ آدمیوں کے کام کا درست کرنے والا وہی ہی جو کوئی علم کے واسطے محنت کرتا ہی خدا اسکی مشقت کو ضایع نہیں ہونے دیتا جیسا کہ مٹی کمہار کے یہاں خود بخود برتن نہیں بنتی جب تک کہ وہ اس میں پانی دیکر نہ سانے اور چاک پر رکھہ کے اپنے ہاتھہ سے نہ بناوے بھلا تب تک باسن کہیں کر بنے؟ یہہ کہکر پھر راجانے کہا ای بھائیو! تم میں کوئی ایسا دانا عقلمند ہی جو میرے لڑکوں کو علم و ہنر سکھاوے اور گمراہ چھڑا کر سیدھی راہ پر لگاوے کیوں کہ یہہ مثل مشہور ہی جو درخت صندل کے پیڑ کے پاس رہے تو وہ بھی خاصیت چندن کی پکڑتا ہی ۔

پیڑ صندل کا جو ہوتا ہی کسی جا کہہ ترا   تو بہت اشجار کو ہوتا ہی اُسسے فایدا

وحشی ہی اگر نادان داناکی صحبت میں رہے تو وہ بھی عقلمند ہوتا ہی

ایک برہمن بشن شرما نام (جو اسی مجلس میں بیٹھا تھا) کہنے لگا ای مہاراج! میں تمہارے لڑکوں کو جہالت کے بھنور سے نکال کر علم کی کشتی میں سوار کر سکتا ہوں کیوں کہ اگر کوئی پنچھی کے پیچھے محنت کرے تو وہ بولنے لگتا ہی سو تو راجا کے بیٹے ہیں جو خدا چاہے تو تمہارے فرزندوں کو چھہ مہینے کے عرصے میں قابل کرونگا اس بات سے راجا بہت خوش ہوا اور یہہ بات کہی اگر کیڑے پھولوں میں رہیں تو پھولوں کے سبب بزرگوں کے سروں پر چڑھتے ہیں ایسے ہی جو میرے بیٹے تمہاری خدمت میں رہینگے

Bishn Sharma

خوشنو کہ عقل کا (جو اُنھہ کے سینے میں جمع ہوا ہی) سو دور ہو کر علم کے جواہر سے بھرتا ہو کا
جب اِس طرح برہمن کی تعریف کی اور اپنے لڑکوں کو اُسے سپرد کیا۔ برہمن نے
راجا کے ہر ایک بیٹے کا ہاتھہ پکڑ اپنے گھر میں لا بٹھایا اور نصیحت کرنے لگا سنو ای راجا
کے بیٹو! عقلمندوں کا وقت پڑھنے لکھنے اور علم کے سیکھنے میں گزرتا ہی موجب
خوشی کا اُنھہ کی یہی ہی اور نادانوں کے دن رات بیہودہ گوئی اور غفلت کی نیند
یا پاس پڑوسن کے ساتھہ قضیے جھگڑے میں کٹتے ہیں اُسی میں وے خوش ہیں
لیکن میں تمھاری خوشی اور فایدے کے واسطے کئی ایک باتیں بطور تمثیل کے کوے اور
کچھوے ہرن اور چوہے کی (جو وے چاروں آپس میں یار جانی تھے) کہوں کہ اُن کے سننے
سے آدمی کی عقل بڑھے اور فہم زیادہ ہو تب لڑکے بولے کہو مہاراج! ہم سب دل و جان
سے سنیںگے

پہلی حکایت مترلابھہ کی

یعنی فایدہ جو یاروں سے یاروں کو حاصل ہو۔ بشن سرما پنڈت کہنے لگا کہ اب دوستوں
کے ملاپ کی باتیں کہتا ہوں جو لوگ بے مقدور دانا مفلس اور دوست ہیں سو وے اپنا
کام اِن چار جانوروں کی طرح کرتے ہیں۔ راجا کے بیٹوں نے پوچھا وہ کیونکر ہی؟ اُس کا
بیان جدا جدا کرو۔ پھر پنڈت بولا کہ گوداوری ندی کے کنارے بڑا سا ایک سیمل کا
درخت تھا اُس کے گرد نواح کے تمام پرندے رات کو اُس پر بسیرا لیا کرتے۔ ایک روز صبح
اندھیرے لگ پتنک کوے کی آنکھہ کھلی۔ دیکھتا کیا ہی کہ ایک چڑی مار کاندھے پر جال
دھرے ملک الموت کی صورت بنائے چلا آتا ہی۔ یہ اپنے دل میں اندیشہ کرنے لگا کہ آج
مری فجر کے وقت صورت منحوس نظر آئی ہی۔ دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہی کہہ کر اُس

شکاری کے پیچھے لگ لیا۔ آخرش کچھ ایک آگے بڑھ کر تھوڑے چاول جھولی سے نکال کے
ایک جگہ پر درخت کے نیچے چھٹکائے اور اپنے کاندھے کا جال اُس پر بچھا کر آپ ایک گوشے
میں چھپ رہا۔ اُس عرصے میں چترگریو نام کبوتروں کا بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ ہوا
پر سے اُس میدان میں آپہنچا اور اُنھ میں سے بعضے کبوتروں کی نظر بکھرے ہوئے
دانوں پر پڑی تو ہر ایک کو اُنھ دانوں کے چگنے کی خواہش ہوئی۔ چترگریو اُنھ نادا-
نوں کی خام طمعی کو دیکھ کر کہنے لگا۔ اے یارو! بھلا ٹک غور تو کرو اِس جنگل میں
دانے کہاں سے آئے اگر یہاں آدمی ہوں تو کہہ سکیے کہ اُنھ کے کھانے کھلانے سے دانے زمین
میں گرے ہونگے سو تو نہیں اور یہ چاول جو اُس درخت کے نیچے پڑے نظر آتے ہیں
سو اس میں کچھ فریب ہے اگر تم دانا کھانے کے لیے نیچے اُترو گے تو تمھارا احوال اُس [illegible]
مسافر کا سا ہوگا جو سونے کی پایل کے لیے چہلے میں پھنس کر [illegible] ہوا
کبوتروں نے پوچھا وہ قصہ کیوں کر ہے۔ چترگریو نے کہا۔ ایک دن میں دکھن کی طرف
کسی جنگل میں چرائی کو گیا تھا وہاں دیکھا کہ ایک بوڑھا باگھ [illegible] کی طرف
مارے ہوئے تالاب کنارے بیٹھا ہے جو کوئی راہی مسافر اُس طرف کو ہو کر نکلتا
کہتا کہ میرے پاس سونے کے پایل ہیں۔ اُس کو میں خدا کی راہ پر دیا چاہتا ہوں جو کوئی
لے میں اُسے دوں لیکن مارے ڈر کے اُس کے نزدیک کوئی نہ آتا
قضاکار ایک روز کسی مسافر اجل گرفتہ کو یہ ہوس ہوئی کہ اُس [illegible]
دیا چاہیئے۔ دل میں خیال کیا۔ ایسا مال مفت پھر کہاں ہاتھ آتا [illegible]
میرے بخت نے یاوری کی اور طالعوں نے مدد [illegible] سمجھ کر چاہا [illegible]

پھر جان کی دہشت سے اندیشہ کرنے لگا کہ یکایک دشمن کی میٹھی بات پر بھروسا نہ کیا چاہیئے اگرچہ اُس کے نزدیک پایال ہی پر اُسے کیونکر لوں - چنانچہ زہر کے ساتھ ہر چند شہد ملا ہو تاہم اُس میں خطرا جان کا ہی اور جس برائی میں بھلائی شامل ہو وہ بھی خوب نہیں پھر من میں سوچا - جہاں گنج تہاں مار - جہاں پھول تہاں خار - اور دولت کے محتاج کو ہر جگہ خوف ہی اب جو میں ڈر کر رہ جاؤں تو دولت میرے ہاتھ نہ آویگی آدمی اُس کے واسطے کیسی کیسی محنتیں کرتے ہیں اور کیا کیا اذیتیں اُٹھاتے ہیں تب وہ ہاتھ آتی ہی

آخر یہہ سب سوچ بچار کر کے بولا - ای شیر! وہ چیز جو تیرے دیا چاہتا ہی سو کہاں ہی دکھا تب اُس نے وہ پایل ہاتھ پسار کے دکھلائی - تب وہ بولا - تو باگھ - میں مانس - میرا مانس تیرا آہار - مجھے تیرا بھروسا نہیں - میں تیرے پاس کیونکر آؤں - شیر بولا تو نہیں جانتا ہی کہ میں نے مانس کا کھانا چھوڑ دیا اگر گوشت کی مجھے خواہش ہو تو میں جنگل سے ہرن مار کر کیوں نہ کھاؤں اور تجھے پکڑ کر کیوں نہ کھا جاؤں لیکن میں نے زہد اختیار کی ہی اب یہہ پایل میرے کس کام آویگی مجھے فقیر دیکھ کر دیتا ہوں تاکہ مجھے ثواب ہو تم ہرگز خوف اپنے دل میں مت لاؤ - نسنگ چلے آؤ - جیسی میں اپنی جان جانتا ہوں ویسی ہی دوسرے کی - راہی نے کہا - اتنے آدمی اِسی راہ سے آئے گئے - اُنھہ کو کیوں نہ دی؟ کہا - غنی کو دینا کیا فائدہ؟ جو زر محتاج ہو اُسی کو دار و دیتے ہیں - بھلے چنگے کو دوا کیا لاحاصل ہی بھوکے کو کھلانا موجب ثواب کا ہی - اِس گفت گو پر مسافر نے فریب کھایا اور کہا - ای نیک خصال! وہ پایل مجھے دے - شیر نے کہا - پہلے تم اِس تالاب میں

شکاری کے پیچھے لگ لیا۔ آخر شکاری کچھ ایک آگے بڑھ کر تھوڑے چاول جھولی سے نکال کے
ایک جگہہ پر درخت کے نیچے چھٹکائے اور اپنے کاندھے کا جال اُس پر بچھا کر آپ ایک گوشے
میں چھپ رہا ۔ اُس عرصے میں چترگریو نام کبوتروں کا بادشاہ اپنی فوج کے ساتھہ ہوا
پر سے اُس میدان میں آ پہنچا اور اُنھہ میں سے بعضے کبوتروں کی نظر بکھرے ہوئے
دانوں پر پڑی تو ہر ایک کو اُنھہ دانوں کے چُگنے کی خواہش ہوئی ۔ چترگریو اُنھہ کا دانا
اُون کی خام طمعی کو دیکھہ کر کہنے لگا ۔ اے یارو! بھلا ٹک غور تو کرو اِس جنگل میں
دانے کہاں سے آئے اگر یہاں آدمی ہوں تو کہہ سکیے کہ اُنھہ کے کھانے کے دانے سے دانے زمین
میں گرے ہونگے سو تو نہیں اور یہہ چاول جو اِس درخت کے نیچے پڑے نظر آتے ہیں
سو اِس میں کچھہ فریب ہے اگر تم دانا کھانے کے لیئے نیچے اُترو گے تو تمھارا احوال اُس
مُسافر کا سا ہوگا جو سونے کی پایل کے لیئے چہلے میں پھنس کر بوڑھے شیر کا لُقمہ ہوا
کبوتروں نے پوچھا وہ قصہ کیونکر ہے ۔ چترگریو نے کہا ۔ ایک دن میں دکھن کی طرف
کسی جنگل میں چرائی کو گیا تھا وہاں دیکھا کہ ایک بوڑھا باگھہ نہا کر کُشہ کی طرف
ہاتھہ میں لیکر تالاب کے کنارے بیٹھا ہے جو کوئی راہی مسافر اُس طرف کو ہو کر نکلتا تو
کہتا کہ میرے پاس سونے کی پایل ہے ۔ اُس کو میں خدا کی راہ پر دیا چاہتا ہوں جو کوئی
لے میں اُسے دوں لیکن مارے ڈر کے اُس کے نزدیک کوئی نہ آتا
قضاکار ایک روز کسی مُسافر اجل گرفتہ کو یہہ ہوس ہوئی کہ اُس سے پایل لے
لیا چاہیئے ۔ دل میں خیال کیا ایسا مال مُفت پھر کہاں ہاتھہ آتا ہے
میرے بخت نے یاوری کی اور طالعوں نے مدد یہہ سمجھہ کر چلا

پھر جان کی دہشت سے اندیشہ کرنے لگا کہ یکایک دشمن کی میٹھی بات پر بھروسا نہ کیا چاہیئے اگرچہ اُس کے نزدیک پایاں ہی پر اُسے کیونکر لوں۔ چنانچہ زہر کے ساتھہ ہرچند شہد ملا ہو تاہم اُس میں خطرا جان کا ہی اور جس بُرائی میں بھلائی شامل ہو وہ بھی خوب نہیں پھر من میں سوچا۔ جہاں گنج تہاں مار۔ جہاں پھول تہاں خار۔ اور زر کے محتاج کو ہر جگہہ خوف ہی ۔ اب جو میں ڈر کر رہ جاؤں تو دولت میرے ہاتھہ نہ آویگی آدمی اُس کے واسطے کیسی کیسی محنتیں کرتے ہیں اور کیا کیا اذیتیں اُٹھاتے ہیں تب وہ ہاتھہ آتی ہی

آخر یہہ سب سوچ بچار کر کے بولا۔ ای شیر! وہ چیز جو تو دیا چاہتا ہی سو کہاں ہی دکھا تب اُس نے وہ پایل ہاتھہ پسار کے دکھلائی۔ بٹوہی بولا۔ تو باگھہ۔ میں مانس۔ میرا مانس تیرا آہار۔ مجھے تیرا بھروسا نہیں۔ میں تیرے پاس کیونکر آؤں ۔ شیر بولا تو نہیں جانتا ہی کہ میں نے مانس کا کھانا چھوڑ دیا اگر گوشت کی مجھے خواہش ہو تو میں جنگل سے ہرن مار کر کیوں نہ کھاؤں اور تجھے پکڑ کر کیوں نہ کھا جاؤں لیکن میں نے زہد اختیار کی ہی اب یہہ پایل میرے کس کام آویگی تجھے فقیر دیکھہ کر دیتا ہوں تاکہ مجھے ثواب ہو تم ہرگز خوف اپنے دل میں مت لاؤ۔ نسنک چلے آؤ۔ جیسی میں اپنی جان جانتا ہوں ویسی ہی دوسرے کی۔ راہی نے کہا۔ اتنے آدمی اِسی راہ سے آئے گئے۔ اُنہہ کو کیوں نہ دی؟ کہا۔ غنی کو دینا کیا فایدہ؟ جو زحمتی ہو اُسی کو دارو دیتے ہیں۔ بھلے چنگے کو دوا کھلانا حاصل۔ بھوکے کو کھلانا موجب ثواب کا ہی۔ اِس گفتگو پر مسافر نے فریب کھایا اور کہا۔ ای نیک خصال! وہ پایل مجھے دے۔ شیر نے کہا۔ پہلے تم اِس تالاب میں

کہا کہ میرے پاس آؤ تو میں تمہیں دوں تب وہ غریب زیور کی خوشی سے جلد چشمے میں آیا آتے ہی دونوں پاؤں چہلے میں پھنس گئے۔ شیر نے دیکھا۔ اب تو یہ دلدل میں پھنس چکا۔ اٹھ کر آہستہ آہستہ پکڑنے کے واسطے چلا۔ اس نے پوچھا شیر! تم کہاں آتے ہو؟ شیر نے کہا۔ تجھے دلدل سے نکالنے کو۔ یہ کہتے ہی گردن جا پکڑ لی۔ بیچارے [illegible] نے پکڑنے کے وقت اپنی عقل پر ہزاروں ملامتیں کیں اور کہنے لگا کہ اگر کوئی کڑوے کدو کی جڑ میں پانی کی جگہ شربت دیوے تو بھی پھل اسکا کڑوا ہی ہوئے

جو جا کو پڑیو سبھاؤ جائے نا جیو سوں — نیم نہ میٹھو ہوئے سینچ گڑ گھیو سوں

اگرچہ اس نے کتنی ایک باتیں میٹھی میٹھی مجھ غریب کے دل لبھانے کے واسطے کیں لیکن جو کچھ اس کی ذات میں تھا سو نمود ہوا اگر وہ نیک ہوتا تو بدی ہرگز ظاہر نہ ہوتی اور ایسا کام کبھی نہ ہوتا۔ چنانچہ گائے سوکھی گھاس کھاتی ہے اور دودھ میٹھا دیتی ہے لیکن دودھ اس کا بہ سبب گھاس کھانے کے میٹھا نہیں۔ بلکہ وہ اس کی ذات سے میٹھا ہے اتنا کہہ کر وہ تو مر گیا۔ چتر گریو کبوتروں کے بادشاہ نے کہا اے بھائیو اگر دانا کھانے کو درخت کے نیچے اترو گے۔ جیسا کہ اس مسافر لالچی نے اندیشہ نہ کیا پایل کے لالچ اپنی جان مفت برباد دی ویسا ہی تم بھی ان دانوں کی طمع سے گرفتار ہو کے قدر عافیت معلوم کرو گے اے یارو! میں نے کبھی اس درخت کے تلے دانا پڑا نہیں دیکھا۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ تھوڑے کھانے سے اور پڑھے بیٹے سے اور بھائی عورت سے جو اپنے خصم کے کہنے میں ہو اور اس آقا سے جس کو اپنی خدمت کی قوت سے اپنا کیا ہو اور سوچی ہوئی بات سے اور جو کام عاقلوں کی صلاح سے ہوا ہو۔ ان چھ چیزوں سے کبھی برائی پیدا نہ ہوگی اگر اپنی

بھلائی چاہتے ہو تو اُٹھہ دانوں سے ہاتھہ اُٹھاؤ

جو کبوتر اُنمیں نادان تھا اُس نے کہا ای بھائیو! اگر ایسی بات چیت سے ہم ڈرینگے تو دانا کہیں کھانے نہ پاوینگے - جہاں کہیں چرائی کو جاینگے اگر ایسا ہی دغدغہ دل میں لاوینگے تو گویا اپنی روزی کا دروازہ اپنے ہی ہاتھوں سے بند کرینگے میں تو اُنہہ دانوں کو ہرگز نہ چھوڑوں گا خیر جب سب کبوتر اُس کے کہنے سے درخت کے نیچے آئے چترگریو بڑا عاقل تھا اُس کے نزدیک کوئی مشکل نہ رہتی اور ہر ایک کو نصیحت کیا کرتا جب سب پار نیچے جا چکے تب یہہ کہا اب تمہارا رہنا میرا لطف ہی - مرگ انبوہ جشنے دارد سا تھہ انھوں کے جو ہو سو ہو آخر وہ بھی اُتر کر جلد شریک ہوا پھر شکاری نے دیکھا اب تو سب آچکے جھٹ سے جال کھینچ لیا تمام کبوتر جال میں پھنس گئے تب وے اُس نادان کو لعنت و ملامت کرنے لگے کہ ہم اِس بیوقوف کے کہنے سے نیچے آئے تو دام میں پھنسے کبوتر نادان اُنکے طعن و تشنیع سے ایسا شرمندہ ہوا جو اُس کو منہہ دکھانیکی جگہہ نہ رہی کہا بزرگوں کا قول سچ ہی اگر دس آدمی کو ایک مشکل پیش آوے تو ایک دو کو نہ چاہیے کہ مخالف بنکر اُس میں سبقت کرے جو بھلا ہو تو سب کہیں کہ ہم بھی اِس میں مددگار تھے خدا نخواستہ اگر کچھہ اور صورت ہو تو ہر ایک اُسی پر گناہ ثابت کرے ۔ چترگریو نے کہا اِس وقت ملامت کرنی کیا فایدہ ۔

ملامت روا ہی سلامت کی جا ۔ جو وہ جا چکی ہی ملامت خطا

اے بھائیو گناہ اور خطا کسو کی نہیں جو کچھہ خواہشِ الٰہی ہی وہی ہوتی ہی

اُنکا لی ہاتھہ میں پانچ انگلیاں دو ۔ اگر چاہے کرے بے جان کسی کو

رکھے آنکھوں پہ دو اور کان پر دو   اور ایک رکھ لب پہ وہ بولے کہ چپ ہو

یارو! اگر دن برا آتا ہے تو نیک کام بھی بد ہو جاتا ہے چنانچہ ماں باپ سے زیادہ
مہربان اپنے بیٹا بیٹی کے حق میں کوئی نہیں لیکن بعضے وقت ایسا ہوتا ہے کہ وہی ماں
باپ اپنے فرزندوں کے دشمن ہوتے ہیں مثل ہے - گوالا جب گائے کا دودھ دوہتا ہے
تب بچھڑے کے گلے کو گائے کے پاؤں سے باندھتا ہے اس وقت وہاں پاؤں بچھڑوں کی بیڑی
ہوتا ہے اور وہ گوالا اپنا مطلب حاصل کر لیتا ہے سنو دوستو! اب شور بدت کرو
کچھ ایسا اندیشہ کرو کہ موجب ہر ایک کی مخلصی کا ہو یار وہی جو برے وقت میں کام آوے
فراغت میں ہر کوئی کہتا ہے کہ میں تمھارا دوست ہوں اگر کسی کو کچھ ضرور کام در پیش
ہو اور اس کے سبب مغموم ہووے تو اس کو لوگ مرد نہیں کہتے - بلکہ نامرد کر مشہور
کرتے ہیں مرد وہ ہے کہ جو حادثہ اس پر پڑے تو دل اپنا مضبوط رکھے اور سوچ بچار
اس بات کا کرے کہ اس سے اپنا کام سر انجام ہووے قول بزرگوں کا ہے

اضطرابی ہے عبث کلک قضا نے تیرے   لکھ دیا ہے جو نصیبوں میں وہی ہونا تھا

اب ایسی فکر کیا چاہیئے کہ ہر ایک اس بند سے نجات پاوے کہوں کہ عقلمندوں نے کہا
ہے کہ چھ چیزیں آدمی کو چاہیئیں - پہلی ان میں سے یہ ہے کہ اگر کسی بلائے ناگہانی
میں گرفتار ہو جاوے تو اس سے ہرگز نہ گھبراوے دوسری یہ جو کوئی کسو کے یہاں برا آدمی
آوے تو اس کی تواضع کرے تیسری یہ جو بات مجلس میں کہے سو برمحل کہے چوتھی یہ
کہ لڑائی میں دل چلاوے پانچویں یہ کہ اپنے تئیں خالق کی زبان سے بچاوے اور نیک کہلاوے
چھٹی یہ ہے کہ علم کی تحصیل میں دل لگاوے اور چھ چیزیں مرد کو نہ چاہیئیں پہلے بہت

سوا دوسرے عبادت میں کاہلی کرنی ۔ تیسرے ہر ایک کام میں ڈرتے رہنا ۔ چوتھے غصہ

کرنا ۔ پانچویں بُرا کہنا پڑوسیوں کو ۔ چھٹے غیبت کرنی لوگوں کی اور ہنسنا اُن پر ۔ اب

اے بھائیو ! میرے اتفاق سے کام کرو اور میری بات کو سنو تو تمھاری مخلصی ہووے ۔

کبوتروں نے کہا ۔ اے بادشاہ ! جو پہلے تمھارا کہا ہم سنتے ۔ ایسے فضیحت اور رسوا

ہوتے ۔ اب جو کچھ فرماؤ سو بجا لاویں ۔ بادشاہ نے کہا ۔ یارو ! جو دس شخص پر

ایک مشکل آپڑے ۔ اُنھ میں سے ایک کو نہ چاہیے کہ مختار ہو کر اپنے تئیں نمود کرے

کیوں کہ اگر وہ کام خوب ہو تو سب کہیں کہ اُس میں ہم شریک تھے ۔ جو بد ہو تو سب

کہیں کہ فلانے نے یہہ کام کیا ہی ۔ اب جو کچھ ہوا سو ہوا لیکن بالفعل سب کبوتر ایک

دل ہو کر ایک بارگی جال سمیت اُڑو ۔ چنانچہ ایک گھاس کے تنکے سے جو ایک پرند

باندھی تو زور سے اُس طایر کے وہ تنکا ٹوٹ جاوے اگر ویسے ہی بہت سے تنکے ایک

جا کر کے رسا بنائیں تو اُس سے ہاتھی بندھا رہے ۔ ہر چند ہاتھی زور کرے پر ہرگز نہ توڑ

سکے ۔ غرض جو اُس نے کہا سو اُنھوں نے کیا ۔ یعنے سب کے سب زور سے جال لے اُڑے اور

شکاری نے کئی کوس تک پیچھا اُنھ کا کیا ۔ جب وے نظر سے غایب ہوئے تب وہ ناامید ہو کر

پھر گیا ۔ کبوتروں نے کہا ۔ اے بادشاہ ! شکاری نے ہمارے گوشت کھانے سے ہاتھ دھوئے

اب کہا کیا چاہیے ؟ چترگریو بولا ۔ یارو ! دنیا میں ماں باپ ورو کے شریک ہیں ۔ کیوں کہ وے

اپنے دل سے دوست ہیں اور لوگ کسو سبب سے ہوتے ہیں لیکن اس وقت وے کہاں

ہیں ؟ پر ایک میرا دوست ہرنک نام چوہا گندک ندی کے کنارے چترمن بن میں رہتا ہی ۔

اس پاس جاوینگے تو وہ تمھارے جال کے ڈورے کاٹے گا ۔ یہہ سن کر سب کبوتر اُس چوہے کے

وہاں پاس جا پہنچے اور وہ دور اندیشی سے اپنے رہنے کی جگہ میں سو بِل بنا کر رہتا تھا۔ وہ
کبوتروں کو دیکھ کر چپ رہا۔ پھر اپنے دوست کو پہچان کر کہنے لگا۔ اوہو! میں بڑا نیک
بخت ہوں جو میرے گھر پر میرا یار چترگریو آیا۔ پھر دیکھا کہ سب کبوتر ایک جال میں
پھنسے پڑے ہیں۔ ایک لحظہ چپ رہ کے کہنے لگا۔ یار! یہ کیا حال ہے؟ چترگریو بولا
میں کیا کہوں؟ ہمارے گناہوں کا یہ نتیجہ ہے۔ تم دانا ہو کر یہ کیا پوچھتے ہو؟ چوہا کہنے لگا
جس شخص کو جہاں کسی سبب سے جو کچھ برا بھلا ہونا ہوتا ہے۔ اُسے پہنچے دکھ سکھ
خوشی ناخوشی ہر ایک کو اپنے اپنے گناہ اور نیکی کے موافق ملتی ہے یہ کہہ کر چوہا چترگریو
کی طرف کا پھندا کاٹنے کو دوڑا۔ وہ بولا ایسا نہ چاہیے پہلے میرے رفیقوں کی گرہ کاٹو پیچھے
میری۔ چوہا بولا دانتوں میں قوت کم ہے کیوں کر سب کے پھندے کاٹ کر تمہارا پھندا
کاٹوں گا؟ پھر چترگریو نے کہا پہلے انہیں کا جال کاٹو۔ ہر ایک بولا اپنے تئیں ہلاکت میں رکھ
کر دوستوں کو بچانا خوب نہیں بزرگوں نے کہا ہے مال کو اور دوستوں کو واسطے دفع
بلیات کے رکھتے ہیں یعنی جان کو دولت اور لواحقوں سے بچاتے ہیں اپنی جان کی
محافظت ہر ایک شے پر مقدم جاننا چاہیے کیوں کہ اس کے سبب دین و دنیا کا کام
انجام پاتا ہے۔ چترگریو بولا اے دوست! تو جو کہتا ہے سو دنیا کا یہی دستور ہے لیکن
میں اپنے لواحقوں کا دکھ دیکھ نہیں سکتا۔ آگے بھی لوگ کہہ گئے ہیں کہ دانا غیر کے واسطے
جان اور دولت دیتا ہے پس غیر کے لیے اپنی دولت اور زندگی سے ہاتھ اٹھانا مناسب
ہے۔ اور یہ سب ذات اور زور میں میرے برابر ہیں۔ پس میری بزرگی سے زیادہ
ان کو کیا ہوگا؟ بغیر اجرت کے میری رفاقت میں رہتے ہیں۔ اس میں اگر میری جان

جاوے اور اسکی مخلصی ہووے تو مجھے قبول ہی ۔ کیوں کہ اِس جسمِ فانی کا کچھ اعتبار نہیں جو اُس سے دُنیا میں بھلائی رہے تو بہتر ہی کس واسطے کہ وہ تو ایک دم میں فناپذیر ہی اور یہہ ہزاروں برس رہتی ہی

یہہ بات ہرنک سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا۔ صد آفریں تُم کو کہ اپنے رفیقوں پر تُمہارا یہاں تک دِل ہی ۔ خیر ہرنک چوہے نے ہر ایک کبوتر کے پاؤں کے پھندے کاٹ کر تعظیم و تکریم سب کی کی ۔ پھر چترگریو کی طرف مُتوجّہ ہوکر کہا۔ سُن یار! جال میں گرفتار ہونے کا افسوس نہ کرنا۔ کیوں کہ ہرج مرج سب پر یوں ہیں ہوتا چلا آتا ہی ۔ بولا اگر ہم دانا ہوتے تو جال میں چترسیمار کے نہ پھنستے ۔ ہرنک کہنے لگا کہ دیکھو گرگس نزدیک آسمان کے اُڑتا ہی اور تِکّا گوشت کا جو دیکھے تو اُسی وقت نیچے آتا ہی اگر کسو نے وہاں جال بچھایا ہو تو پھنس جاوے ۔ کیوں کہ خدا کے کام میں عقلِ ضعیف کا کیا مقدور جو دخل کر سکے روزِ بد کی تاثیر ایسی ہی جو چاند سورج چاہیں کہ اپنے تئیں گہن سے بچاویں تو بچا نہیں سکتے ۔ ہرنک نے دو چار باتیں نصیحت اور دلاسے کی کر کے بھائی کھلا پلا اُسے وداع کیا اور دونوں یار آپس میں بغلگیر ہو کر آنکھیں بھر لائے اور چوہے نے مخدوم شیخ سعدی کا یہہ شعر پڑھا

چشم و دلِ سعدی کے تیرے ساتھ ہیں　　جانیو تُم مت کہ تنہا ہوں چلا

چترگریو بادشاہ کبوتروں کاٹکر سمیت اپنے مُلک کی طرف چلا اور ہرنک اپنے بِل میں گُھسا ۔ پھر وُہی لگہو پتنک کوّا کہ جس کا مذکور پہلے ہوا اور اُس چترسیمار کا منتظر منتو اندیشے میرے دیکھ کر ساتھ لگ لیا تھا ۔ اُس نے تمام احوال (جو کہ کبوتروں پر گُذرا تھا)

دیکھا تو حیران ہو کر کہا سبحان اللہ! دیکھو تو محبت اور دوستی میں کتنا بڑا فایدہ ہی کہ کیسے بُرے وقت میں یار کام آیا

پیاں کیچڑ میں پھنسے کو چاہیئے ہاتھی قوی ۔ یار در ماندے کی کرتا ہی مدد یار ولی

وہ کوا چوہے کے بل کے پاس آیا اور نرم نرم آواز سے کہنے لگا۔ ای ہرنک! میں نے اتنا سفر کیا ہی لیکن تم سا یار وفادار دُنیا میں کہیں نہیں دیکھا۔ میری ایک عرض ہی جو قبول کرو تو کہوں جب چوہے نے آواز کوے کی سُنی تو سوراخ سے بولا تو کون ہی؟ اور کہاں سے آتا ہی؟ کہا میں لگھ پتنک نام کوا ہوں۔ اب یہ چاہتا ہوں کہ تم سے دوستی کروں۔ چوہا بولا میں چوہا تو کوا میں تیری خوراک تو میرا کھانیوالا پس ہماری تمہاری دوستی کیونکر بن پڑے؟ جاؤ کسی کوے یا اور کسی پنچھی سے دوستی کرو اگر میں تم سے دوستی کروں تو وہ مثل ہو جیسا کہ گیدڑ اور ہرن میں بسبب یاری کے ہوئی تھی کوے نے پوچھا کہ اُسکا قصہ کیونکر ہی؟

چوہے نے کہا میں نے سُنا ہی کہ پورب کی طرف گنگا کے کنارے چنپاوتی نام ایک نگر ہی۔ اُس کے نزدیک ایک جنگل ہی۔ اُس میں ایک کوا اور ہرن دو یار جانی رہا کرتے تھے۔ ہرن خوب تازہ توانا تھا۔ ایک گیدڑ اُس کے مٹاپے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور دل میں اپنے ٹھہرایا کہ پہلے اِس ہرن سے روباہ بازی کیا چاہیئے پھر اُس کے [illegible] گوشت سے اپنی داڑھ کو گرم کیجیے یہ نیت کر کے ہولے ہولے ہرن کے پاس آیا اور کہا السّلام علیک۔ ای ہرن! خیر و عافیت؟ ہرن بولا تو کون ہی؟ کہا میں گیدڑ ہوں میرا چھُدر بُدھ ہی۔ اِس جنگل میں بغیر دوست کے جیوں مُردہ پڑا رہتا ہوں [illegible]

چونکہ ملاقات ہوئی ہی تو اپنے تئیں میں نے جیتوں کی دفعہ میں شمار کیا اور جانا کہ اب میرے
قالب میں جان آئی۔ اسی گفتگو میں تھے کہ سورج کے قاطعوں نے دریائے نیل سے اُتر کر کنارے
میں جا غوطہ مارا اور پیچھے سے باز کالی رات کا نمودار ہوا۔ ہرن جہاں رات کو رہتا تھا
وہاں گیا۔ گیدڑ بھی اُس کے پیچھے لگا ہوا اُس کے ڈیرے لگ چلا گیا۔ وہاں ایک درخت چنپا کا
تھا اور ایک سبدھہ نام کوا ہرن کا قدیم دوست تھا۔ دیکھتے ہی بولا اے یار! یہ
دوسرا کون ہی؟ جو تم اپنے ساتھ کر لائے ہو۔ کہا یہ گیدڑ ہی اور نیک ذات معلوم ہوتا
ہی اور مجھ سے دوستی کیا چاہتا ہی۔ کوّے نے کہا جس کہ آشنائی نہ ہو اُس کی بات کو یک
بیک نہ سنا چاہیئے اور اپنی جگہ میں رہنے نہ دیجیے۔ مگر تو نے بات اُس کرگس اور بلّی
کی نہیں سنی؟ اُس نے پوچھا وہ کیوں کر ہی؟ کوّے نے کہا میں نے یوں سنا ہی کہ بھاگ
ریتی ندی کے کنارے ایک پہاڑ ہی۔ اُسے گیردکوٹ کہتے ہیں اور اُس پر ایک بڑا درخت
سیبل کا تھا۔ اُس کے کھوڑ میں ایک بوڑھا ضعیف گدھ برسوں سے رہا کرتا تھا۔ اُس کے
پر و بال میں اتنی تاب و طاقت نہ تھی جو کہیں اِدھر اُدھر کھانے پینے کے واسطے جایا کرے لیکن
اکثر پرندے جو اُس درخت پر رہا کرتے تھے ہر ایک جانور کھانے کی چیز اُس کے لیے اپنی چونچ
میں لایا کرتا۔ اسی صورت سے کرگس اپنی گزران ہمیشہ کیا کرتا۔

ایک دن ایک بلّی اُس تاک پر وہاں آئی کہ اُن جانوروں کے بچے کھایا چاہیے۔ بچوں نے
اُسے دیکھ کر شور ڈالا۔ گدھ کو بڑھاپے کے سبب آنکھوں سے نہ سوجھتا تھا۔ بچوں کا غوغا
سن کر اُس جوف سے سر نکالا اور کہا کہ تو کون ہی جو یہاں چلا آتا ہی؟ بلّی نے جو کرگس
کو دیکھا تو ڈری کہ یہ جانور بڑا ہیبت ناک ہی۔ اپنے دل میں کہا کہ اب میں ماری گئی

کہوں کہ جگہہ بھاگنے کی نہ رہی پس اب یہی بہتر ہی کہ اُس کے نزدیک جاکر کُچھ بات
بنایئے کہ دِل اُس کا فریفتہ ہووے آہستہ آہستہ کرگس کے پاس آکر سلام کیا۔ اُس نے پوچھا تو کون
ہی؟ اِس نے غریبی سے کہا میں غریب بلّی ہوں ۔ کہا اگر تو بلّی ہی تو یہاں سے جلد
بھاگ۔ نہیں تو میں ہوں بھوکھا۔ تیرا لہو پیجاؤنگا ۔ اُنّے کہا میں ایک بات تُم سے کہتی
ہوں جو مارنے کے قابل ہوں تو مجھے مار ڈالیو اور نہیں تو چھوڑ دیجیو۔ وہ بولا جو تیرے دِل
میں ہو سو ظاہر کر ۔ بولی کہ سنو صاحب! آدمی بد ذات اور نیک ذات قول و فعل سے
پہچانا جاتا ہی اگرچہ یہہ بات دُرست ہی جو سب کہتے ہیں کہ بلّی جانور کی مارنے والی اور مانس
ادہاری ہی اگر یہہ بات دِل میں لاکر مجھے مار ڈالو تو تمہاری بزرگی معلوم ہوگی پر شاید تُم
نے میرے زُہد کا احوال کِسی سے نہیں سُنا کہ میں بغیر اشنان کُچھ کام نہیں کرتی ہوں
اور گوشت کھانا بالکل جانوروں کا چھوڑ دیا ہی کہ اپنی اور دوسرے کی جان برابر جانتی
ہوں اور رات دن خُدا کی بندگی میں رہتی ہوں ۔ اب یہہ عاجز تمہاری خدمت میں
آئی ہی جب یہاں سے اکثر جانور دانہ چُگنے کے واسطے گنگا کے کنارے جاتے تھے۔ اُنکی زبانی
آپ کے اوصاف سُنکر دِل اِس عاصی کا نہایت راغب ہوا کہ ایسے بزرگ کے قدم دیکھا
چاہیئے کہ جتنے گُناہ اپنے میں ہوں سو دور ہو جاویں ۔ اِس نیت سے آپکے قدم آدیکھے ہیں
اور تُم میرے مارنے کا قصد رکھتے ہو۔ ایسا کسو نے نہیں کیا جیسا تُم کیا چاہتے ہو اگر کوئی
کُلہاڑی ہاتھہ میں لیکر درخت کاٹنے کے واسطے آتا ہی اور وہ اُس کی چھاؤں میں بیٹھتا ہی تو
درخت اپنی بڑائی سے چھاؤں اُس کے سر سے دور نہیں کرتا ہی تیری مُلاقات کے
واسطے اِتنی راہ طی کر کے آئی ہوں اور تو چاہتا ہی کہ مجھے مار ڈالے اگر مہمان کِسی کے گھر

جاتا ہی جو صاحبِ خانہ مہمانی نہیں کرتا تو تیسری طرح کڑوی بات بھی نہیں کہتا اگر بہت مُدارات نہیں کرتا بھلا تھوڑا ٹھنڈا پانی پلاتا ہی اور میٹھی بات تو کہتا ہی

جہاں کہیں صاحبِ درد ہی اگر اُس کے پاس کوئی ہُنرمند یا بے ہُنر جاتا ہی تو دونوں پر برابر نظر رکھتا ہی جیسا کہ آفتاب اپنی شُعاع سے کسی کو محروم نہیں رکھتا۔ یہہ نہیں کرتا کہ بڑے آدمی کے گھر پر اُجالا کرے اور چھوٹے آدمی کے گھر پر اندھیرا

جب دل کرگس کا اُس کی باتوں سے نرم ہوا تب کہا۔ اِس درخت پر جانوروں کے بچے ہیں۔ واسطے احتیاط کے (caution) اتنی تجھے باتیں کہیں۔ اپنے دل میں کچھ نہ لانا۔ بلی دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ کر کہنے لگی استغفراللہ! یہہ بات جو تو نے کہی اگر کوئی اور کہتا تو میں اُس پر زہر کھاتی کہوں کہ میں نے بہت علم کی کتابیں پڑھی ہیں اور خدا کی راہ خوب معلوم کی ہی اور عالموں فاضلوں اور دین داروں سے سُنا ہی کہ کسی کا دل آزردہ کرنا گُناہ کبیرہ ہی جو کوئی جانور کو مار کر اُس کا گوشت کھاوے جب لگ وہ اُس کی زبان پر ہی تب ہی تک مزہ پاوے جب حلق کے نیچے اُترا تو کچھ نہیں اور یہہ نہیں جانتا کہ وہ غریب اپنی جان سے جاتا ہی اور جان اُن کی کس مشکل سے نکلتی ہی

بھلا اِس کھانے میں کیا لُطف ہی؟ یہہ نہیں جانتا کہ کل کو حساب دینا ہوگا اور اُس کے جواب سے کیوں کر عہدہ برا ہوگا؟ حیوان کو اذیت دینے کی اور چھوٹوں کی جان مارنے کی سزا اپنی آنکھ سے دیکھتا ہی۔ بس چاہیئے کہ اپنی جان سے چھوٹوں کی جان کو بہتر جانے کیوں کہ مرنا حق ہی جب لگ ہوسکے بدی نہ کرے۔ بلی کی پُرفریب باتوں نے دل کرگس کا مُلایم اور نرم کیا۔ خیر بعد اِس جواب و سُوال کے وہ بلی واں رہنے لگی۔ دو ایک دن

رہا ۔ تب یہہ مکّار (بلی) اپنے بولے جاکر دو تین بچّوں کو پکڑ لائی ۔ گدھ بچّوں کی آواز سنکر بولا
انہہ بچّوں کو تو کہاں لائی ہے؟ کہا میرے بھی دو تین ایک لڑکے ہیں ۔ بہت دن ہوئے میں نے
اُنہیں نہیں دیکھا ۔ میرا دل اُنہہ میں لگ رہا ہے ۔ اکثر اُن کو یاد کرکر کے روتی ہوں
اِس واسطے اِنہیں لائی ہوں کہ جو اُنہہ کی جگہہ اِنہہ کو دیکھہ کر میرا دل ٹھنڈا پڑے
گدھ نے جانا کہ بلّی سچ کہتی ہے ۔ اور بلّی نے اُنہہ بچّوں کو
لاکر کھایا ۔ پھر اِسی طرح سے ایک دو دو لاتی تھی اور کھاتی تھی ۔ یہاں تک کہ سب
کو تمام کیا اور اپنی راہ لی ۔ جب سب پرندے اُس درخت کے رہنے والے اپنے اپنے گھونسلے
میں آئے تو بچّوں کی تلاش کرنے لگے کہ ہمارے بچّوں کو کون لے گیا؟ جب بہت سی جستجو
کی تو بچّوں کی کچھہ ہڈیاں درخت کے نیچے اور کچھہ گدھ کے گھونسلے میں پائیں تب تو سب
کو یہی یقین ہوا کہ بچّوں کو اِسی گدھ نے کھایا ہے ۔ اپنی لڑکوں کی آگ سے ہر ایک جلا اور
بے تاب ہوکر اُس گدھ کو مارنے لگا یہاں تک چونچیں ماریں کہ اُس بیچارے کو مار ہی ڈالا ۔
یہہ کہہ کر کوّے نے کہا اے ہرن ! غیر آشنا کو اپنے گھر میں راہ دینے سے یہہ فائدہ ہوتا ہے ۔ لیکن
یہہ بات سنکر غصّے ہوا اور بولا اے کوّے ! تیرا شبہہ ناحق ہے پر تجھہ میں کچھہ عقل نہیں
ہے کیونکہ کوئی شخص دوستی ماں کے پیٹ سے نہیں لے نکلتا
پہلے جب تجھہ سے اور اِس ہرن سے ملاقات ہوئی تھی ۔ نہ تو اُسے پہچانتا تھا نہ وہ تجھے
جب تم دونوں ایک جگہہ رہنے لگے تو روز بروز دوستی زیادہ ہوئی جو اچھے لوگ ہیں وہ
سب کو دوست جانتے ہیں ۔ یہہ کام منافقوں کا ہے جو کسی کو دوست اور کسی کو دشمن جانتے
ہم ایک ہی گھر کے غلام ہیں ۔ جیسا کہ ہرن میرا دوست ہے ۔ ویسا ہی تو بھی بلکہ اُس سے بہتر

پھر ہرن بولا ای سُدھ! فی الحقیقت ہم سب آپس میں بھائی ہایش، جیسا کہ کلام مجید میں بھی آیا ہی۔ اُس کا حاصل یہی ہی کہ سب مومن آپس میں بھائی ہایش اگر یہہ گیدر چاہتا ہی کہ ہماری صُحبت میں رہے تو اِس میں ہمارا کیا نقصان ہی؟ جتنے یار آشنا کسی کے زیادہ ہوں تو گویا اُس کی دولت زیادہ ہوئی یہہ سُنکر کوے نے یہہ مصرع پڑھا

یار جانی کی خوشی گر اِس میں ہی تو خوب ہی

اِسی گفتگو میں رات کٹ گئی۔ چاند چھپ گیا اور سورج نکل آیا تینوں یار کوا گیدر ہرن اپنی اپنی چرائی کو چرائی کی جگہہ جاتے۔ ہر روز اِسی طرح ہر ایک طرف سے چر چُگ آتے اور ایک جگہہ میں آکر سو رہتے یوں اوقات بسری کیا کرتے۔ ایک روز شُغال بد باطن (جو ہرن کے گوشت پر دانت لگا رہا تھا) ایک جو کا کھیت ہرا تازہ (کہ جس میں کسان نے ہرن پکڑنے کے واسطے کل لگائی تھی) دیکھہ کر دوڑا آیا۔ ہرن کو ایک طرف لیکے کہا سُن یار! تو سوکھی گھاس کھاتا ہی۔ مجھہ سے دیکھا نہیں جاتا۔ مُجھے کمال قلق رہتا ہی۔ آج ایک جو کا ہرا کھیت تُمہارے لایق دیکھہ آیا ہوں اور خاطر جمع سے بے کھٹکے چرو تو دل میرا ٹھنڈا ہو اور آنکھیں روشن

فجر ہوتے ہی دونوں چلے جب کھیت کے نزدیک پہُنچے۔ گیدڑ بولا جاؤ جی بھر کے کھاؤ۔ ہرن پیٹ کا اندھا کھیت کی ہریاول کو دیکھہ بے تامّل دوڑا اور بے اندیشے کھانے لگا اُسی وقت پھندے میں پھنس گیا۔ گیدڑ بد ذات دل کی خوشی سے لگا ناچنے اور اپنے ہاتھہ پاؤں کو لگا دے دے مارنے۔ آہو نے جانا کہ میرے گرفتار ہونے کے سبب اپنی جان کھوتا ہی۔ یہہ نہ جانا کہ صوفی دسترخوان کو دیکھہ کر کودتا ہی۔ ہرن بولا ای یار! میرے واسطے کیوں اپنے تئیں

ہلاک کرتا ہے۔ کوّا بولا کیا تمہیں معلوم نہیں جو تمہارے دانت بفضلِ الٰہی تلوار کی دھار سے بھی تیز ہیں؟ اس پھندے کی رسّی کو کیوں نہیں کاٹ ڈالتے ہو؟ گیدڑ بولا اے میری آنکھوں کے تارے! میں بسر و چشم حاضر ہوں لیکن آج میں نے روزہ رکھا ہے، اور یہ دام چمڑے کا ہے جو دانت لگاؤں تو روزہ مکروہ ہوگا۔ شب درمیان ہے، کل صبح کو جو کچھ مجھ سے تمہاری محبتِ ذاتی کے موافق ہوگا سو آپ کی خدمت سے قصور نہ کروں گا۔ رات تو یوں گذری جب فجر ہوئی اُس شب دیدہ کوّے نے اپنے یارِ قدیم ہرن کو نہ دیکھا۔ دل میں اندیشہ لایا کہ آج رات میرا یار مکان پر نہیں آیا مجھے یہ آثار بھلائی کے نہیں نظر آتے! دیکھوں تو کیا صورت ہے؟

یہ کہہ کر ہر طرف ڈھونڈھنے لگا

دیکھتا کیا ہے کہ ایک جگہ دام میں ہرن گرفتار ہے۔ اپنا سر زمین سے دے مارا اور آہ مار کر کہنے لگا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ گیدڑ بدبخت شریر ہے [illegible] سمجھا نہ کرے۔ یہی خرابی کا دن اس کے آگے آتا ہے! اب وہ تیرا یار گیدڑ کہاں ہے؟ کہا میرے گوشت کا بھوکا یہاں کہیں بیٹھا ہوگا۔ بولا خیر جو کچھ ہو، تم [illegible] تئیں اپنے تئیں مردہ بنا کر دم سادھ جا۔ جب میں بولوں [illegible] تو اُٹھ کر بھاگیو۔ ہرن نے وہی کیا۔ کوّے نے کہا اتنے میں کھیت والا جب اس کے پاس آیا اور دیکھا کہ ایک مرا ہوا ہرن [illegible] دام میں پھنسا ہے بہت افسوس کیا جو میں اسے زندہ پاتا تو کیا خوب ہوتا! [illegible] اُس کے گلے کا بند [illegible] کر اُسے فراغت کر دیا اور آپ جال اُٹھانے کی فکر میں لگا۔ اُس [illegible] چھوڑنا [illegible] اس میں کیا بولا۔ تو یہ اُٹھ کر بھاگا

اُس نے دیکھا کہ ہرن چلا ایک [illegible] اُس کے ہاتھ میں [illegible] کے پیچھے [illegible]

جو وہاں اُس کے لہو کا پیاسا دیکھا بیٹھا تھا اس کے سر میں جا لگا۔ لگتے ہی بہہ تو کہیں
نہیں رہا۔ وہ سلامت نکل گیا۔ بزرگوں نے کہا ہے جو کوئی کسی کے واسطے کنواں کھودتا ہے
تو وہی گرتا ہے۔ جس نے اوروں کے لیئے کھودا کنوا ہے یقین اُس میں وہی جا کے گرا
غرض آہو اور کوا دونوں اس سے جدا ہو کر بہت خوش ہوئے کوا ہرن سے کہنے لگا کہ دشمن
کی چال اور بچھو کی ایک بات ہے اگر پہلے تو پاؤں پر آ بیٹھتا ہے پھر پیٹھ پر تب پیچھے
کان کے پاس آکر ڈنکتا ہے۔ اگر کھلا بدن پاوے یا کپڑے میں کہیں سوراخ نظر آوے تو وہیں
گھس کر لہو پینے کے لیئے جاتا ہے ایسا ہی دشمن بھی جو سختی نہ کر سکے تو نرمی سے
پیش آوے اور پاؤں پر گرے اور کان میں بات ملایم کہے اور دل میں اپنی جگہ کرے جب
رخنہ کہیں پاوے تو اپنا کام کر گذرے

الغرض چوہے نے جب قصہ تمام کیا تو یہہ بات کہی کہ اے زاغ! میں جانتا ہوں تو میرے خون
کا پیاسا ہے۔ کوا بولا تمہارے گوشت کھانے سے میری حیات ابدی نہ ہوگی اور دولت
بے زوال کچھ میرے ہاتھ نہ آویگی! اس بات کو تم سچ ہی جانو کہ میں اپنے دل و جان سے
تمہاری دوستی کا خواہاں ہوں جیسی کہ چتر گریو کی اور تمہارے درمیان محبت تھی کہیں کہ
میں نے تم سا یار وفادار کہیں نہیں دیکھا۔ بھلے آدمیوں سے دوستی کرنی بہتر ہے۔ اس
واسطے کہ خاصیت دریا کی رکھتے ہیں جیسا کہ وہ عمیق ہی ایسے ہی نیک کبھی
میں اگر کوئی آگ دریا میں ڈالے تو وہ ہرگز گرم نہیں ہوتا اور نیک مرد بھی کسی کی بری
بات سے ہرگز خفا نہیں ہوتے۔ میں نے تمہارا احوال خوب دریافت کیا تم نیک بخت
ہو تمہاری نیک خصلت پر میں عاشق ہوا ہوں۔ چوہا بولا میں نے تجھے کئی بار کہا کہ میں

دوستی تجھ سے کیوں کر کروں؟ میری تیری دوستی گویا آگ و پانی کی سی ہی اگرچہ آگ پانی کو ناندی میں لیکے اپنے سر پر رکھ کر گرم کرتی ہی لیکن وہ اس کی عداوت سے ہاتھ نہیں اٹھاتا جب دونوں اکٹھے ہوئے تو وہ اسے بجھا ہی دیتا ہی! ای زاغ! تیرا کیا اعتماد؟ جیسا تو باہر سے کالا ہی ویسا ہی اندر سے۔ میں تیری غذا ہوں تو جہاں مجھے پاوے کھا جاوے! تجھ سے محبت کا لگاؤ کیوں کر ہو سکے؟

کوّا بولا جو تو نے کہا سو میں نے سنا اب میں نے اپنے اوپر لازم کیا ہی کہ تیری ہی رفاقت میں رہوں اگر تو مجھ قبول نہ کریگا تو تیرے دروازے پہ اپنے ناقے کھینچونگا کہ میری جان کی طوطی اس خاک کے پنجرے سے پرواز کریگی تو بہلا اس ہی اگر تیرے ساتھ میری دوستی ہوگی تو کبھو تفاوت نہ پڑیگا کیوں کہ مصاحبت رذالے کی کیسی ہی جیسے مٹی کا برتن ذرا سی ٹھیس میں ٹوٹ جاوے اور رفاقت اشراف کی مثل ظرف مسی کی ہی کیسا ہی صدمہ پہنچے تو بھی نہ ٹوٹے اگر کہیں چوٹ کھاوے تو وہیں درست ہو سکے! ای چوہے! اکثر چار پائے جانور کچھ کہانے سے اپنے ہوتے ہیں اور نادان کم عقل طمع اور حرص سے دوستی اختیار کرتے ہیں لیکن جہاں کہیں مرد عاقل اور نیک ہیں سو وے بسبب نرم دلی کے ملاقات کرتے ہیں اور مہربان ہوتے ہیں اور تو ایسی خوبی رکھتا ہی کہ میں تمام ملک میں پھرا پر تجھ سا یار وفادار میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے ربط دوستی کا اور رشتہ محبت کا پیدا کروں

چوہے کا دل ان باتوں سے نہایت ملایم ہوا اور اپنے سوراخ سے باہر آیا! ملاقات کر کے کہا ای عزیز! تو نے میری جان کے سوکھے درخت میں گویا مینہ کا پانی دیا اور میرے دل کو

نہایت خوش کیا! اب تو میرا یار جانی ہوا! آ تجھ سے بغل گیر ہوں ! دونوں آپس میں ملکر بہت خوش ہوئے ! چوہے نے مہمانی اُس کی تکلّف سے کی جب کھا پی کے فارغ ہوئے تو یہہ اپنے بِل میں آیا۔ وہ اپنی جگہہ پر گیا! پھر وے دونوں یار دن کو آپس میں ہر روز ایک جگہہ ہوا کرتے اور چرنے چگنے کے لیئے ہر ایک طرف جایا کرتے پر رات کو ایک مقام میں رہا کرتے اگر کوّا کچھہ اچھّی چیز کھانے کی پاتا تو چوہے کے واسطے اکثر لاتا! اِسی طرح اُس میدان میں اوقات بسری کیا کرتے

بعد ایک مُدّت کے کوّا کہنے لگا کہ یار! اب تو کچھہ کھانے پینے کی چیزیں اِس اطراف میں نہیں ملتیں جو ملتی بھی ہیں تو بڑی محنت اور دوڑ سے! میں اب یہہ چاہتا ہوں کہ یہاں سے دوسری جگہہ چلیئے اور وہاں چلکر فراغت سے گذران کیجیئے! ہرنگ چوہے نے اُسے جواب دیا کہ سُن یار! بغیر دیکھے سُنے دوسری جگہہ کیوں کر جاویں؟ اقتضا دانائی کا یہہ ہی کہ پہلے اپنے واسطے مکان تلاش کیجیئے جو خاطر خواہ جگہہ ملے تو قدیم مکان کو چھوڑ دیجیئے۔ نہیں تو اِسی جگہہ میں بھلی بُری طرح سے دن کاٹیئے

کوّا بولا کہ ایک مکان میرا دیکھا ہوا ہی۔ اُسی کو میں نے ٹھہرایا ہی! چوہے نے کہا وہ کہاں ہی؟ کوّا کہنے لگا کہ دندکارن ایک جنگل ہی۔ اُس میں کاویری ندّی اُتّر سے دکھن کو بہتی ہی! منتھرک کچھوا میرا قدیم یار وہاں بارا برس سے رہتا ہی! وہاں پہنچ کر جو غذا درکار ہوا کریگی سو اُس سے طلب کیا کرینگے۔ یقین ہی کہ اُس کے وسیلے سے خدا ہم کو روزی پہنچایا کریگا تب چوہا بولا کہ اگر تمہارا ارادہ مصمّم ہی کہ یہاں کی سکونت سے ہاتھہ اُٹھاؤ تو میں تنہا یہاں کیوں کر رہونگا؟ مجھے بھی اپنے ساتھہ لے

چاہئے اس واسطے کہ بزرگوں نے فرمایا ہی کہ جس ملک میں خاوند بینا اور چرچا علم کا اور عاقل دور اندیش اور حاکم عادل و طبیب کامل اور دوست جانی نہ ہو وہاں بود و باش اختیار نہ کیا چاہئے ۔ چنانچہ اس کے آگے میرا پرانا یار چترگر کبوتروں کا بادشاہ چلا گیا اور میں یہاں اکیلا رہ گیا ۔ تس پیچھے تو میرا یار ہوا ۔ اب تیں بھی یہاں سے جایا چاہتا ہے پس ایسے تنہائی کے دن میں کیوں کر کاٹونگا ؟ یار ! اگر تو جاتا ہی تو مجھے بھی اپنے ساتھہ لے چل ۔ زاغ نے جب چوہے سے یہہ احوال سنا تب آپس میں متفق ہو کر اس ندی پر گئے کچھوا ان دونوں کو دور سے آتے دیکھہ کر بہت خوش ہوا آگے بڑھہ کر ملاقات کی اور خیر و عافیت پوچھی ۔ کوے نے بھی جواب دیا کچھوے نے کہا ۔ یہہ دوسرا تمہارے ساتھہ کون ہی ؟ زاغ بولا کہ یہہ وہ چوہا ہی کہ جو میرے ہزار زبان ہوتا ہم اس کی تعریف نہ کر سکوں اور نام اس کا ہرنیک ہی ۔ پھر سنگ پشت دو بارہ گرم جوشی سے بغل گیر ہوا ۔

مثال ہی کہ بڈھا جوان لڑکا کوئی ہو جو اپنے گھر آوے تو اس کی تعظیم و تکریم کرنی ضرور ہی کیوں کہ مہمان کی بزرگی ہر ایک متقدمین کے نزدیک ثابت ہی اور یہہ کہاوت ہی کہ اگر چھوٹا آدمی بڑے کے گھر آوے تو اس کی بھی تواضع لازم ہی اور چترگریو کا تمام قصہ بھی کہہ سنایا تب کچھوے نے خوب سی ضیافت کی اور بعد کھانے پانے کے پوچھا کہ حضرت سلامت ! تم نے اپنی جگہہ کو کیوں چھوڑا اور اس بڑے جنگل میں کیوں آئے ؟ اس کا سبب بیان کیجئے ۔ چوہا کہنے لگا کہ سن ای ندی کے راجا ! چندر نام ایک پہاڑ ہی ۔ اس کے نیچے ایک بستی بستی ہی ۔ اس کا نام چنپا پوری اکثر جوگی وہاں رہتے ہیں ۔

اُنہہ میں سے ایک چور اکرن نام جوگی کے گھر میں میں اپنا بِل بناکر رہتا تھا۔ وُہ جوگی ہر روز اُس شہر میں بھیکھہ مانگ کر کچا پکا اناج لایا کرتا۔ کہا ہی کر جو بچتا تو کوٹھری کے اونچے طاق پر رکھتا اور میں اپنے بِل سے بیسر نکال کر جھانکتا رہتا۔ جب وُہ سوتا تو میں سوراخ سے باہر آتا اور اُچھل کر طاق پر جا رہتا۔ اچھی طرح خاطر جمع سے کھاتا اور باقی جو رہتا سو اُسے ضائع کرتا اور کہیں نہ جاتا وہیں اپنی زندگی بسر کیا کرتا۔

ایک دن چور اکرن جوگی لاٹھی ہاتھہ میں لیکر میرے بِل کے پاس آیا۔ اُس کے مُنہہ کو کھٹکھٹانے لگا اُس وقت ایک بیناکرن نام دوست دار قدیم اُس کا اُس کے گھر آیا اور یہہ اُس تھکانے کی فکر میں ایسا لگ رہا تھا کہ اُس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تب وُہ بولا کہ میں تمہاری ملاقات کے واسطے آیا ہوں اور اختلاط کیا چاہتا ہوں اور تم میرے ڈرانے کے لئے ہاتھہ میں لکڑی لئے بیٹھے ہو تب جورو چور اکرن کی یہہ صورت دیکھہ کر کہنے لگی کہ آج بیناکرن مدت کے بعد آیا ہی۔ اُس کی تعظیم کر۔ اُس کا احوال پوچھہ اور اپنی حقیقت اُس سے کہہ۔ چور اکرن بولا میری یہہ حرکت بیجا نہیں۔ اِس بِل میں ایک چوہا ہی جو چیز کھانے کی طاق پر رکھتا ہوں وہاں وُہ اُچھل کر جاتا ہی جو کھاتا ہی سو کھاتا ہی اور باقی کو رائگاں کرتا ہی۔ بیناکرن بولا کہ وُہ جگہہ ذرا مجھے دکھاؤ۔ کہا دیکھو یہی ہی۔ وُہ طاق اُس نے دیکھہ کر کہا کہ یہہ اتنا اونچا ہی کہ اِس پر بلّی بھی زقند نہ مار سکے اور چوہے کی تو کیا تاب و طاقت کہ اِس طاق پر جست کرے۔ یہہ ہرگز بے سبب نہیں۔ شاید اِس کے نیچے جہاں وُہ رہتا ہی کچھہ نہ کچھہ مال ہوگا۔ یہہ قوّت بغیر مال کے نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایک بوڑھے بنئے کی جوان جورو نے اپنے خصم کے گلا تار کسی جوان سے لئے یہہ

حرکت اُس کی حکمت سے خالی نہ تھی۔ چوزا کرن نے پوچھا وُہ بات کہوں کرہی؟ بیناہ کرن کہنے لگا کہ ہندوستان کی کسی سرزمین میں ایک شہر ہی۔ اُس میں چندرسین ایک بانیا بڑا دولتمند (کہ برس سو ایک کی عُمر اُس کی تھی) رہتا تھا اور ایک نوجوان عورت کو بانئے کی بانتی بھی (کہ نام اُس کا کیلاوتی تھا) اُسی شہر میں رہتی تھی۔ ایسی خوب صورت کہ اُس کے دیکھنے سے چاند و سورج بیتاب ہوتے اور بالوں کی سیاہی سے اُس کے بھنورا شرمندہ ہوتا اور چشم نرگسی شہلا اپنی سے خلقت کو فریفتہ کرتی اور جادو فریب کمان ابرو اپنی سے لوگوں کو دیوانہ بناتی اور اپنے دانتوں کی چمک سے بادشاہی جواہرات کو جلا بخشتی

یہہ بقال مال کی مستی سے اُسے اپنے نکاح میں لایا لیکن یہہ نہایت بوڑھا تھا اور وُہ جوان نوخیز تھی۔ اِس واسطے بوڑھے خاوند کی صحبت سے خوش نہ رہتی۔ ایک دن اُس نے ایک جوان خوب صورت بقال بچے کو (جو نام اُس کا منوہر تھا) دیکھا۔ دیکھتے ہی عاشق ہوگئی۔ کہنے لگی کہ سُن منوہر! میں جوبن کے دریا میں ڈوبتی ہوں میرا ہاتھ پکڑ اپنے عشق کی کشتی میں اُٹھا سکتا ہی کہ نہیں؟ معشوق سے بولا کہ ہاں میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تُم سے کسی طرح آشنائی پیدا کروں کیوں کہ میرا دل بھی بہت دنوں سے تُمھاری محبت کی کمند میں گرفتار ہوا ہی

جب منوہر اور کیلاوتی کا عشق غالب ہوا تب دونوں خلوت میں آئے اور شہوت کی پیاس مواصلت کے پانی سے دونوں کی بجھی۔ اُسی ذوق شوق میں بدنہیں ایک مدت گذری۔ ایک دن چندرسین بیوقت اپنے گھر میں آیا۔ اُس وقت منوہر اُس

کے گھر میں تھا کیلا وتی نے دیکھا کہ اب میرا بھید ظاہر ہوتا ہے ۔ وہیں چارپائی سے اٹھ کر اپنے گھر کی دہلیز تک دوڑی آئی اور اپنے خصم کے سر کے بال پکڑ پانچ چار چپتے پیٹھ پر اس کے منھ کو لیے اور ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے میں لے گئی ۔ منوہر اتنی فرصت میں اس کے خاوند کی آنکھ بچا کر گھر سے باہر نکل گیا ۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ جا چکا تب اپنے شوہر کو دو چار لاتیں مار کر کوسنے لگی کہ اے بوڑھے خبیث ، شہوت نے تجھے اتنی مدت میں آج نہایت بیکل کیا تھا سو تجھ سے کچھ بھی میرا مطلب حاصل نہ ہوا ۔ غصہ کر کے پلنگ پر آئی اور سر سے پاؤں تک چادر تان کے سو رہی ۔ تب چور اکرن بولا چنانچہ چومنا جوان عورت کا بوڑھے کے منھ کو بے بات نہیں ۔ اسی طرح زخندو چوہے

[illegible]

الغرض دونوں جوگیوں نے اپنی جیب سے سفید مٹی نکال کے زمین پر لکیریں نجومیوں کی طرح کھینچ کر معلوم کیا کہ اس چوہے کے سوراخ میں خواہ مخواہ مال ہے ۔ نہیں تو اتنی قوت چوہے میں کہاں سے آئی ؟ جس کے پاس دولت ہے اسی کو بہت زور ہے ۔

خوش رہے ہے مرد دولتمند خوب ۔ مفلسوں کا دل شکستہ ہے سدا

آدمی کی قدر و قیمت زر سے ہے ۔ مرد جو بے مال ہو کس کام کا ۔

جوگیوں نے کدالی سے اس بل کو کھودا اور سارا دفینہ روپیوں کا وہاں سے نکال لیا وہ مال میرے بزرگوں کا اور میرا جمع کیا ہوا تھا انھوں نے وہ سب کا سب اپنے قبضے میں کر لیا میں نے دیکھا کہ جب میری ساری دولت اپنی کر لی تب تو مجھے کچھ تاب و طاقت نہ رہی ۔ وہیں

مبہوت نہ ہو گیا لیکن چند روز میری زندگی کے دن باقی تھے اِس واسطے جان عزیز قالب سے جُدی نہ ہوئی اے بادشاہ! ایک تو میرا مال گیا دوسرا جوگی طعنے مارنے لگا اِس دُکھ اور بُری باتوں سے میرا دل جل بل کے خاک ہو گیا سو اِسی واسطے اپنی جاے جگہ چھوڑ کر اب آپ کے قدموں تلے آپہنچا ہوں! کچھوے نے پوچھا کہو یار تم کو کیا بات زبون کہی تھی؟ کہا اگر یہ مال کسی معتبر پاس ہوتا تو اتنی کفایت اور جزرسی نہ کرتا۔ سیر حساب رہتا! یہ جو سخت نادان اور احمق تھا جس نے اپنے زور کو ظاہر کیا

مثلاً بزرگ کہہ گئے ہیں جو کسی کو مال مُفت ہاتھ آوے یا اپنے زور بازو سے کماوے اور وہ اُسے نہ کھاوے۔ نہ کھلاوے۔ نہ کسی کو دیوے۔ نہ دلاوے تو اُس کے جمع کرنے کی محنت ناحق اُٹھاوے اور مُفت کی اذیت پاوے اور عالم میں شوم بدبخت کہلاوے۔ بری قسمت اُس کا کوئی نام نہ لیوے۔ بلکہ اُس کے نام پر پُت اُٹھ لوگ جوتیاں ماریں اور وہاں کی زمین کو سب کہ سب بد کہیں! ایسے ایسے گُناہوں سے اور طعن تشنیع سے مجھ غریب کو ہر روز جلاتے تھے سو یہ بُری باتیں مجھ سے برداشت نہ ہو سکیں!

کچھوا بولا یار! تو اپنے دل کو رنجیدہ مت کر۔ جیسا کہ تجھے کہتے تھے کہ شوم کی موت اور حیات دونوں برابر ہیں! عقلمندوں نے کیا ایسا ہی کہا ہے

کھانے کے واسطے زر ہے گا اے طفل خوشتر
رکھنے کو سنگ اور زر ہیں دونوں ہیں برابر

اے بھائی! خوب ہوا جو تمہارے ہاتھ سے مال جاتا رہا۔ نہیں تو تمہیں کوئی روپئے کے

واسطے اور والتّا بارے شُکر خُدا کا تُم سلامت رہے! مال بہُتیرا پھر ہو رہیگا۔ جس کے یہاں دولت جمع ہو اور وہ اُس کے مُوافق خرچ نہ کرے۔ یہی اُس کے درپیش آوے جو تیرے آگے آیا۔ چوہے نے کہا کہا تو بھی طعنے دیتا ہی جوگیوں کی طرح؟ لیکن بدون مال کے آدمی نا چیز ہی۔ اگر مالدار ناآشنا کسی کے گھر مہمانی میں جاوے تو لوگ اُسکی مُدارات حد سے زیادہ کریں۔ جو غریب مُفلس دوستوں کے یہاں جاوے تو اُسے خاطر میں نہ لاویں۔ دولت بہُت اچھی چیز ہی۔ امیروں کے زر ہمیشہ رندی کا زیر دست ہی۔ جب تک آدمی اپنا ہاتھ خرچ کی طرف سے نہ سمیٹے اور پیسوں کی تھیلی پر مضبوط گانٹھ نہ دیوے۔ ہرگز دولت نہیں رہتی! ای عزیز! میں نے جو دیکھا کہ میرا مال و اسباب ظالم سے بدبخت جوگیوں کے ہاتھ آیا گو خالی ہو گیا پھر کس طرح وہاں گذران کرنے لگا۔

~~بیت دولت کے برابر کوئی دوست نہیں~~ بمنزلۂ ماں باپ کے ہی۔ بلکہ زیادہ۔ کیوں کہ وہ ہر طرح سے حاجت روا ہی۔ یعنے بدون اُس کے دُنیا میں کوئی کام انجام نہیں پاتا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ اب مُجھے یہاں رہنا صالح نہیں اور یہ بات غیر سے کہنی بھی مناسب نہیں۔ جیسا کہا ہی اگر عقلمند ہو ان تین چیزوں کو حتّی المقدور چھپاوے۔ ایک تو اپنے مال کا نُقصان۔ دوسرے زبونی اپنی عورت کی۔ تیسرے دل کا دُکھ۔ تم جو میرے دوست ہو۔ اِس واسطے اپنا احوال کہا جب کو اُسکی قوّت نہ رہی۔ ناچار اپنے قدیم مکان کو چھوڑ دیا اور جنگل میں گنگا کنارے رہنے لگا۔ بارے میں نے خُدا کا شُکر کیا کہ بالفعل آپ کے دامنِ دولت کے سائے میں آ پہنچا ہوں۔ سچ ہی جو کہہ گئے ہیں کہ دُنیا زہر کا درخت ہی۔ جس پر حق تعالیٰ کا رحم ہوتا ہی اُس کو پانچ چیزیں مُیسّر ہوتی ہیں

اوّل ہر روز تحصیلِ علم کی ۔ دوسرے بندگی خدا کی ۔ تیسرے شناسائی اہلِ دل کی ۔ چوتھے سچائی بات کی ۔ پانچویں صحبت بھلے آدمی کی ۔ اے سنگ پُشت ! میں بدبخت جوگیوں کے ظلم سے دلگیر نہیں ہوا ہوں جو جان سلامت رہی اور تم سے مروّتی کی ملاقات ہوئی تو مال کیا مال ہے سب شے مہیّا ہو سکتی ہے ۔ دُنیا کی دولت کا کچھ اعتبار نہیں کبھی آتی ہے کبھی جاتی ہے ۔ کچھوے نے کہا ہے اُسی جو اپنے مال کی زکوٰۃ دیوے تو اُس کے خزانے میں کمی نہیں ہوتی اور کوئی اُس میں جبر نہیں کر سکتا جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے جو کوئی پانی کو باندھ کر بند کرے اور اُس کے نکلنے کی تھوڑی بھی راہ نہ رکھے تو جمع ہو کر باند کیسا ہی مضبوط ہو توڑ کر کے سب پانی نکل جاوے ۔ مال کی بھی یہی حالت ہے ۔ جو کوئی محنت سے مال جمع کرے اور اُسے نہ کھاوے اور نہ کسو کو خدا کی راہ پر دیوے تو اُس کی قسمت میں یہی ہے کہ اُس کا مال اور کوئی کھاوے

آپ کھا اوروں کو دے کچھ ہاتھ اپنے سے عزیز
واسطے اوروں کے بھی کچھ رکھ لے اے صاحب تمیز

اے دوست ! دولت مند شرم نگہبان مال کا ہے نہ مالک اُس کا ہے بلکہ فقیر اُس سے ہزار درجے بہتر ہے کہ جو کچھ تھوڑا بہت اُس کے ہاتھ آوے سو لے کر خرچ کرے رات کو بہ فراغت اپنے لڑکے بالوں میں سووے اور کسی طرح کا غم و غصّہ دل میں نہ لاوے ۔ غنی اور بخیل کتنی ہر ایک رات کو مال و جان کا ڈر ہی رہتا ہے ۔ مبادا کوئی رہزنوں کی طمع سے جان نہ مار جاوے مگر تم نے کہا اُس گیدڑ کی حکایت نہیں سنی جو لالچی ہو تو مارا ۔ اُس کا قصّہ کیونکر ہے ؟

کہتے ہیں کہ کاہان پور نام ایک شہر ہے۔ اُس میں ایک شخص حاکم تھا۔ نام
اُس کا پیرمان۔ اتفاقاً ایک دن سوار ہو کر شکار کے واسطے کسو جنگل میں گیا۔ جاتے ہی وہاں
ایک ہرن خوب صورت سا نظر آیا۔ جلد گھوڑے سے اُتر کر اُس نے اُسے تیر مارا۔ وہ اُس کے
ہاتھ کا تیر کھاتے ہی تھرتھرا کر گرا۔ اُس نے اُس کو اپنے کاندھے پر اُٹھایا اور گھوڑے کی طرف
چلا۔ سو وہیں ایک بڑا سا خوک اپنے سامھنے آتے دیکھا۔ آہو تو اُس نے مارے حرص کے کاندھے
سے زمین پر رکھ دیا اور تُرت ایک سامھنے سے اُس کے کترا کر اور آنکھ اُس کی
بچا کر پیچھے اُس کے لگ لیا۔ آخرش قابو پا کے اُسے بھی تیر سے مارا۔ سور کے جب تیر لگا
تو جھنجھلا کر اپنے دانتوں سے اُس کو بھی مار رکھا اور آپ بھی وہاں مر رہا۔ غرض
پیرمان شکاری ہرن اور خوک تینوں ایک ہی جگہ پر مر کر رہ گئے۔

گھڑی دو ایک کے پیچھے اُسی میدان میں ارتھ لوبھی نام ایک گیدڑ وہاں آ پہنچا۔
خوشی بہت سی کی اور خدا کا شکر بجا لایا اور کہا۔ ایسی غذاے لطیف مجھے کبھی میسر
نہیں ہوئی تھی جیسی آج ہوئی۔ اب چند روز اچھی طرح فراغت سے کھاؤں گا اور کبابوں
کے واسطے اچھا اچھا گوشت سکھا کر رکھوں گا۔ غرض وہ حریص یہہ خیال اپنے دل میں
باندھ کے پہلے کمان کے چلے کو لگا چبانے۔ کمان تو چڑھی ہوئی تھی جب زہ کٹ گئی تب کمان کا
گوشہ ایسا زور سے سینے میں اُس لالچی کے لگا کہ پانی نہ مانگا۔ جب اُس حریص
نے وہ شکار نہ کھایا اور اُسے ذخیرہ کر رکھا اور کمان کی زہ چبانے لگا۔ یہی اُس کی قسمت
کا بدا تھا جو اُس کے آگے آیا۔ جو کوئی زر پیدا کرے لازم ہے کہ اُس میں سے کچھ
کھاوے کچھ رکھے کچھ خدا کی راہ میں دیوے۔ سو تو اُن نے کیا۔ دولت برباد دیا۔ اب اُس کا

افسوس مت کرو، چوہا بولا بھائی! بات یہی ہے جو تو کہتا ہے، پھر باخے نے کہا
اے یار! اگر مال کے واسطے کڑھونگا تو اُس کڑھن سے تصدیع اٹھاونگا اور اُسی کے غم میں
مر جاونگا اور لوگ ٹھٹھے مار کر یہہ کہینگے کہ کیا عقلمند تھا! جس نے مال کے لیئے اپنے تئیں
ہلاک کیا اگر جان سلامت ہے تو مال بہتیرا ہو رہیگا

باخا پھر کہنے لگا- اے چوہے! جو گیدڑ اتنا گوشت کھاتا تو اُس کی نوبت یہاں تک نہ پہنچتی!
حاصل یہہ ہے، جو تو نے مال نہ کھایا تو غم بھی نہ کھا- کیوں کہ کہا ہے جب [illegible] یاروں کے
ناخون اور دانت اور سر کے بال اپنی جگہہ سے جُدے ہوئے تو شخص ناچیز ہوا [illegible]
کے واسطے غمناک رہیگا تو گوشت تیرا گل جائیگا اور ہڈیاں چور ہو جاوینگی [illegible]
بندگی میں اتنا متوجہ رہا کہ دُنیا تیری لونڈی ہو رہے دیکھا نہیں جب عورت کو پیٹ
رہتا ہے لڑکا ہونے کے آگے خوراک اُس کی حق تعالیٰ اُس کی ماں کی چھاتیوں میں
پیدا کرتا ہے، ہمارا تمھارا روزی کا دینے والا وہی ہے! اے یار! اِس مکان کو اپنا گھر
جان اور تو میرے پاس رہا جب [illegible]
کچھوے کی تعریف میں [illegible]
کوئی اُسے نہیں نکال سکتا ہے [illegible]
بُرا وقت پڑا ہے [illegible]
کئے اور کچھوے [illegible]
دیکھتے کیا ہیں [illegible]
کر [illegible]

چاروں طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھا جو ہرن کے پیچھے کوئی نہیں آتا خیر جب وہ اُن کی
جگہ میں پہنچا تب کوّا بولا کوّے کے بولتے ہی تینوں یار آ اکٹھے ہوئے! اُن میں سے باخے نے
آہو سے پوچھا تیرے پیچھے تو کوئی نہیں پھر کس واسطے اتنا ہڑبڑا کر دوڑا آیا خیر تو ہے ؟
وہ بولا کہ میں شکاریوں کے ڈر سے ایسا گھبرا کے بھاگا آیا ہوں اور اب اپنا یہہ ارادہ
ہے کہ اس باقی عمر کو تمہاری رفاقت میں کاٹوں! کچھوے نے چوہے کی طرف دیکھا چوہے
نے کہا اب جو تو ڈر کر یہاں آیا ہے خاطر جمع رکھ دل میں کچھ اندیشہ نہ کر تیں
ہمارا ساتھی ہوا اے یارو! یہ ہرن اور ہم آپس میں شریک نیک و بد کے ہوئے! یہہ بات
سن کر وہ بہت خوش ہوا اور درخت کے تلے نزدیک یاروں کے بیٹھا! کچھوے نے
اُس سے پوچھا یارا! شکاری کون ہے؟ اور اُنھیں تو نے کہاں دیکھا ہے؟ یہہ بولا
راجا کے بیٹے حاکم ملک کنتاک کے اپنے لشکر سمیت کنارے بھاگ رتھی ندی کے آ اُترے ہیں!
میں نے یوں سنا ہے کہ وے کل اس جھیل میں مچھلیوں کا شکار کھیلینگے! یہہ سنتے
ہی باخے کے دل میں شکاریوں کا ڈر پیدا ہوا وہ کہنے لگا جو میں آج اس جھیل میں رہونگا
تو کل یہہ دکھ کی آگ میں جلونگا یعنے وے مچھلیاں پکڑ لینگے میں بھی کہاں مرونگا! بہتر
یہی ہے سفر کرو اور تالاب میں جاؤں! کوّے اور آہو نے کہا بہت اچھا! ۸

یہہ تک چوہا متامّل ہو کر بولا کہ باخے کو خشکی میں چلنا مشکل ہے جو تری کی راہ لے تو
سلامت پہنچے جیسا کہا ہے پانی کے رہنے والوں کو پانی کی قوت ہے اور آدمیوں کو
پناہ کی قوت ہے! یارو! جو اس کو زمین پر چلنے دوگے — چنانچہ بقال اپنے کیے سے پشیمان
ہوا تھا تم بھی اپنے کیے کی ندامت کھینچوگے! یاروں نے پوچھا وہ قصہ بنیے کا کیوں کر

تھا؟ چونا بولا تب شہر قنوج میں بیر سین نام ایک راجا تھا۔ اُس نے اپنے نام کا ایک شہر بسایا اور نام اُس کا بیرپور رکھا۔ اُس شہر کی حکومت تنکبیر نام ایک اُس کا ملازم تھا اُسے دی۔ ایک مہینے کے پیچھے وہ شہر دیکھنے کو نکلا۔ ایک بقال کی بیٹی نوجوبنا نام اپنے کوٹھے پر کھڑی تھی۔ اُسے دیکھا وونہیں اُس کی زلف ناگن نے اُس کو ڈسا۔ گھوڑے سے زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا

لوگوں نے پالکی میں ڈال اُس کے گھر پر لا پہنچایا۔ دائی نے پوچھا اے فرزند! تجھے کیا ہوا؟ کہا میری نظر ایک نازنین پر پڑی ہے۔ میں نہیں جانتا وہ پری تھی یا آدمی۔ اُس کے گلبن کا کانٹا میری آنکھ میں چبھ گیا۔ اُسی درد سے میں بیقرار ہوں۔ دائی نے معلوم کیا کہ یہہ لڑکا نوجوبنا کے حُسن کے تیر سے زخمی ہوا ہے۔ وہ اس فکر میں ہوئی کہ اِس کا اور اُس کا کسی طرح ملاپ ہو۔ کسی بہانے سے نوجوبنا کے یہاں آکر دیکھتی کیا ہے کہ اُس کے جمال کی کٹاری کی ماری ہوئی یہہ بھی ایسی لوٹ پوٹ ہو رہی ہے جو ہلنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

آہستے آہستے اُس کے کان میں کہا اے نوجوبنا! تیرے واسطے میرا تنکبیر روتا ہے اور مدہوش پڑا ہے۔ اگر تجھ سے اُس کی دستگیری ایک بوسے سے ہو سکے اور تسکین کرے تو میں تجھے سونے کا ٹکا دوں۔ نوجوبنا بولی۔ اے نادان دائی! یہہ سودا اور دوکان سے جاکر خرید کر۔ دائی نے پھر عذر کیا کہ پھول میرا تیری محبت کے آفتاب سے مرجھایا ہے۔ جو تیرے ابرِ جمال کا سایہ پڑے تو پھر تازہ ہووے۔ نوجوبنا بولی اے دائی! اس میرے باغ کا نگہبان میرا خاوند ہے۔ یہہ اُس کے مُنہ کی بات سُن کر دائی چپ

کے پھر آئی تب تناہیر وپکھ کر کہنے لگا ای دائی! کچھ زودی جادو کو یعنے محبت کی مزدوری کہاں؟ دائی نے کہا میں اپنے کام کو پختہ کر آئی ہوں لیکن چند روز صبر کیا چاہئیے۔ وہ اپنے شوہر سے ڈرتی ہی۔ اُس کا میں ایک علاج کرتی ہوں۔ جو اُس کا خاوند از خود تمہارے پاس لا پہنچاوے! ست لڑکے! کام حکمت اور عقل سے نکلتا اور زبردستی سے ہرگز نہیں بن پرتا ہی کیا تونے قصہ گیدڑوں کا نہیں سنا کہ عقل کے زور سے جیتے ہی ہاتھی کو کھا گئے؟

تناہیر نے کہا وہ قصہ کہو کر ہی؟ دائی بولی یوں کہتے ہیں کہ وندکارن نام ایک جنگل ہی اُس میں دھول تلک نام ایک مست ہاتھی تھا گیدڑ اس فکر میں ہوے کہ کسی طرح دو تین مہینے تک اس کا گوشت کھاویں! ان میں ایک آتھا نام گیدڑ تھا۔ اُس نے کہا یارو! اس ہاتھی کو میں دانائی کی زنجیر سے باندھ کر حکمت کے تیروں سے مارو نگا! یہہ کہہ کر جلد چلا جب ہاتھی کے پاس پہنچا۔ سلام کر کے ادب سے تفاوت کھڑا ہوا! اُس نے پوچھا تو کون ہی کہاں سے آیا؟ بولا مجھے سب جانوروں کے اور گیدڑوں کے راجاؤں نے تمہاری خدمت میں بھیجا ہی اور یہہ پیغام دیا ہی کہ ہم یہہ چاہتے ہیں کہ تمھیں اس جنگل کا بادشاہ کریں۔ اگر قبول ہو تو آپ اس میں ایک دم توقف نہ کیجئے جلد چلئے۔ دونوں بادشاہ سارے جانوروں سمیت تمہارے منتظر ہیں! ہاتھی مارے خوشی کے جلد جلد چلا! گیدڑ فریبی جھیل کی راہ سے (جس میں چور بالو تھی) لیچلا! وہ تو ہاتا تھا دبے پاؤں جھیل کے پار جا کھڑا ہوا اور اُس کو بلانے لگا کہ ناک کی سیدھ چلے آؤ۔ پانی بہت تھوڑا ہی! ہاتھی او جہان تھا! پاؤں رکھتے ہی

دلدل میں پھنس گیا کہا یار! کہا کیا چاہتے ہو؟ گیدڑ بولا کہ میری دُم پکڑ لے تو میں تجھے ندی سے نکال لوں اُس نے کہا ای نادان! تیرے زور سے میں کیوں کر نکلوں گا تب گیدڑ بولا اگر تم کہو تو میں اپنی قوم کو بُلا لاؤں جو تمھیں اِس دلدل سے کھینچ نکالے

ہاتھی اُس چہلے میں پھنسنے سے ایسا عاجز ہو کے ہاتھ پاؤں مارتا تھا کہ جیسے کوئی دریا میں بہتے ہوئے بہتا تنکا دیکھ کر ہاتھ بڑھاوے کہ شاید اسی کے آسرے سے بچ جاؤں پر اُس کو وُہ تنکا ناچیز کیا فایدہ کرے! مارے بدحواسی کے کہنے لگا کہ اچھا تو جا اپنے یاروں کو بُلا لا کہ وے مجھے اِس مُصیبت سے چھڑا ویں۔ گیدڑ دوڑا اور اپنی تمام برادری کو بُلا لایا اور آپ اُس کے سامھنے آ کھڑا ہوا اور وے پیچھے سے ہاتھی کا گوشت کاٹ کاٹ کھانے لگے تب ہاتھی نے کہا

باغِ دل میں تو نے میرے تخمِ اُلفت بو دیا
آخرش تو نے کیا وہی تیرے دل میں جو تھا
دل مرا ٹکڑے ہوا افسوس ظالم سنگ دل
تھا تیرے دل میں یہ کب میں جانتا تھا دل جلا

پھر دائی نے کہا ای تنکبیر! تو نے دیکھا کہ اپنی عقل کے زور سے گیدڑ نے ہاتھی کا کام تمام کیا؟ کیا مجھ سے اتنا بھی نہ ہوگا کہ میں اپنی عقل کی رسائی سے تیرا کام بخوبی انجام دوں۔ وہ کون سا کام ہے جو عقل سے نہیں ہو سکتا! تنکبیر نے کہا ای دائی! میرے دل کی شاہین تو جو بنا کے مرغِ حُسن کے در پئے ہے۔ اِس سبب سے نہ چہرے پر رنگ ہے نہ دل میں قرار۔ آخرش دائی تنکبیر کے کان میں کچھ ایسی باتیں کر کے

اپنے گھر چلی گئی کہ جس سے طالب اپنے مطالب کو پہنچے تب تناہیر نے نوجوہنا کے خاوند
کو بلا کر نوکر رکھا اور بہت سا سرفراز کیا اور اچھے اچھے کام اُس کو سونپے

ایک دن تناہیر نے اُس سے کہا کہ ای یار! میں نے آج رات کو ایک خواب دیکھا
ہی کہ ایک عورت شیر پر سوار ہی اور مجھ سے کہتی ہی کہ اگر تو ایک مہینے
تک ہر روز ایک عورت کو اپنے گھر بلواوے اور تاشش بادلا پہناوے اور پٹکا اپنے گلے میں
ڈال کر اُس کے پاؤں پڑے اور رُخصت کر دیا کرے تو تیری عمر و دولت دن بدن بڑھے-
گی اور جو عورت تیرے پاس سے زری پوش ہو کر جاویگی اُس کے بیٹا بیٹے بہت
پیدا ہووے اور اُس کے خاوند کی عمر دراز اگر یہہ کام تجھ سے نہ ہوسکیگا تو شوہر نوجوہنا کا
(جو تیرے پاس رہتا ہی) مرجائیگا اور اُس کے بعد تو بھی نہ بچیگا ! بھلا کہہ تو اب
مجھکو کیا چاہیئے ؟ اُس بقال نے کہا جو کچھ حکم ہو موافق اُس کے کروں ! تناہیر نے کہا
کہ عورت لانا تمہارا کام ہی اور تاشش بادلہ پہنانا میرا ذمہ ×

جب رات ہوئی- بقال نے ایک رنڈی اُس کے یہاں لا پہنچائی ! اُسے وہ اپنی
خلوت میں لیگیا تب بنیاں چھپ کر دیکھنے لگا کہ دیکھوں تو اُس عورت پر وہ ہاتھ
ڈالتا ہی کہ نہیں ! دیکھا کہ اُس نے ایک جوڑا زری کا پہنا کر پٹکا اپنے گلے میں ڈال
اُس کے پاؤں پر رُخصت کیا ! بقال نے یہہ سب احوال دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ تناہیر
بڑا بیوقوف ہی جو اتنا لباس زر بفت کا مفت اسے دیا ! جب بقال اور وہ عورت
دونوں باہر آئے- اُس نے عورت کو کہا کہ آدھے کپڑے اس میں سے مجھے دے ! وہ بولی
مجھے تو تناہیر نے دیئے ہیں تجھے کیوں دوں ! غرض وے دونوں آپس میں یہاں تک

جھگڑے کہ کپڑے عورت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور آدھی داڑھی بقال کی اُس عورت نے
کھسوٹ لی۔ تناکبیر کو جو یہہ خبر پہنچی تو بہت سا ہنسا اور جانا کہ آج کل مطلب میرا
حاصل ہوگا

بقال نے اپنی جورو سے سب احوال مفصل رات کا کہا۔ اُس نے جواب دیا کہ تو کسو
اوچھی کم ظرف کو لیگیا ہوگا اگر کسی معتبر کو لیجاتا تو ایسا فضیحت نہ ہوتا۔ دوسری
رات ایک عمدہ رنڈی کو لیگیا۔ تناکبیر نے ویسا ہی سلوک اُس کے ساتھہ بھی
کیا جیسا پہلی کے ساتھہ کیا تھا

بقال یہہ دیکھہ کر اپنے دل میں حسرت کرنے لگا۔ تیسرے دن اپنی عورت سے کہا ای
نوجوانا! اتنی دولت بے فائدہ جاتی ہی۔ اگر ایک رات تو میرے ساتھہ چلے تو سب
دولت تیرے ہاتھہ آوے۔ وہ بولی کہ میں نامحرم مرد کے گھر کیوں کر جاؤں۔ بقال کو اپنی
عورت پر نہایت اعتماد ہوا اور کہنے لگا کہ تناکبیر پہنچے ہوی لباس زری کا دیتا ہی اور
پاؤں پر کے رخصت کرتا ہی۔ نوجوانا نے کہا۔ جو عورت اپنے خاوند کے حکم میں نہ ہو۔ قیا
مت کے دن اُس کو عذاب میں گرفتار کرینگے۔ میں تیری رضامندی چاہتی ہوں
جو کچھہ کہیگا بسرو چشم قبول کرونگی۔ بقال نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا رحمت خدا
کی تیرے ماں باپ پر

جب آفتاب سیاح آسمان کے میدان کو طی کر کے مغرب کے گوشے میں پہنچا تھمیا پہر
رات گئی ہوگی جو بنیان کم عقل بدستور سابق اپنی جورو کو بھی دولت کی طمع سے
تناکبیر کے پاس لیگیا۔ وہ اُسے دیکھتے ہی باغ باغ ہوکر اپنے خلوت خانے میں لایا اور کہنے

ثنا ای نوجوانو! تیرے کافر عشق کے لشکر نے میرے ملک دل کو خراب کیا تھا۔ تیرے آنے سے بارے آباد ہوا۔ بنیاں (جو وہاں چھپا ہوا کھڑا تھا) اس بات کے سنتے ہی شرمندہ ہو اپنا سر پیٹتے گھر کی راہ لی

ای یارو! اگر کچھوا خشکی کی راہ چلیگا تو جیسا بقال اپنے کیئے سے پشیمان ہوا تھا۔ یہہ بھی ہوگا۔ کچھوے کا دل ہرن کے خبر دینے سے شکاریوں کے ڈر کے مارے تو گھبرا ہی رہا تھا چوہے کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ ہرن اور کوّے کی صلاح سے معاً تالاب کو چھوڑ چل نکلا۔ کوّے چوہے اور ہرن کو بھی اُس کے ساتھ جانا ضرور پڑا کچھوے کے پیچھے لگ چلے بہزار خرابی کوس بھر گئے ہونگے - چاہا کہ کسی درخت کی چھاؤں میں ٹھہریں - یکایک دیکھتے کیا ہیں کہ ایک مرد شکاری تیر کمان لیئے چلا آتا ہے۔ ہر ایک یار نے اپنی اپنی راہ پکڑی۔ کوّا تو درخت پر جا بیٹھا اور چوہا کسی بل میں گھس گیا اور ہرن جنگل کی طرف بھاگ گیا

کچھوا تری کا جانور تھا خشکی میں بھاگ نہ سکا وہیں رہ گیا۔ تب شکاری نے اُسے پکڑ کر چاروں ہاتھ پاؤں باندھ کمان کے گوشے میں لٹکا اپنے گھر کی راہ لی جب تینوں یاروں نے دیکھا کہ کچھوا پکڑا گیا۔ وے رونے لگے چوہا بولا ای بھائیو! میں تم سے نہ کہتا تھا کہ کچھوا اگر خشکی سے جائیگا تو نہایت رنج اُٹھائیگا۔ اب یہہ تمہاری آہ و زاری کچھ کام نہیں کرتی - اب ایسی تدبیر کرو جس سے کچھوے کی مخلصی ہووے کوّے اور ہرن نے کہا ای یار تک! بغیر تیری عقل و تدبیر کے اِس کا چھٹکارا معلوم۔ چوہا بولا ای ہرن! یہاں سے آگو چل کر جہاں کہیں پانی کا ڈبرا نظر آوے تو لنگڑا کر کھڑا

رہتا جب وہ تیرانداز نزدیک آوے تو آستے آستے لنگڑاتا ہوا بھاگ گیا۔ ہرن نے وہی
کیا جب وہ مرد کچھوے سمیت پانی کے کنارے پہنچا۔ دیکھا کہ ہرن لنگڑاتا جاتا ہے۔
کچھوے کا وزن بھاری تھا اُس کو زمین پر رکھ دیا اور ہرن کے پیچھے چلا جب قریب
ایک تیر کے فاصلے پر گیا۔ چوہے نے پیچھے سے کچھوے کی پھانسی کاٹ کر ہرن کو پکارا
اور کہا اے ہرن! کچھوا صحیح سلامت پانی میں آپہنچا تو بھی جنگل کو بھاگ
جا۔ وہ یہہ بات سُنتے ہی بھاگا۔ جس وقت وہ تیرانداز ہرن کے پیچھے سے پھر آیا
دیکھتا کیا ہے کہ کچھوا نہیں۔ پشیمان ہو کر بولا کہ بزرگ یوں کہہ گئے ہیں جو کوئی
آدمی کو چھوڑ ساری کو دوڑے وہ آدمی بھی ہاتھہ نہ آوے اگر میں ہرن کے پیچھے نہ
جاتا تو کچھوا میرے ہاتھہ سے نہ جاتا شکاری افسوس کرتا چلا گیا تب اُنھہ چاروں
یاروں نے اکٹھے ہو کر خوشی کی اور کہا یہہ مکان ہم کو سزاوار ہے اِسی جگہہ
ہم رہینگے۔ چوہا کوا ہرن کچھوا چاروں اُسی جگہہ گھر بنا کر رہنے لگے ✗

جب برہمن نے بات مِتر لابھہ کی تمام کی راجا کے بیٹوں کو کمال خوشی ہوئی اور کہنے
لگے کہ محبت و دوستی کرنی ایسا فایدہ رکھتی ہے مہاراج! اِس قصّے کے سننے
سے ہم کو نصیحت و فایدہ ہوا۔ پھر دوستوں کی جُدائی کا احوال بِشن سرما پنڈت
راجا کے بیٹوں سے کہنے لگا کہ ایک باگھہ اور بیل سے آپس میں دوستی تھی۔
گیدڑوں نے اپنی دانائی اور عقل کے زور سے اُن کے بیچ میں جُدائی ڈال دی۔
راجا کے لڑکوں نے کہا کیوں کر؟ پنڈت بولا کہ چندرپور نام ایک شہر تھا۔ اُس
میں ایک اگروال بنیاں مہاک بَرتا نام رہتا تھا جب کسی بڑے دولتمند کو دیکھتا تو

اپنے تئیں فقیر جانکر دل میں یہہ بات ٹھہرائی کہ تجارت کو جایا چاہیئے تاکہ مال زیادہ ہووے جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہی کہ مجہول آدمی کے ہاتھہ دولت نہیں لگتی اور دنیا ایسی جگہہ ہی کہ اگر مال کمینے اور کم ذات کے پاس ہووے تو سب لوگ اُس کی تعظیم کرتے ہیں۔ یہہ سوچ کر دو بیل خرید لایا ایک کا نام سنجوگ اور دوسرے کا نندوک رکھا۔ موتی لعل ہیرا پنا اور کچھہ زری باف خرجیوں میں بھر بیلوں پر لادکر کشمیر کی راہ لی۔ تخمیناً بیس اکیس منزل گیا ہوگا کہ سنجوگ کا ایک گڑھے میں پاؤں پڑتے ہی ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے باز رہا تب بنیاں متفکّر ہوکر کہنے لگا کہ یہہ عبث کا داواں پن ہی جو کوئی مال کے جمع کرنے کے واسطے کہیں جاوے کیوں کہ جو کچھہ خدا نے قسمت میں لکھا ہی جہاں رہے ملے رہتا ہی پھر یہہ فکر کرنے لگا کہ اس اسباب کو کس طرح لیجاوے۔ اسی تردد میں دو تین روز اُسی جنگل میں رہا

اتفاقاً ایک قافلہ سوداگروں کا مال بیچ کر بیلوں کو خالی لیئے ہوئے وہاں آنکلا۔ بنیاں اُن تاجروں کو دیکھہ کر اُن کے پاؤں پڑنے لگا اور اپنا احوال کہنے۔ سوداگروں نے اُس کی بیکسی پر رحم کھا کر ایک بیل مول لے دیا۔ اُس نے اُس لنگڑے بیل کو وہیں چھوڑا اور جو بیل قافلے سے لیا تہا اُس پر خرجی لادکر اپنی منزل مقصود کی راہ لی اور سنجوگ دو تین مہینے تک نہ آگے ناتھہ نہ پیچھے پاؤں ایسی گھاس اُس جنگل کی کہ کسی جانور نے آنکھوں نہ دیکھی ہوگی۔ چر چگ کر سنڈا بن گیا

ایک روز ندی کے کنارے وہ چرتا تہا کہ پنگل نام ایک شیر (جو اُس جنگل کی

بادشاہت کرتا تھا) پانی پینے کے لیئے آنکلا تھا۔ اُس شیر کو دیکھ کر مارے مستی کے کھوڑو کرنے اور سینگوں سے زمین کھودنے لگا اور جیسا بادل گرجتا ہی۔ ویسا ہی ڈکارنے شیر نے جو اُسے اِس طرح دیکھا تو اُس کے ڈر کے مارے بھاگ کر اپنی آکر میں جا گھسا اور جی میں کہنے لگا کہ آج خُدا نے میری جان بچائی! کئی برس سے میں اِس جنگل کی پادشاہت کرتا ہوں لیکن ایسی بلا اور ایسا مُہیب جانور میں نے آج تک نہیں دیکھا

اِسی فکر میں تھا کہ دو گیدڑ دمنک وکرتک نام (جو شیر کے وزیر تھے اور اُس نے اُن کی کچھ تقصیر پا کر نکلوا دیا تھا) آس پاس اُس کے لگے رہتے تھے شیر کے پانی نہ پینے کی کیفیت اور اُس کی سراسیمگی کو معلوم کر کے آپس میں کہنے لگے کہ آج کیا ہی کہ شیر نے پانی نہ پیا پیاسا ہی جلد چلا آیا اور نہایت غمگین بیٹھا ہی چل کر مُجرا کیجئے اور سبب پریشانی کا پوچھیئے کہ آپ متفکر کیوں ہیں اِس میں وہ خوش ہوگا غالب ہی کہ سرفراز بھی کرے گا! کرتک نے کہا کہ بھائی! اُس نے ایک مدت ہوئی کہ ہم کو اپنی خدمت سے معزول کیا ہی! ہمیں کیا غرض جو اُس کے پاس جاویں۔ وہ جانے اُس کا کام جس روز سے کہ ہم اُس سے جُدا ہوئے ہیں خُدا ہم کو بے غل وغش روزی پہنچاتا ہی۔ اُس کا شکر بجالاتے ہیں سُنو یار!

جو خوب دیکھا تو بندگی خالق ہی کی خوب ہی اور کی اطاعت کرنی اچھی نہیں! اِس واسطے بادشاہ کی نوکری کرنے کو ہمارا جی نہیں چاہتا اور جو شخص کسو

کی حاجت روا نکر سکے تو اُس کی چاکری کرنی حماقت ہی ۔ کیوں کہ خسرو دل ہمارا جسم کے ملک میں آپ بادشاہت کرتا ہو اُس کو کیا ضرور ہی کہ غیر کا فرمانبردار ہو اگر کسی نوع کی کچھ احتیاج رکھتا ہو تو مضایقہ نہیں ۔ ای یارا! نوکری میں کچھ اختیار اپنا باقی نہیں رہتا ۔ چنانچہ جاڑا گرمی برسات بھوکھ پیاس زمین پر سونا جنگل جنگل پھرنا یہہ سب اپنے پر اُٹھانا ضرور پڑتا ہی اگر ایسی محنت خدا کی بندگی میں کوئی کرے تو فرشتے سے بھی فوقیت لیجاوے اور دوسرے کی تابعداری میں جینا مرنے سے بدتر ہی کیوں کہ جب کوئی کسی کا نوکر ہو اور وہ کہے کہ تو فلانے مکان کو جا گو کہ ہر ایک منزل اُس کی دشوار پر خطر ہو اور وہاں جاتے ہی مارا جاوے تو بھی خواہ مخواہ جانا ہی پڑے

دمنک نے کہا ای بھائی! جب تک کہ کوئی کسی کی خدمت نہیں کرتا تب تک بڑے مرتبے کو نہیں پہنچتا اور ہاتھی گھوڑے دولت دنیا نہیں پاتا ۔ صاحب جاہ و حشم نہیں ہوتا ہم نے ایک مدت تک اُس کا نمک کھایا ہی ۔ ضرور ہی کہ ہم اُس کے پاس جاویں اور اُس کا احوال پوچھیں ۔ کرتک نے کہا کہ میں یہہ صلاح نہیں دیتا کہ تو شیر کے پاس بے بلائے جاوے اور اُس کے بے پوچھے کچھ بات کہے کیوں کہ اب اُس کام کا عہدہ (کہ جس پر ہم تھے) اوروں کے ہاتھ میں ہی جو کوئی ہاتھ ڈالے تو اُس کی وہ حالت ہو جیسی بندر کی ہوئی

دمنک بولا کہ اُس کا قصہ کیوں کر ہی؟ کرتک نے کہا ۔ یوں کہتے ہیں کہ کسی ولایت میں مدن دھرم نام ایک جنگل ہی ۔ اُس میں ایک بڑھئی لٹھا آرے سے

چیرتا تھا جب آرا اٹھانے لگتا تو دو لکڑی کے چچڑا کھینچ کر نزدیک لاتا تھا۔ ہر بار اُن کی بیچ میخ جو
کاٹ کسی درخت پر بیٹھا ہوا بندر دیکھتا تھا جو اتنے میں اُس بڑھئی کو پیاس
لگی پانی پینے کو کسی تالاب پر گیا۔ بندر درخت سے اُتر کے اُس لکڑی پر آ بیٹھا
اور جس طرح بڑھئی کو چچڑا کھینچتے دیکھا تھا یہ بھی کھینچنے لگا جونہیں چچڑا لکڑی
وونہیں اُس کے فوطے بہادری کے درز میں پھنس کر پس گئے اور فی الفور وہ مرگیا
کیوں کہ بندر کا کام نجاری نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کام اُسی کو چھاجے
اور کرے تو ٹھینگا باجے۔ جو غیر کے کام میں دخیل ہوگا تو ایسا ہی بُرا دن اُس کے
آگے آویگا پھر کہا کہ اے یار! ان دنوں میں شیر کے پاس بہت سے مصاحب
ہیں۔ تیرے جانے سے وے کب خوش ہونگے بلکہ تیری فکر میں رہینگے

دوتک نے کہا بھائی! شیر ہمارا قدیم خاوند تھا اور ہم اُس کے خدمتگاروں میں
تھے پس ہم کو اور تم کو لازم ہے کہ اُس کے پاس ایسے وقت میں جاویں اور جو
کچھ ہم سے ہو سکے اُس میں قصور نہ کریں۔ تب کرتک بولا اے یار! جو کوئی
اپنا کام چھوڑ کر دوسرے کے کام میں دخیل ہو تو ویسا ہی انعام وہ پاوے جیسا شام
بھاگت گدھے نے اپنے خاوند سے پایا۔ دوتک بولا وہ کیونکر ہے؟ کرتک نے کہا

میں نے سنا ہے کہ گنگا کے کنارے بنارس نامے کوئی شہر ہے
وہاں ایک نوجوان دھوبی کنجو نام بڑا دولتمند رہتا تھا۔ ایک شب وہ اپنی
جورو کے ساتھ غافل سوتا تھا کہ اُس کے گھر میں چور آئے۔ شام بھاگت گدھا
آنگن میں بندھا تھا اور اُس کی بغل میں کنست نام کتا بیٹھا ہوا تھا۔ گدھے نے کہا

ابے کُتّے! گھر میں خاوند کے چور آئے ہیں تو ذرا بھونک جو گھر کا مالک جاگے۔ کُتّا بولا اے گدھے! میرے کام میں دخل مت کر۔ تو کیا جانے۔ اِس دھوبی کے گھر میں میری قدر کچھ نہیں جب تک کہ اِس کا نقصان نہ ہوگا تب تک میری قدر نہ جانیگا۔ گدھے نے کہا ابے کُتّے! جو کوئی اپنے صاحب کی بندگی میں قصور کرے تو وہ مطعون خلائق ہوتا ہے۔ کُتّا بولا ارے گدھے! اگر تو میرے عُہدے میں ہاتھ ڈالیگا تو تجھ پر میرا صبر پڑیگا

اِس نے اُس کی بات نہ مانی اور جلدی سے اپنے ہاتھ پاؤں کے چھاند باندھ توڑ تاڑ جہاں دھوبی اپنی جورو کے ساتھ سوتا تھا۔ وہاں جاکر رینکنے لگا۔ وہ جو کچّی نیند سے چونکا تو مارے غصّے کے ایک سونٹا لیکر اُسے خوب سا پیٹ ڈالا۔ جو کتّے کی بات نہ مانی تو اُس کے صبر میں گرفتار ہوا۔ دمنک بولا اے کرتک! سچ ہے جو کوئی دوسرے کے کام میں دخل کرے تو اُس کی یہی سزا ہے لیکن تو جانتا ہے کہ جب ہم شیر کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے۔ جو کچھ اُس کا جھوٹا بچتا تھا کھاتے تھے اور بڑوں کے پاس رہنے سے کئی کام نکلتے ہیں۔ بھلے دوستوں کا بھلا ہوتا ہے پھر دشمنوں کا بُرا اور جو اُس کے ساتھ رہتے ہیں اُن کی پرورش بخوبی تمام ہوتی ہے

کرتک نے کہا اے دمنک! پرسوں سے یہ شیر ہم سے آزردہ ہے اور اُس نے اپنے دربار سے نکال دیا ہے۔ مجھے تجھے کچھ اُس سے اب مطلب نہیں اگر بے بلائے اُس کے تو جاویگا اور بے پوچھے کچھ کہیگا تو وہ کب تیری سُنیگا مثل مشہور ہے۔ اُترا شحنہ مرد کے نام۔ اُس نے کہا کہ تو نہیں جانتا۔ خاوند کبھی خفا ہوتے ہیں

اور کبھی مہربانی کرتے ہیں۔ اس بات کو اپنے جی میں لا کر اس کو ملامت چھوڑ
سنو بھائی بالائی حاصل کر لی ہے سچ

وہ محنت تمہیں نہیں جیسا کہ ایک بھاری پتھر نیچے سے اونچے پر لیجانا اور بدی
ایسی ہی کہ اُسی پتھر کو نیچے گرا دینا اگرچہ شیر ہم سے آزردہ ہی لیکن
اب وہ حادثے میں گرفتار ہی اگر اس وقت ہم نہ جاویں تو اُس کو کوئی برا
نہ کہیگا بلکہ ہم کو لوگ حرام خور کہینگے۔ تھوڑے کے واسطے بدنامی اٹھانا خوب
نہیں اگر تو کہے تو شیر کے پاس جاؤں

کرتک بولا میں نے تیری بات مانی لیکن بادشاہ کے حضور میں جا کر پہلے کیا کہیگا؟
دوتک نے کہا یہہ تمہیں معلوم ہی کہ وہ کسی سے ڈرا ہی اسی لئے غمگین
ہو کر بیٹھا ہی جو احوال ہووے اُس سے پوچھ لیجئے اور خلش اُس کے دل سے
مٹا دیجئے کرتک نے کہا۔ یہہ اس پر کیونکر کھلے کہ تو اُس پر مطلع ہوا ہی
اور تو نے کیونکر جانا کہ اُس کے جی میں دہشت پیدا ہوئی ہی؟ دوتک نے جواب
دیا کہ ڈرا ہوا فرشتے سے پہچانا جاتا ہی اور وہ عاقل نہیں ہی جو پوچھ کر معلوم کرے
تب کرتک نے کہا۔ بھلا آدمی اُسے کہتے ہیں جو نیکی کرے لیکن منہہ پر نہ لاوے اور
خاوند کو خوش رکھے اگرچہ وہ کتنا ہی منہہ لگاوے پر اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھاوے
اور اپنے تئیں پست نیا نوکر جانتا رہے اور اُس کے حکم کو مانتا رہے۔

پھر دوتک نے کہا کہ مجھے مناسب نہیں جو میں گیدڑوں میں بیٹھا رہوں بلکہ یہہ
چاہتا ہوں کہ اپنی خدمت کی قوت سے شیر کو اپنا کر دوں۔ کہتے ہیں خاوند کی مرضی

کے تابع رہنا اور اپنی قدر کے موافق بات کرنا ہر ایک سے نہیں ہو سکتا اور سبب انہوں سے میں واقف ہوں ۔ کرتک نے کہا: ہاں! خدمت کرنی بہت مشکل ہے ۔ جیسی چاہیے ویسی کسو سے ادا نہیں ہو سکتی ۔

دونک بولا کہ نوکر پہلے اتنا دریافت کرے کہ جب خاوند کے سامنے جاوے ۔ وہ اسے دیکھ کر خوش ہو کے کچھ بات کرے اور بیٹھنے کی پروانگی دے تب معلوم کرے کہ مجھ پر مہربان ہوا اگر اس کے دیکھنے سے وہ تیوری چڑھا کر منھ پھراوے تو برعکس سمجھے اور یقین جانے کہ اس کے دل میں میری طرف سے کچھ کدورت ہے ۔ اس وقت خاوند سے کچھ نہ بولے اور ٹل جاوے

کرتک نے کہا اگر بادشاہ تجھ کو کسی کام پر سرفراز کرے ۔ چاہیے کہ بے پوچھے اور بے محل دم نہ مارے ۔

دونک نے کہا تو اپنے دل میں کچھ فکر مت کر کہ میں اپنے نقد سخن کو بے جا خرچ نہ کرونگا مگر دو جگہ ۔ ایک تو جس وقت دشمن ایسی گھات میں ہو کہ آج کل میں دغا سے کام کو ابتر کرے اور دوسرے ایسے کام میں کہ جس سے نقصان خاوند کا ہوتا ہو اور تو اسے دیکھنا کہ میں بغیر خیر خواہی کے ایک بات بھی بادشاہ سے ہرگز نہ کہونگا ۔ خدا چاہے تو تھوڑے دنوں میں میں اپنے ذہن کی رسائی سے وزیر کہلاؤنگا ۔ اب مجھ پر مہربانی کیجیے اور خوشی سے رخصت دیجیے ۔ پھر ایسا قابو نہ پاونگا ہاتھ ملا کر رہ جاؤنگا ۔

کرتک بولا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تو جائے بغیر نہ رہیگا ۔ لے اب میں نے تجھے بہ خوشی رخصت کیا اور خدائے کریم کو سونپا تب دونک یہاں سے رخصت ہو کر بادشاہ کے

پاس گیا اور آداب بجالایا۔ شاہ نے اُس پر بہت سی مہربانی و شفقت کرکے بیٹھنے کا حکم کیا اور کہا اے دوتاک! ہم نے بہت دن پیچھے تجھ کو دیکھا۔ اتنے دِنوں تو ہمارے پاس کیوں نہ آیا؟ بولا۔ اپنی کم نصیبی سے۔ لیکن اب میرے طالعوں نے جو یاوری کی تو میں حضور میں حاضر ہوا اور جہاں پناہ کی خدمت میں مشرّف حضرت نے فرمایا۔ خیر آیندہ ایسا ہو تب وہ مؤدب ہوکر کہنے لگا کہ غلام کا کیا مقدور کہ خداوند کی خدمت سے ایک دم غیر حاضر رہے

شیر نے کہا اے دوتاک! تو تو ہمارا قدیم رفیق ہے سچ کہہ اتنے دِنوں نہ آنے کا تیرے کیا سبب؟ اُس نے عرض کی

میں ہوں کس لایق جو تیری دوستی کا دم بھروں
ہاں مگر ادنا ترے کوچے کے میں کتوں میں ہوں

غلام اس واسطے حاضر نہ ہوا کہ تجھ بغیر جہاں پناہ کا کام کسی نوع سے بند نہیں۔ شیر نے کہا اے نادان! مرد کو چاہیئے کہ اپنے قدیم خاوند کی نمک حلالی میں قصور نہ کرے اور کبھی اُس کے یہاں حاضر رہا کرے اور جس کو خدا نے ہاتھ پاؤں اور دانائی بینائی اور ہوش گوش دیا ہے وہ کیوں کر کسی کے کام نہ آوے۔ سُنا ہے اتنے دِنوں جو تو ہم سے جدا رہا تو اِس میں سراسر تیرا ہی نقصان ہوا۔ اب جو تو ہمارے حضورِ اعلیٰ میں حاضر ہوا ہے تھوڑے دِنوں میں اتنی دولت تیرے ہاتھ لگیگی کہ مستغنی ہو جائیگا

بادشاہ کو جو اُس نے اپنے اوپر مہربان دیکھا تو عرض کی خداوندا! اگرچہ بلا درخواست کے

اوپر رہتا ہی اور قاز نیچے - لیکن وہ اوپر کے بیٹھنے سے افضل نہیں ہو سکتا ۔
جہاں پناہ نے جو اوروں کو وزارت کا عُہدہ سپُرد کیا ہی کیا وے مجھ سے فہم و فراست
میں زیادہ ہیں ۔ بادشاہ کو چاہیئے کہ بینا اور نیک نظر ہو اور ہمیشہ ہنرمندوں کی
جُستجو میں رہے کیونکہ عقلمند بہت کم یاب ہیں اور نادانوں کی بیخ کنی میں
خداوند! اگرچہ حضور میں ہرن بارہ سنگھے بہت سے جمع ہیں لیکن بیوقوفوں سے
بھلائی کی کیا توقع ۔ یہی اسی کام کے ہیں کہ سر پر سینگ لیئے پھریں اور ایسے کام
جو دُشمن نہ کرے سو کریں

دُشمن جان ہوئے اگر ہوشیار
اچھا ہی بہتر جو ہو نادان یار

جہاں پناہ! یہہ جو اور اُمرا حضور میں حاضر ہیں مجھے بہ نظرِ حقارت دیکھینگے اور جناب
عالی کی خدمت میں عرض کرینگے کہ اُس بیوقوف کم اصل گیدڑ کو سردار نہ کیا چاہیئے
اور جو کوئی انہہ امرائں میں سے لائق ہو اُس پر مہربانی کر کے سرفراز کیجیئے
جو ہر وقت خدمت میں حاضر رہے

یہہ کہہ کر کہنے لگا پیر مرشدا! خاوندوں کو یہہ لازم نہیں ہی جو ہر ایک کو منہہ لگاویں
اور ہر کدام کی بات سُنیں بلکہ یوں چاہیئے جو جس لائق ہو اُس کی اُتنی ہی قدر
کریں اور ہمیشہ احوال پرستان رہیں ۔ اگر خاوند عقلمند اور قابل رفیق کو ذلیل
کر کے احمق کو عزیز رکھے اور کسی مشکل کام کرنے کے واسطے اُس کو حکم کرے تو ایسا
ہی جیسے کوئی سر کی پگڑی پاؤں پر لپیٹے اور پاؤں کی جوتی سر چڑھاوے ۔ ایک

جوتی اور پگڑی پر نہیں ہنستے بلکہ اُسی پر ٹھٹھے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ
شخص دیوانہ ہوا ہی ۔

پس بادشاہ کو چاہیئے کہ عاقل اور ہنرمندوں کو دوست اور معزز رکھے تا کہ اچھے
اچھے لوگ اُس کے یہاں جمع ہوں اور جو بادشاہ اپنے یہاں سے اہل علم
کو خارج کرے تو یقین ہی کہ بادشاہت اُس کی قائم نہ رہے ۔ کیونکہ داناؤں کو
نکال دینے سے اُس کے مُلک میں فتنہ و فساد برپا ہوتا ہی اور رعیت پریشان ہو کر خود
بھاگ جاتے ہیں ۔ مُلک اُجاڑ ہو جاتا ہی ۔ سلطنت اُس کے قبضے میں نہیں رہتی
ہی ۔ یہہ یاد رکھو کہ مُلک کی آبادی عدل و انصاف سے ہی اگر انصاف نہ ہو تو
مُلک ویران ہو جاوے اور جب تک وزیر دانش مند اور بادشاہ نیک نیت
نہ ہو تب تک مُلک میں خلل ہی پیدا ہوتا ہی ۔

ای خداوند! اگر اچھی بات دانائی سے لڑکا کہے تو اُس کو بھی پلّے باندھیے اور
بوڑھا جو بُری بات نادانی سے کہے تو ہرگز اُس پر کان نہ دھریئے ۔ جس میں عقل
اور علم اور تحمّل ہو کیا چھوٹا کیا بڑا کیا بوڑھا کیا بالا وہی سب سے بہتر ہی ۔ پنگل
نے کہا ای دونک! اگرچہ تو کئی مہینے دشمنوں کے ڈر سے میرے پاس نہ آیا
کچھ مضائقہ نہیں تو بڑا نمک حلال ہی ۔ اس لیے میں نے تجھے اپنا وزیر کیا ۔ دونک
نے عرض کی آپ کے اقبال سے ڈر تو کسو سے نہ تھا ۔ مگر پیادہ پائی کے سبب سے
حاضر نہ ہو سکا ×

شیر بولا کیا گھوڑا چاہتا ہی ؟ اُس نے التماس کیا کہ خداوند! ایسی اندیشہ

سے آپ نے مجھ کو حضور سے دور کیا تھا۔ اُس نے مسکرا کر کہا یہہ چالاکی
تو نے کس سے سیکھی؟ پھر بولا اب تیرے افلاس کے دن گئے اور فراغت کے
آئے! سچ ہی کہ تجھ سا عقلمند میرے نوکروں میں کوئی نہیں۔ اب میں تجھ
پر پھر بار ہوں جو تیرا مطلب ہو سو بلا وسواس حضور میں ظاہر کر۔ وہ بولا کہ
غلام کی عرض یہہ ہی کہ آپ اُس روز ندی پر پانی پینے گئے تھے بے پئے پھر آئے!
اُس کا کیا سبب؟ اُس نے کہا تو بڑا دانا اور نہایت عقلمند ہے اِس میں
ایک بات تنہائی کے کہنے کی ہی کیونکہ اگر اُسے ہمارے مصاحب سنیں تو بھاگ
جاویں! یہہ کہہ کر اُسے خلوت میں لے جا کر کہنے لگا کہ اس جنگل میں ایک ایسا
جانور آ کر رہا ہے جس کی مہیب آواز نے میرے دل کو اس قدر بے چین کیا ہے
کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں! اسی اندیشے سے میں اپنا گھر چھوڑا چاہتا
ہوں بلکہ تو نے بھی اُس کی آواز سنی ہوگی؟ اُس نے کہا خداوند! مجھے تو یہہ
معلوم ہوا تھا کہ شاید کہیں آسمان ٹوٹا یا بادل گرجا

پھر شیر بولا کہ تو اِس میں کیا صلاح دیتا ہے؟ اُس نے
جواب دیا کہ یہہ صلاح وقت نہیں کہ یکایک اپنا گھر چھوڑ دیجئے یا لڑ بیٹھئے اگرچہ
وہ تمہارا دشمن ہی ہے پر اب ذرا دیکھو تو تمہارے ان نوکروں سے کیسی خدمت
ہوتی ہے نوکر اور جورو اور رفیق اُس کو کہتے ہیں جو وقت پڑے پر کام آویں
اور ویسے اُن سے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ بولا جو تو کہتا ہے درست ہے اب کچھ ایسی تدبیر
کیا چاہیئے کہ اُس کی آواز سے میرے دل میں جو دھڑکا پیٹھا ہے سو نکل جاوے۔ اُس نے

کہا جہاں پناہ! جب تک کہ میری جان میں جان ہی - مُطلق کِسی نوع کا خطرا اپنے دِل میں نہ لائیے اور اگر حکم ہو تو کرتک جو میرا بھائی ہے اُس کو بھی حُضور میں حاضر کروں کہ آنا اُس کا بہتر ہی کیوں کہ وہ بڑا عاقِل و زور آور ہے ایسے وقت میں ویسے نوکر کا بُلانا مُناسب ہی شیر نے کہا بُہت اچھا اُسی وقت اکثر جانور اُس کے اِشارے سے کرتک کے بُلانے کو دوڑے اور بادشاہ کی خدمت میں اُس کو لا حاضِر کیا

بادشاہ نے اُس وقت دونک کو خلعت وزارت کا دیکر بُہت سی مہربانی اور شفقت اُن دونوں کے حال پر فرمائی تب کرتک نے دونک سے کہا اے بھائی! یہہ اِنعام اور خلعت جب حلال ہو کہ ہم بھی نمک حلالی کریں - پھر دونوں بادشاہ کے حُضور میں آداب بجالائے! بادشاہ نے فرمایا کہ اب کیا کہتے ہو؟ اُنھوں نے عرض کی اگر جی کی امان پاویں اور حکم ہو تو ہم دونوں جُست و جو سے اُس کا احوال دریافت کریں کہ وہ ایسا کون ہے کہ جس نے خداوند کی سلطنت میں دخل کیا یہہ بات سُنکر شاہ نے اُن کو رُخصت دی

جب وے کوچ کو نکلے تو راہ میں کرتک نے کہا بھائی! جس سے شیر ڈرا ہے اور تو بھی اُس کی ہیبت کا مُقر ہی اُسے جواب و سُوال اور برابری کیونکر کریگا؟ جو چیز کہ مُمکن نہ ہو اُس کا قبول کرنا خیالِ فاسد ہے! دونک نے کہا اے نادان! بادشاہ کے روبرو جو دانا ہیں تو وے دور اندیشی سے رائی کو پربت کر دِکھلاتے ہیں اور اپنی داڑھی کی حُرمت رکھتے ہیں کرتک نے کہا کہ جو شاہوں کی نِگاہِ لُطف سے نِہال

ہوتے ہیں سو اُس کی چشمِ غضب سے خرابی بھی دیکھتے ہیں چاہیئے یوں کہ
جتنا کوئی کرسکے اُتنا ہی قبول کرے۔ دوتک بولا کہ وہ ایسا ایک جانور ہے
کہ گیدڑ کو بھی نہیں مارسکتا تب وہ کہنے لگا کہ بھلا کتنے روز بادشاہ اِسی فکر میں
تھا تو نے پہلے ہی کیوں نہ کہا۔ دوتک بولا کہ بھائی! اگر اِس کو دہشت نہ ہوتی
اور میں پہلے ہی کہہ دیتا تو مجھے وزیر کیوں کرتا اور تجھے کیوں بلاتا۔ حق تعالی نے یہہ
حیوان اِس جنگل میں ہمارے نصیبوں سے پہنچایا ہے اور بعضے بزرگوں کی یہہ
خو ہے کہ بپت کے وقت خواہاں ہوتے ہیں اور نہیں تو بات بھی نہیں پوچھتے۔ اپنے
ہی حال میں خوش رہتے ہیں۔ چنانچہ آدمی کو جب مچھر کاٹتے ہیں تب وہ دھواں
کرتا ہے تاکہ وے اُس کی گزند سے جاتے رہیں۔ اِس بات کو یقین جانو کہ
بے غرض کوئی کسی کو نہیں پوچھتا

آخر وے دونوں بھائی سنجوگ کی طرف گئے۔ کرتک ایک درخت کے نیچے بیٹھا
اور سر اُٹھاکر موچھوں کو تاؤ دینے لگا اور دوتک سنجوگ کے پاس جاکر کہنے لگا کہ
ای بیل! تجھہ میں کیا تاب وطاقت اور تیری کیا بساط اور مجال۔ اگر اپنی خیریت
چاہتا ہی تو میرے ساتھہ کرتک کے پاس چل کہ وہ بادشاہ کا خاص مُلازم ہی
اور نہیں تو تجھے مار ڈالینگے اِس ڈر سے وہ اُس کے ساتھہ ہو لیا اور کرتک
کے نزدیک جاکر سلام کیا۔ وہ تیوری چڑھاکر کہنے لگا۔ ای نادان! تو کون ہے جو
اتنی دلیری کی؟ کہ بدون حکم بادشاہ کے (کہ جس کا میں وزیر ہوں) اِس جنگل
میں آیا۔ ابھی حکم کروں تو تیری کھال کھینچی جاوے۔ سنجوگ ڈرا اور تھرتھرا کر

گھونسے لگا کہ مجھ سے بڑی خطا ہوئی ۔ جو تم سے ہو سکے تو میری تقصیر معاف کرواؤ

کبرتاک نے کن انکھیوں سے دوتاک کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو میرے پاؤں

پر ڈال دے۔ دوتاک نے سنجوگ کا کان پکڑ کر کبرتاک کے پاؤں پر ڈالا۔ اس نے کہا کہ اگر

اپنی بھلائی چاہتا ہے تو میرے ساتھ بادشاہ کے حضور چل

[illegible] نے کہا اگر مجھ

کو حضور میں لے جاتا ہے تو میری جان بخشی کروا [illegible] مہربانی

سے اس کی پیٹھ ٹھونک کر کہا کہ تو اپنے دل میں کچھ خطرہ نہ کر کیونکہ کبھی آندھی

سخت ہوا چلے پر کسی گھاس کو نہیں گراتی - مگر بڑے درختوں کو۔ اس واسطے کہ

گھاس نے جو اپنے تئیں پامال خلائق کا کیا ہے اسی عاجزی و انکساری کی برکت

سے صحیح و سلامت رہتی ہے اور درخت اپنے تئیں بڑا جانتے ہیں اسی سبب

جڑ سے اکھڑ پڑتے ہیں۔ اسی مثال! پادشاہوں کا بھی وہی حال ہے۔ تو

بھی جو اس عجز و [illegible] سے میرے ساتھ بادشاہ کے روبرو جاویگا تو نہایت سر

فراز ہوگا

جب پادشاہ کی ڈیوڑھی کے نزدیک پہنچے تب اس کو دروازے پر کھڑا کر کے وے دونوں

بھائی بادشاہ کے حضور گئے اور آداب بادشاہی بجالائے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ جس

کام کے واسطے تم گئے تھے کچھ اسے دریافت کیا کہ نہیں؟ دوتاک نے عرض کی

خداوندا! جیسا آپ نے فرمایا تھا اس سے زیادہ دیکھنے میں آیا۔ لیکن اس کا ہم اگر

تقصیر اور فریب کی [illegible] ساتھ ملے ہیں اور وہ قدم بوسی کی آرزو میں ہے

دروازے پر کھڑا ہے۔ شیر نہایت خوش ہو کر بولا بیٹھو اور کھالے آؤ۔ دونوں
گیدڑ گئے اور ناتھ پکڑ کر اُسے حضور میں لے آئے اور مجرا کروایا۔ بادشاہ نے اُس
کو مہربانی کا خلعت دیا اور اُس کے رہنے کے واسطے ایک جگہ مقرر کروا دی۔ وہ
اُس میں رہنے لگا اور دونک و کرتک کو روپے اشرفیوں کے توڑے کے توڑے بخشے
اور نیلے خزانچی کو کہہ کر کرتک کو دی اور دونوں کو پاس بٹھلا کر پوچھا کہ کہو
اِس کو کیونکر لائے؟ دونک نے عرض کی کہ خداوندا میں نے اِس کی ناک میں عقل
کی نشتر سے سوراخ کیا اور نرم باتوں کی رسی سے ناتھ کر حضور میں پہنچایا اور
میں ہمیشہ جہاں پناہ کا کام جان و دل سے اِس واسطے کرتا ہوں کہ خداوند روز بروز
میرے حال پر مہربانی زیادہ فرماویں اور اگر کوئی دشمن میری طرف سے پیر مرشد
کے دل میں بدی ڈالے تو اغلب کہ غلام کی طرف سے خاطرِ مبارک میں گرد کدورت
کی نہ بیٹھے اور شفقت میں تفاوت نہ آوے۔ جیسا کہ راج کنور اور بنیے کے بیٹے کی
دوستی میں ایک بڑھیا عورت نے ادنا حرکت سے جدائی دلوائی

شیر نے پوچھا اُس کا قصہ کیونکر تھا؟ دونک نے کہا میں نے یوں سنا ہے کہ دھولاگر
ایک پہاڑ ہے۔ اُس کے نیچے ایک ندی بہتی ہے۔ پانی اُس کا صاف سفید
کافور سے زیادہ خوشبو ہے۔ اُس کے کنارے پر ایک بوندی نام شہر بستا ہے۔
اُس شہر میں ایک راجا تھا کہ اُس کے باورچی خانے میں ہر روز سو من نمک خرچ
ہوتا تھا۔ اِس سے اور جنس کا انداز کیا چاہیئے کہ کتنی کچھ خرچ ہوتی ہوگی۔ اُس
کے ایک لڑکا تھا۔ نام اُس کا کرپال کنور۔ نہایت شفقت سے اُس کو کبھی اپنے

پاس سے جدا نہ کرتا جو حرکت اُس سے ہوتی اُس کے نزدیک خوش آیند تھی اور اُسی کا دل کسی بات سے آزردہ نہ کرتا

ایک دن اُس لڑکے نے اپنے خدمتگاروں سے پوچھا کہ کوئی اچھا چوپڑ باز اِس شہر میں ہے؟ اُنہوں نے عرض کی کہ دھنپت نام ایک بنیے کا بیٹا خوب کھیلتا ہے اگر حکم ہو تو اُس کو لاویں۔ کہا جلد لاؤ تب لوگوں نے بقّال کے دروازے پر جاکر دستک دی۔ وہ گھر میں سے نکلا اور کنور کے لوگوں کو اپنے دروازے پر دیکھ کر ڈرا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ تم مت گھبراؤ اپنے دل میں چنتا نہ کرو راج کنور نے تم کو چوپڑ کھیلنے کو بلایا ہے۔ دھنپت جھٹ چوپڑ سونے روپے کی نردوں سمیت اور کچھ جواہر بیش قیمت اپنے ساتھ لیکر اُس کے پاس حاضر ہوا اور اُس کی خوبصورتی دیکھ کر بہت خوش ہوا اور سلام کر کے اُس جواہر میں سے کچھ اُس کو نذر گذرانا۔ اُس نے اُس کی نذر قبول کر کے چوپڑ بچھوا کھیلنا شروع کیا۔ بڑی دیر تک کھیلا کیے پر برابر سرابر ہی رہے

جب وہ رخصت ہو کر جانے لگا تب کنور نے ایک اشرفی اُس کو بطریق انعام دیکر کہا کہ تو ہر روز ہمارے یہاں آیا کر۔ وہ ہمیشہ آتا اور چوپڑ کھیلا کرتا اور ایک اشرفی ہر روز اِسی صورت سے لیجاتا اسی طرح بہت سے دن گذرے۔ اُنہہ دونوں میں یہاں تک اخلاص ہوا کہ کنور بھی اُس کے گھر جانے لگا۔ چنانچہ وہ دونوں آٹھ پہر ایک ساتھ ہی رہنے لگے اور وہ ایسا کھیل میں غرق ہوا کہ کھانے پینے کی سُرت بھلا دی۔ بلکہ خبرگیری ملک و لشکر کی اور دیکھنا بھالنا ہاتھی گھوڑے مال خزانے کا

ایک قلم دل سے اُٹھا دیا جب یہہ اطوار اپنے لڑکے کے راجا نے دیکھے تب اُس نے نگاہیں ہوکر دیوان سے یہہ بات کہی کہ یہہ لڑکا مُلک کو برباد دیگا۔ کوئی ایسا شخص بھی اِس شہر میں ہے کہ اِس میں اور اُس لڑکے میں جُدائی ڈال دے؟ دیوان نے بہیر تو جُستجو کی کہ اُنھہ دونوں کی دوستی میں خلل پڑے پر کچھہ پیش نرفت گئی

بعد دو تین برس کے ایک عورت کُتّارہ نے راجا کو آکر سلام کیا اور کہا کہ اگر مہاراج کہیں تو میں اُنھہ دونوں میں بات کہتے دُشمنی ڈال دوں۔ یہہ سُنکر وہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا! یہہ کام مُشکل ہے سچ کہو کہ کتنے عرصے میں کتنی محنت اور کس قدر روپیہ خرچ کرنے سے ہوسکیگا! بولی مہاراج! جو کوئی دوستی اور نیکی کیا چاہے تو وہ نہایت محنت و مشقت سے حاصل ہوتی ہے لیکن دوستوں میں دُشمنی اور بدی ڈالنی بہت سہج ہے۔ پھر اُس نے کہا کہہ تو یہہ کام تو کتنے دن میں کریگی؟ وہ بولی کہ ایک پل میں۔ یہہ بات سُنکر دل میں مُتعجب ہوا اور ایک ہیرا دیکر بدا کیا۔ یہہ یہاں سے وہاں گئی جہاں وے دونوں بیٹھے تھے اور سامھنے اُن کے کھڑی ہوکر بنئیں کے بیٹے کی طرف آنکھہ سے اشارہ کیا اور ہاتھہ سے بُلایا۔ وہ کنور کا مُنہہ دیکھنے لگا۔ اُس نے کہا جاؤ دیکھو تو کیا کہتی ہے۔ وہ اُس کے پاس آیا کُٹنی نے اُس کے کان کے پاس اپنا مُنہہ لگا جھوٹھہ موٹھہ کُچھہ سر گوشی کر رستا پکڑا۔ وہ بیچارہ کنور کے نزدیک پھر آ بیٹھا۔ اُس نے پوچھا کہو تمھارے کان میں کیا کہہ گئی؟ بقّال بچے نے قسم کھاکے کہا کچھہ نہیں

ایسی رد و بدل میں دو چار گھڑی کا عرصہ گذرا۔ کنور نے کہا کیا بڑا وقت ہے جو کوئی کسی کے حق میں بھلائی کرے تو گویا اپنے واسطے برائی ہو۔ وہ عورت میرے روبرو تجھ سے کچھ کہہ گئی اور تو مکرتا ہے۔ یہہ کہہ کر اس نے تیوری چڑھائی اور اس سے علحدہ ہو کر اپنے لوگوں سے کہا کہ اس بڑھیا کو پکڑ لاؤ جو کچھ کہہ گئی ہے اسی سے معلوم ہوگا! اتنے میں وہ کٹنی پھر اسی کے پاس آ بیٹھی نوکر چاکر جو اس کے دوڑے تو اس مکارہ کو اس کے پاس سے پکڑ لے گئے کنور نے پوچھا بڑھیا! سچ کہہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں اسی کے باپ کی قدیم نوکر ہوں۔ اس نے مجھے بھیجا تھا کہ تو دھنپت کو جا کے آہستے سے پوچھ کہ کنور کو تو نے کھلایا کہ نہیں؟ اس نے کٹنی سے پوچھا وہ کیا چیز ہے؟ وہ بولی کہ میں نہیں جانتی وہ شیرینی یا کچھ اور کھانے کی چیز ہوگی ۔

یہہ سنکر اسے تو رخصت کیا آپ من میں سوچنے لگا کہ اگر اس کے باپ نے کچھ اچھی چیز میرے کھلانے کے واسطے کہی ہوتی تو دھنپت مجھ سے ہرگز نہ چھپاتا اور اتنی قسمیں نہ کھاتا۔ اب اس قرینے سے مجھے خوب معلوم ہوا کہ سوائے زہر کے اور کوئی چیز کھلانے کو نہ کہی ہوگی۔ یہہ گمان اپنے دل میں لاکر غصے ہو اپنے نوکروں سے کہا کہ بقال بچے کو میدان میں لیجاکر جلد گردن مارو تا کہ ایسے برے کا پھر کبھی میں منہہ نہ دیکھوں تب انھوں نے اس غریب کو وہاں لیجاکر ناحق ذبح کیا

جہاں پناہ! ایسی ایسی باتوں سے مجھے کمال خطرہ ہے کہ مبادا کوئی میرا بدخواہ کچھ جھوٹھ موٹھ تہمت لگاوے تو میرا

بھی حال اُسی کا سا ہووے۔ پیر مرشد! دانا وہ شخص ہے کہ دشمن کے کہنے سے اپنے دوست کی بُرائی نہ چاہے اور بد خواہ کو پہچانے اور اُس کے کہنے پر ہرگز عمل نہ کرے! شیر نے ہنس کر کہا

خدا نے رکھا جس کا جو سن و سال
سانپ اُس میں نہ کاوے بہر
نہ پانی کا خطرہ نہ آتش کا خوف
پھرے گو بیابان میں جوں شیر نر

ای دوتک! تو اپنے دل میں ہرگز کسی چیز کا اندیشہ نہ کر! اپنے کام سے ہر وقت ہشیار خبردار رہ! غرض جب دوتک اور کرتک نے بادشاہ کے یہاں سے خلعت سرفرازی اور جان کی امان پائی رخصت ہو کر خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے اپنے گھر کو آئے! اسی طرح ایک مدت تک دونوں بھائی وزارت اور خزانچی گیری کرتے رہے اور بادشاہ کی مہربانی اُنھ پر روز بروز زیادہ ہوتی رہی! سنجوگ رفتہ رفتہ اپنے درجے سے یہاں تک گر اکہ خدمتگاروں میں رہنے لگا۔ نہ بادشاہ اُس کو بلاوے نہ وہ حضور میں مجرے کو جانے پاوے۔ اس لیئے نہایت مغموم رہا کرے

ایک دن پنگل کرن بادشاہ کے بھائی نے چاہا کہ میں شکار کو جاؤں۔ اتفاقاً اُس روز سنجوگ کہیں نزدیک کھڑا تھا۔ یہہ بات سنتے ہی روبرو بادشاہ کے عرض کی کہ اتنا شکار کل آیا تھا کیا وہ سب خرچ ہو چکا؟ بادشاہ نے فرمایا کہ اس کو دوتک اور کرتک جانے۔ اُس نے پھر التماس کیا کہ حضرت! اُس کو دریافت کیجیے کہ اُس میں

سے کچھہ باقی ہی کہ نہیں ۔ تب بادشاہ مسکرا کر کوتے لگا کہ کل پر کہا موقوف ہی
ہم ہر روز شکار لاتے ہیں جو ہمارے دن رات کے ناشتے اور کھانے سے بچتا ہی ۔
دوتک کرتک لیجاتے ہیں ۔ کچھہ آپ کھاتے ہیں کچھہ فقیروں کو کھلاتے ہیں
وہ بولا کہ خداوند! یہہ بات خیرخواہی اور عقل سے بعید ہی کہ بدون حکم آپ کے
لیجاویں اور بادشاہی خزانے میں کچھہ پس انداز نکریں تو کر ایسا
چاہئیے کہ خاصیت کوٹھی کی رکھے ۔ وہ ایک ظرف ہی کچی مٹی سے بناتے ہیں اکثر
اناج رکھنے کے لیئے اُس میں ایک ہی بار بہت سا غلہ اوپر سے بھر کے بند کر دیتے
ہیں اور تھوڑا تھوڑا موکھے کی راہ سے موافق احتیاج کے نکال نکال خرچ کرتے
ہیں اور نوکر ایسا نہ چاہئیے کہ جو کوئی اُسے اپنے گھر کا مختار کرے یا کچھہ اسباب بہ
طور امانت کے سونپے ۔ وہ اُسے غفلت سے برباد دیوے یا کھو کھندا بیٹھے یا سب کا
سب کھا جاوے

خداوند! خزانے کو بادشاہ اپنی جان کے برابر سمجھتے ہیں کیونکہ اگر خزانہ رہے تو لشکر
بھی جمع ہو سکتا ہی جو پیسا نہ ہو تو فوج نہ رہے اور فوج نہ ہو تو ملک ہاتھہ سے
نکل جاوے اور یہہ سخت عیب ہی کہ بادشاہ خزانے کی خبر نلے ۔ کس واسطے کہ
چار چیزیں خزانے کے حق میں زبون ہیں ۔ ایک تو تھوڑی آمد بہت خرچ دوسرے
غافل رہنا تیسرے آپ سے جدا رکھنا چوتھے لوٹ کا مال خزانے میں داخل کرنا ۔
یہہ بات سنکر پسند کرن نے بادشاہ سے کہا کہ دوتک اور کرتک کو آپنے اپنے گھر کا
بالفعل یہاں تک مختار کیا ہی کہ تمام خزانہ اور لشکر اُسی کے قابو میں ہی ۔

جو اِسی طرح سے اُن کے ہاتھہ میں رکھوگے تو یقین ہی ایک دن وے سر اٹھاوینگے
اور مخالف بنینگے

یہیں سے بہتر یہی ہی کہ خزانہ اُن کے ہاتھہ سے نکال لیجئے اور سنجوگ کے حوالے کیجئے - دو رحد کام وزارت کا اُٹھہ دونوں کے ذمّے رہے جیسا کہا ہی کہ تین شخص کو خزانے کا مختار نہ کیجئے - ایک تو اپنے کو - دوسرے سپاہی کو - تیسرے جو وقت پر اپنے کام آیا ہو - کیوں کہ اگر اپنے کو سونپینگے تو اپنایت جان کر کھا جاویگا اور کہینگا کہ میرا کیا کرینگے اور مجھہ سے کیا لینگے اگر اُس کو ستاوینگے تو تمام خلقت اپنے ہی تئیں برا کہینگی اور لوگ ہنسینگے کہ واہ اپنوں سے خوب سلوک کیا اگر سپاہی کے حوالے ہو تو وہ اپنی تلوار کے زور سے سب چٹ کر جاوے - ایک کانی کوڑی بھی کہیں لگانے کو نہ دے اگر مانگو تو لڑنے کو مستعد ہو - تیسرے وہ جو وقت پر کام آیا ہو جو اُسے دیجئے تو وہ بھی ہضم کر بیٹھے اس بات پر کہ جس کا مال ہی وہ میرا احسانمند ہی اگر اُس سے لیا چاہیں تو ہر ایک سے کہے کہ میں نے جو اُس سے فلانی جگہہ یہہ سلوک کیا اور وہ مجھہ سے یہہ بے مروتی کرتا ہی

ای بادشاہ! سوائے اِنہہ تین شخصوں کے خزانچی گری اور کام (کہ جس سے آقا کو فائدہ ہو) کسی کو سپرد کرے اور اُس کو بھی خوب سا دریافت کرے اور دیکھے کہ بادشاہی خزانے میں سے خرچ کرتا ہی یا نہیں اگر اپنے خرچ میں لاتا ہی تو اُس کو بھی کام نہ دیجئے اگر کام دیا ہی تو اُسے معزول کیجئے تاکہ اوروں کو عبرت ہو

بادشاہ نے کہا کہ بھائی! جو تم کہتے ہو سو سچ ہی - میں بھی جانتا ہوں دوتک
وکرتک نے کچھ ہاتھہ پاؤں پھیلائے ہیں اور کبھی کبھی عدول حکمی کرتے ہیں ۔
پندکرن بولا کہ بزرگوں نے کہا ہی کہ وزیر عقلمند اور مدبر چاہیئے کہ اسباب
واجناس ہر طرح کی مہیا رکھے تو وہ وزارت کے قابل ہی ۔ یہہ بات میں آپکی
خیرخواہی سے مصلحتاً کہتا ہوں اور داناکو ایک اشارہ بس ہے ۔ سچہ میں
نے آگے بھی عرض کی تھی خزانہ سنجوک کے حوالے کیا چاہیئے - کس واسطے کہ وے
گیدڑ گوشت کے کھانے والے ہیں اور یہہ بیل گھاس چرنے والا ہی ۔
بادشاہ نے یہہ بات قبول کی اور اُسے خلعت
بخششی گری کا دیا اور خزانہ بھی حوالے کیا جب دوتک اور کرتک نے اُس مجلس
کا رنگ اور بادشاہ کی اعتراض کی گفتگو وو چار دن کے پیچھے کسی طرح معلوم
کی تب آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو - ہم نے اُس بیل کو بادشاہ سے ملایا اور وہ
ہمارے ہی اُکھاڑنے کے درپی ہوا اگر اُسے ہم بادشاہ کے پاس یوں نہ لیجاتے تو
اُس کی نظروں سے کیوں گرتے اور یہہ آفت ہم پر کیوں آتی ۔ ہمارا کیا ہمارے ہی
آگے آیا اور اِس بات کو اب کسی سے کہہ بھی نہیں سکتے - کیا کیجیے جی ہی میں
افسوس افسوس کر رہیئے

مثال مشہور ہی ۔ چور کی ماں کوٹھی میں سر ڈال کر روئے ۔ یہہ روداد گندھرپ
کیتت اور نندونائی اور ساد کنوارکے قصے کی سی ہی ۔ کہ اپنے کیئے سے ذلیل
و خوار ہوئے - ویسا ہی ہم بھی نادم و پریشان ہونگے ۔ کرتک نے کہا کہ وہ قصہ

کہوں کہ رہی ؟ وہ نائت بولا یوں سُنا ہی کہ کنچن پور نام ایک شہر ہی - اُس
میں راجہ بیر بکرماجیت رہتا تھا ۔ اُس کے نائب نے اپنے لوگوں کو ایک روز حکم
کیا کہ نند و حجام کو مقتل میں لیجاؤ ۔ گندھرپ سادکنوار اور حجام کے قصّے سے
واقف تھا - اِس واسطے اُن کے پیچھے تماشا دیکھنے کو ہو لیا

جب وے لوگ قتل گاہ میں پہنچکے اُس حجام کی گردن مارنے لگے تب گندھرپ نے
اُس کا ہاتھ پکڑ اپنے پیچھے کر لیا اور کہنے لگا کہ یہہ حجام واجب القتل نہیں ہی -
کیوں کہ احوال اُس کا اور قصّہ سادکنوار کا دونوں ایک ساں ہیں اور میں
اُس سے خوب واقف ہوں نائب کے آدمیوں نے پوچھا کہ وہ کیوں کر اور تو کون
اور کیا جانتا ہی ؟ گندھرپ نے کہا کہ میں بہارس کے راجا کا بیٹا ہوں جو
سنگلدیپ کا حاکم تھا

ایک دن میں اپنے باغ کی بارہ دری میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک سوداگر بچہ
کشتی سے اُتر کر میرے پاس آیا - میں نے اُسے پوچھا کہ کچھ حقیقت دریا کے
سفر کی بیان کر ۔ اُس نے کہا کہ میں نے جہاز پر ایک عجب تماشا دیکھا ہی
اگر میں تجھ سے کہوں تو خدا جانے تو باور کرے یا نہ کرے - میں نے کہا کہ تو کہہ ۔ میں
یقین کرونگا سوداگر بچہ کہنے لگا کہ دریا میں پانی کے اوپر ایک صندل کا درخت
ہی اور اُس درخت کے نیچے ایک جڑاؤ پلنگ بچھا تھا اور اُس پر ایک
عورت خوب صورت بیٹھی تھی کہ یکا یک میرے کان میں آواز آئی کہ اُس
کا نام رتن منجری ہی ۔ مجھ کو دیکھ کر جو ہنسی تو موتی سے دانتوں کی جھلک

سے تمام دریا روشن ہو گیا ایس سے زیادہ اُس کی تعریف کیا کیجیئے۔ جس دن سے کہ میری آنکھ اُس سے لگی ہی۔ اُس دن سے ایک پل آنکھ نہیں لگتی اور وہی صورت میری آنکھوں میں آٹھ پہر پھرتی ہی اور دل میں ایسی گرمی ہی کہ میرے ہوش و حواس بالکل جاتے رہے ہیں اگرچہ فقیر ہو گیا ہوں پر اُس کی یاد میں خوش رہتا ہوں اور کبھی اُس کو نہیں بھولتا بلکہ جس طرح دیکھا ہی وہی نظر آتی ہی۔ جب میں نے سوداگر بچے کی زبانی [illegible] اور تعریف اُس کے دانتوں کی سُنی تب ایک حالت سکتے کی سی ہو گئی۔ دو پہر بعد ایک پہر کے مجھ کو ہوش ہوا۔ اُسی گھری اُس کے دیکھنے کے اشتیاق میں جہاز پر سوار ہوا جس جگہ سوداگر بچے نے اُس کا پتا دیا تھا میں اُدھر ہی گیا بعد چند روز کے وہاں جا پہنچا اور جتنی خوبیاں میں نے اُس کی سُنی تھیں اُس سے زیادہ دیکھیں اور یہ چاہا کہ اُس کو میں اپنے گلے سے لگا لوں۔ وہ نہیں رتن منجری چارپائی سمیت پانی میں جاتی رہی میں بھی اُس کے پیچھے کود پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شہر نہایت آباد ہی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اِس کا نام کیا ہی؟ اُنھوں نے کہا کہ اِس کو گنگ بین کہتے ہیں

یہ سُنکر میں کچھ آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سونے کا محل [illegible] بنا ہی۔ اور اُس کے اوپر رتن منجری بناؤ کیئے ہوئے بیٹھی ہی۔ میں اُس کو دیکھتے ہی خدا کی درگاہ میں سجدہ کر کے خوش ہوا اور دل میں کہا کہ اللہ نے مجھ کو جیسے

میں بہشت میں داخل کیا اور اُس نے جو مجھے دیکھا تو لونڈیوں کو بھیج کر بلوا لیا اور بہت سی تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھلا کر پوچھا کہ اے شخص! تو کون ہے اور کہاں سے آیا؟ اس بات کو سُن کر میں نے کہا کہ میں سنگلدیپ کے راجا کا بیٹا ہوں اور مجھے اندرپ کہتے ہیں لیکن اب تیرا غلام ہوں

رتن منجری نے کہا کہ نہیں بلکہ میں تیری لونڈی ہوں اور تو میرا میاں ہے بہ شرطیکہ تو ایک بات سے باز رہے اور اُس کے سوا جو تیرا جی چاہے سو کرے۔ میں نے کہا کہ کیا کہتی ہو کہو؟ تمہارا کہنا بسر و چشم قبول کیا۔ جس چیز کو منع کرو گی سو نہ کروں گا۔ رتن منجری نے کہا کہ یہہ تصویر جو اس محل میں کھنچی ہوئی ہے کبھی تو اسے ہاتھ نہ لگانا۔ میں نے کہا کہ ہاتھ لگانے کا تو کیا ذکر ہے بلکہ میں اُس کے پاس بھی نہ جاؤں گا۔ یہہ سُن کر رتن منجری مجھ کو دل و جان سے پیار کرنے لگی

چند روز اُس کے باعث سے میرے عیش و عشرت میں گذرے ایک دن میرے دل میں یہہ خیال گذرا کہ ذرا اس تصویر کو دیکھیے کہ وہ کیسی ہے

غرض اُس کے پاس گیا تو ایک صورت عجیب و غریب دکھائی دی۔ بیقرار ہو کر اُس کی چھاتی پر ہاتھ ڈالا جوں ہی میرا ہاتھ اُس کی چھاتی تک پہنچا سو وہیں اُس نے ایک لات ایسی ماری کہ میں کوہ قاف میں جا پڑا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نہ وہ بستی ہے نہ وہ مکان نہ رتن منجری۔ غرض اسی خرابی سے میں پھرتے پھرتے تمہارے شہر میں آ نکلا ہوں جب آفتاب غروب ہوا تب میں ایک امیر کے گھر میں اُترا اور کچھ کھا پی کر سو رہا پہر سوا پہر رات گئی ہوگی جو میری آنکھ

کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غیر شخص اہیرنی سے مشغول ہی کہ اتنے میں اہیر
شراب کے نشے میں سرشار آپہونچا۔ اُس نے پاؤں کی آہٹ سے معلوم کیا کہ اہیر
آیا وونہیں دبے پاؤں بھاگا۔ اہیر تاڑ گیا کہ کوئی اہیرنی کے پاس تھا۔ جاتے ہی اُسکی
کے جھونٹے پکڑ کر خوب ہی لتیایا اور سایہ بان کے کھنبے سے کس کے باندھا اور آپ
سو رہا۔ گھڑی ایک کے بعد کیست چرنا نائن کُٹنی آکر اہیرنی سے کہنے لگی کہ تیرا یار
مُردہ سو حلوائی کی دُکان کے پچھواڑے کھڑا روتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر وہ آج میرے پاس
نہ آوینگی تو اپنے پیٹ میں چھُری مارونگا۔ گوالن بولی تو دیکھتی نہیں میں کس حالت
میں گرفتار ہوں۔ بھلا اُسکے پاس کیوں کر جاؤں آج میرے خاوند نے مجھے مار کر
اِس ستون سے باندھا ہی۔ جو کھلی ہوتی تو سیر کے دوڑ جاتی
نائن نے کہا میں تجھے کھول دوں۔ وہ بولی جو اِس عرصے میں میرا شوہر جاگے اور کھنبا
خالی دیکھے تو خدا جانے اِس سے زیادہ مجھے کیا اذیت دے۔ اُس نے کہا خیر جو آج تو
اُسکے پاس نہ جاوینگی تو کل اُسے جیتا نہ پاوینگی۔ اہیرنی بولی جو تیری رضامندی
اِسی میں ہی تو میں نے قبول کیا لیکن تو میرے بدل بندھی رہ اور جب تلک کہ
میں وہاں سے نہ پھر آؤں تب تلک ہرگز نہ بولنا۔ نائن نے اُسے کھول دیا۔ اُسکی
جگہہ اپنے تئیں بندھوا لیا۔ وہ اپنے یار کنے گئی جب دو چار گھڑی رات باقی رہی تب وہ
اہیر چونکا تو اُٹھکر اُسکو کھنبے سے کھول ساتھہ سُلا کر کہا کہ میں نے
تیری تقصیر معاف کی اور تو بھی قسم کھا کہ پھر ایسا بُرا کام نہ کرےگی۔ کئی بار اُس
نے یہی بات کہی یہہ سُنکر دم کھا رہی، دل میں سمجھی کہ اگر بولونگی تو یہہ پہچان

جائیگا کہ میں شہر میں بدنام ہو جاؤنگی - اسی ڈر سے اپنی آواز اُسے نہ سنائی ۔
گوالے نے جب دیکھا کہ یہہ سوگند نہیں کھاتی تب جانا کہ اِس کے دل میں حرام زدگی بھری ہوئی ہے ۔ یہہ اُس کام سے باز نہ رہیگی ۔ خفا ہو کر پھر اُسے کھنبھے سے کس کے باندھا اور ناک اُس کی کاٹ لی ۔ آپ چارپائی پر سو رہا ×

گھڑی دو ایک میں اہیرنی اپنے یار کے پاس سے آئی اور آہستہ آہستہ نائن سے پوچھنے لگی - کہو بی بی ! میرے پیچھے تم پر کچھ حادثہ تو نہیں پہنچا؟ وہ بولی کیا پوچھتی ہے - تیری خاطر میری ناک کٹ گئی ۔ اُسی وقت اُسے تو کھول دیا اور اپنے تئیں بندھوا لیا ۔ یہہ نکٹی ہو کر دل میں پچتاتی ہولے کھاتی اپنے گھر چلی گئی - اُس کے پیچھے اہیر کی آنکھ کھلی اور پو بھی پھٹنے لگی تب یہہ کہنے لگا کہ اری نابکار تو نے اپنی بدکاری سے [illegible] اور ناک کٹوائی ۔ وہ بولی اگرچہ تو نے مجھ بے تقصیر پر زور و ظلم کیا لیکن تو دیکھ جو میں بھلے آدمی کی جنی اور نیک بخت ہوں تو رام جی کی دیا سے نکٹی نہ رہونگی - میری ناک جیسی کی تیسی ہو جائیگی

اُس کی بات سنتے ہی وہ اُٹھا ناک جوں کی توں دیکھ کر حیرت میں رہا ۔ جی میں کہنے لگا کہ یہہ عورت نیک زنوں سے ہی جو اِس کی ناک کٹی ہوئی پھر درست ہو گئی ۔ یہہ سمجھ کر پٹکا گلے میں ڈال اُس کے پاؤں پر گر منتیں کرنے لگا اور اپنی تقصیر معاف کروانے اور بولا کہ میں نے ناحق تجھے دکھ دیا ۔ یہہ میری خطا معاف کر پھر کبھی تیری اذیت کا روادار نہ ہونگا

پھر کہہ کر گندھرپ نے کہا ای یار! میں اُس اہیرنی کے مکر سے تو حیران ہوا ہی

پھر دل میں یہ خیال کیا کہ اِس ناگن کا اب تماشا دیکھئے کہ وہ اپنے خاوند سے کیا

بہانہ کرے گی۔ غرض میں مشہور اندھیرے اُس کے گھر کی دیوار کے کونے لگ کر

کھڑا ہو رہا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حجام باہر سے اپنے گھر میں آیا۔ آنگن میں کھڑا ہو کے

اپنی عورت سے آئینہ مانگنے لگا۔ اُس نے پچھلی رات کی ... ہاتھ بڑھا کر

اُس کو پکڑا دی۔ اُس نے کہا میں آئینہ مانگتا ہوں ... اُسترہ

لا دیا۔ اُس نے وہ اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور خفا ہو کر کہا کہ ... بہری ہو گئی

ہے یا تو نے معجون کھائی ہے۔ میں آئینہ مانگتا ہوں تو مجھ کو چھرا لا دیتی ہے

پھر کے پکار پکار کر کہنے لگا کہ میں ابھی اِس اُسترے سے تیری ناک کاٹ ڈالتا ہوں

یہ بات اُس کے سب محلے والوں نے سُنی۔ اُس نے وہ اُسترہ باہر سے گھر میں

پھینک دیا وہیں وہ رو رو کر کہنے لگی کہ ہائے ہائے! اِس اُسترے سے میری ناک

کٹ گئی۔ اِس آواز پر تمام محلے کے رہنے والے دوڑے اور آ کر جو دیکھنے لگے تو سچ مچ

اُس کی ناک کٹی دکھائی دی اور وہ حجام بھی اِس حالت کو دیکھ کر ششدر

رہا۔ عذر خواہی کر کے کہنے لگا کہ بی بی! یہ مجھ سے بڑی تقصیر ہو گئی ہے اِسے

معاف کر

اِس بات کو سُن کر نائب کے نوکروں نے کہا کہ اے گندھرپ! تیرا اور اُس نائی

کا قصہ ہم نے سُنا۔ اب سادھو کنوار کی کہانی کا بیان کر۔ اُس نے کہا کہ سادھو کنوار

بڑا سخی تھا اور کروڑ روپے کا مال لے کر اپنے گھر سے تجارت کرنے کو نکلا اور چلا

بہت سی ملک سوداگری میں گنوایا اور کئی کروڑ روپیہ جمع کر اپنے گھر کو چلا۔ اتفاقاً
راہ میں ایک شہر ملا کہ اُسے کام رو کہتے ہیں۔ یہہ وہاں گیا اور سنا کہ ایک عورت
رنڈی کہ نام اس شہر میں ایسی حسین رہتی ہے کہ جس کی خوبصورتی کی
تعریف بیان سے باہر ہے مگر اُس کی ایسی بڑی کہ ویسی کسی عورت کی نہ ہوئی
تھی۔ ایک رات کی چوتھائی کے ہزار روپیہ لیتی ہے۔ یہہ سنکر نہایت بے قرار ہو دل
میں کہنے لگا کہ اگر اِس عورت کو میں نہ دیکھونگا تو قیامت تک افسوس رہیگا۔
ہزار روپیہ اپنے ساتھ لے اُس کے یہاں گیا۔ تمام رات عیش و عشرت میں
مشغول رہا۔ یہہ ارادہ کیا کہ کئی شب اس کے پاس اور بھی رہیئے۔ جب رات
نے اپنا دامن سمیٹا اور سورج نے صبح کے گریبان سے منہہ نکالا تب سوداگر
اپنے گھر آیا۔

اسی طرح سے کئی رات آیا جایا کیا۔ اُس رنڈی کے گھر میں کاٹھ کا ایک جڑاؤ پتلا
طلسم کا بنا ہوا۔ نام اُس کا عجیب۔ پیشانی پر اُس کی ایک لعل بے بہا جڑا
ہوا تھا کہ جس کی روشنی کے باعث چراغ کی حاجت نہ تھی۔ اُس کو دیکھہ کر
سوداگر کا دل للچایا اور اپنی خاطر میں یہہ بات لایا کہ اِس عورت نے میرے
بہت سے روپئے لئے ہیں۔ اُن کے عوض یہہ جواہر میں قیمت لیجیئے اور یہاں
سے نکل چلیئے۔

اُس رنڈی نے جو اُس کے تیور سے دریافت کیا کہ یہہ اُس جواہر کو مفت
اُڑایا چاہتا ہے یہہ سمجھہ کر اُس کے پاس سے سرک گئی اور ایک پردے کی

آزمانی جا بیٹھی ۔ اس نے جو اتنی فرصت پائی تو چارپائی سے اٹھ کر ہاتھ دوڑایا کہ اس گوہر شب چراغ کو اُکھیڑ لے ۔ جونہیں اس کا ہاتھ اس تک پہنچا وونہیں اس پتلے نے اس کا پنجہ پکڑ لیا ۔ اس نے بہتیرا چاہا کہ کسی تدبیر سے اپنا پنجہ چھڑا کر بھاگے لیکن اس نے اور بھی ایسا کھکر پکڑا کہ یہ بے قابو ہو گیا ۔ بدان جب چھڑا نہ سکا تو گھبرا کر چلانے لگا تب اس کی لونڈیوں نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنی بی بی سے (جو پردے کو لگی اسی واسطے بیٹھی تھی) جا کہا ۔ لو بی بی! تمہاری مراد بر آئی

یہ خوشخبری سنتے ہی وہ وہاں سے دوڑی آئی ۔ آکر دیکھا کہ دام میں سونے کی چڑیا پھنسی ہی ہنس کر کہنے لگی کہ اے ساد کنوار! میں جانتی تھی کہ تو کسی بڑے آدمی کا لڑکا ہی اور یہ سمجھتی تھی کہ تو ایسا اچکا دغا باز ہی دیکھ ابھی کوتوال کو خبر کرتی ہوں ۔ وہ تجھے لیجا کر کال سولی دیگا ۔ ایسے چور کی یہی سزا ہی ۔ یہ سنکر بہت ڈرا اور اپنی کوتہ اندیشی پر ہزار لعنت و ملامت کی ۔ پھر منت و التجا سے کہنے لگا کہ اے پدمنی! کسی طرح تو مجھے کوتوال کی سولی سے بچا لے

وہ بولی کہ ایک صورت سے تیری جان بخشی ہو سکتی ہی اگر تو تمام مال و اسباب اپنا مجھ کو منگادے اور پھر کبھی اس کا دعوا مجھ سے نہ کرے اور نہیں تو اپنی جان سے ہاتھ دھو ۔ اس نے دیکھا کہ سوائے اس کے میرا چھٹکارا نہیں تب اس نے اپنے لوگوں کو بلوا کر کہا کہ میرا سب مال و متاع اس کے حوالے کرو نہیں تو میں اس کے ہاتھ سے مارا جاتا ہوں ۔ انھوں نے تمام نقد و جنس جو کچھ تھا اس عورت کو لا دیا تب اس نے اس کا ہاتھ چھڑا دیا تو وہ غریب راتوں رات بھاگ

کر کسی طرف چلا گیا اور میں رفتہ رفتہ تمھارے ملک میں آ نکلا۔ یہہ سب احوال راجا کے
... سنکر حجّام کو چھوڑ دیا۔ یہہ قصّہ دمنک نے کرتک سے کہکر کہا کہ جیسے
... اور باد کنوایا اور حجّام نے عورتوں کے ہاتھہ سے ذلّت کھینچی - ویسے
ہی ہم نے بھی اُس بیل ...

اب کچھہ ایسی تدبیر کیا چاہیئے کہ جس سبب سے شیر اور بیل میں دوستی کرائی تھی ویسی اُن دونوں میں دشمنی دلواؤں۔ کرتک نے کہا یہہ امر نہایت مشکل ہے کیا تو نے نہیں سُنا؟ کہ سیتا باوجود کہ رام کی جورو تھی اُس سے کچھہ نہ ہو سکا۔ دمنک نے پوچھا کیونکر؟ اُس نے کہا اگرچہ وہ قصّہ طول طویل ہے لیکن مختصر کرکے کہتا ہوں۔ سیتا رام اور اُس کا بھائی لچھمن اُنھہ تینوں نے بارہ برس تک ایک جنگل میں گذران کی جب لنکا میں راون نے یہہ بات سُنی تو اُس جنگل سے سیتا کو اُڑا لیگیا رام پھر بڑی محنتوں سے اُس کو وہاں سے لایا

جتنی اُس کی عزّت آگے تھی اُتنی ہی رہی - کچھہ اُس کی آبرو میں بٹّا نہ آیا اور اپنے دل کو اُس کی محبّت سے ہرگز نہ پھیرا۔ اُس کی جوروئیں (جو سیتا کو دیکھہ نہیں سکتی تھیں) آپس میں صلاح کی - کچھہ ایسی فکر کیا چاہیئے کہ اُس کی محبّت بھائی کے دل میں نہ رہے

ایک اُنھہ میں سے اُٹھہ کر دوسری سے کہنے لگی کہ دیکھہ ابھی میں تجھے اُس کا تماشا دکھلاتی ہوں۔ یہہ کہکر بھائی کے گھر گئی۔ وہ اُس وقت چوپڑ کھیلتا تھا ... بھائی ہی سے اوج سے ٹھٹّھا کرنے لگی اور ہنستے ہنستے اُسے پوچھا کہ تجھے کچھہ یاد ہے

راون کی شکل کیسی تھی؟ سیتا بیچاری اُس کے مکر چلتر سے واقف نہ تھی

سیدھاوٹ سے بولی۔ راون کے دس سر بیس آنکھیں اور سر اُٹھائے ہوئے

پھر وہ کہنے لگی کہ اُس کی تصویر ذرا تو کھینچ تو میں دیکھوں وہ کیسا تھا

اُس بدذات کے کہنے سے یہہ نیک بخت

خوف و خطر سے سفید مٹی سے زمین میں اُس کی صورت کا نقشہ کھینچنے لگی

اُس میں وہ مکّارہ بولی کہ جب تک تو کھینچے میں اپنے لڑکے کو دودھ پلا آؤں

یہاں سے دوڑی آئی جہاں رام چھپ کر بیٹھا ہوا تھا بولی اَجی۔ جاتے ہی کہا ذرا اپنی

جورو کا تماشا چل کر دیکھو۔ یہہ کہکر بھائی کا ہاتھ پکڑ لائی جہاں سیتا وہ نقشہ

کھینچ رہی تھی، کہا دیکھو جو اُس نے اُسے نہیں دیکھا اور اُس سے نہیں ملی تو

اُس کی تصویر کھینچ کر کیوں دیکھتی ہی؟ یہہ دیکھ سُنکر رام کو بہت غیرت

آئی۔ خفا ہوکر کہنے لگا کہ سیتا! تجھے جان سے کیا ماروں! تو عورت ہی اور رنڈی

کا مارنا مرد ہوکر خوب نہیں لیکن بہتر یہہ ہی کہ میرے گھر سے نکل جا

کرتک نے یہہ داستان سُنا کر کہا کہ عورت کی محبت میں رام نے دریا پر پُل باندھ

کر لنکا کو جلایا اور سونے کے کوٹ کو توڑا اور اُسے خاک سیاہ کیا اور راون کو مارا

لیکن اپنے گھر سے ایسی پارسا عورت کو ایک دم میں نندی کے بہکانے سے نکال

دیا۔ توتک نے کہا بھائی! وہ کون سی بات ہی جو مکر و حیلے سے نہیں ہو

سیتا ایک جنت تھی اپنے خاوند کی آبرو کے واسطے کچھ نہ بولی۔ اگر باور نہیں ہی

تو سُن کہ ایک مالن نے اپنے خصم کے ساتھہ یہہ سلوک کیا کہ اُس کے پردہ

ایک یار کو نکال دیا اور دوسرے کو نہلا دھلا کھلا پلا اُس کے ساتھ کر کے تھوڑی دور تک اُس کو بستی سے باہر پہنچوا دیا۔ ویسا ہی وہ بھی کرتی۔ اگر ایک نے کہا کہ وہ نقل [illegible] ہی؟

دوسرا [illegible] بنگالہ [illegible] ایک مالی کی رنڈی بدکار کوتوال اور اُس کے بیٹے سے پھنسی تھی۔ ایک دن شب کو ایسا اتفاق ہوا کہ اُس کے لڑکے سے برے کام میں مشغول تھی کہ اتنے میں کوتوال دروازے پر آیا اور کواڑوں کو کھٹکھٹایا تب اُس نے لڑکے کو جلدی سے کوٹھی میں چھپا اور اُس کو دروازے پر سے اپنے پاس بلایا اور فی الفور ہم بستر ہونے لگی

تب تک وہیں اُس کا خاوند بھی دروازے پر آن پہنچا تب رنڈی نے کوتوال کو سکھایا کہ میں تو پٹ کھولنے جاتی ہوں پر تم لٹھ کاندھے پر دھرے بڑبڑاتے غصہ کرتے باہر چلے جانا میں پیچھے بات بنا لونگی۔ اُس نے ویسا ہی کیا تب مالی نے گھر میں آکر اُسسے پوچھا کہ آج ہمارے گھر میں رات کو کوتوال کیوں آیا تھا اور خفگی کس پر کرتا چلا گیا؟ مالن بولی کہ اُس کا بیٹا اُس سے آزردہ ہو کر میرے یہاں چھپا ہی اور وہ اُسی کو ڈھونڈھتا ہوا آیا تھا۔ اُس نے جو اپنا بیٹا یہاں نہ پایا تو کچھ بکتا ہوا چلا گیا یہہ کہکر اُس نوجوان کو کوٹھی سے نکالا اور نہلا دھلا کھلا پلا اپنے خصم کو اُس کے ساتھ کر کے تھوڑی دور اُسے پہنچوا دیا اور رخصت کے وقت کہہ دیا کہ یہہ گھر اپنا ہی سمجھو جب تمہارا جی چاہے تب آیا کیجو۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ کام پڑے [illegible] کی عقل بحال رہی وہی عاقل ہی۔

پھر کرتک نے کہا بھائی! اُن دونوں میں بڑی دوستی ہی ۔ تم کیونکر جھڑاؤ گے؟ دونک
بولا کہ یار! جو کام تدبیر سے ہوتا ہی سو زور سے نہیں ہوتا جیسا کہ کوے نے سانپ
کو جان سے کھو دیا ۔ سنجوک کیا مال ہی کہ میں اُس کو اُس کے رُتبے سے گرا
نہ سکونگا۔ پھر کرتک نے پوچھا کہ وہ قصہ کیونکر ہی؟ دونک بولا کہ کسی درخت پر
ایک جوڑا کووں کا مدتوں سے رہتا تھا اور اُسی درخت کی جڑ کے کھوکھلے میں بڑا بھاری
کالا سانپ بھی رہا کرتا تھا۔ کوے کی مادہ نے اپنے گھونسلے میں انڈے دیئے اور کوا سینے لگا ۔ بعد
بیس پچیس روز کے بچے نکلے جب تھوڑے ایک کے بچے ہوئے تب وہ سانپ اپنی جگہہ
سے نکلا اور آہستے آہستے اُس درخت پر چڑھا ۔ کوا تو اُس وقت وہاں نہ تھا
اُس کے بچوں کو گھونسلے میں سے کھا لیا ۔ ہر چند اُس کی مادہ ایک دوسری ٹہنی
پر بیٹھی ہوئی بہتیرا کاں کاں کیا کی اور بہت واویلا کر رہی پر کوئی اُس کی داد کو
نہ پہنچا اور کچھہ فائدہ اُس کی فریاد سے نہ ہوا جب کوا باہر سے پھر آیا تو مادہ نے
اُسے بچوں کی مصیبت اور اپنے کاپنے کا احوال کہا ۔ یہہ اُس سانپ کا ظلم سُنکر
دو تین دن بچوں کے سوگ میں رہا اور بہت سا رویا دھویا کیا اور دانا پانی چھوڑا
تب اُس گرد و نواح کے جتنے کوے تھے اُس حادثے کی خبر سُنکر سب آئے اور اُسے
جو اپنی جگہہ گوشوں کے ماتم میں ماتمی لباس پہن کر بیٹھہ رہا تھا تسلی دی اور اُس
کا ہاتھہ منہہ دھلا کھانا پینا کھلا پلا رخصت ہوکر اپنے اپنے گھر چلے گئے تب مادہ نے نر سے
کہا اب یہاں رہنا خوب نہیں صلاح یہی ہی کہ اس جگہہ کو چھوڑ دیجیے ۔ کہیں
دوسری جگہہ آرام کی اچھی سی دیکھہ کر جا رہیے ۔ کیوں کہ خطا کھوتے ہیں ۔

تین وجہ سے انسان جلد مرتا ہی۔ ایک تو یہہ کہ جس کی عورت بدذات ہو [illegible] ہو۔ دوسرے یہہ کہ رہنا اُس گھر میں جہاں سانپ رہتا ہو۔ تیسرے یہہ کہ دوستی کرنی [illegible]

کوے نے کہا ای ناقص عقل بیقرار نہ ہو تک صبر کر دیکھہ تو میں تیرے بچوں کا بدلا کیونکر لیتا ہوں۔ وہ بولی تجھے میرے ساتھہ ایسی جھوٹھی باتیں کرنی نہ چاہیئں تیری عقل کی کیا بساط ہی جو اُس سے کچھہ کام ہو سکے اور نادان میں ہزار طرح کی قوت ہو پر اُسے کچھہ فائدہ نہیں ہوتا۔ کوے نے اُس سے کہا تو نے نہیں سُنا جو خرگوش نے اپنی عقل کے زور سے شیر کو مارا۔ وہ بولی یہہ کس طرح تو جھوٹھہ کہتا ہی بھلا خرگوش شیر کو کیونکر مار سکتا ہی؟ کوے نے کہا مندارن ایک جنگل ہی وہاں اکثر اقسام طرح کے جانور رہتے تھے۔ اتفاقاً دردانت نام ایک شیر کسی پہاڑ سے نکل کر اُس جنگل میں آ رہا۔ ہر روز بارہ جانور وہاں سے مارتا۔ ایک اُن میں سے کھاتا اور سب چھوڑ کر چلا جاتا۔ جب دو تین مہینے اِسی طرح گذرے تو بہت سے جانور مارے گئے۔ جب یہہ صورت وہاں کے جانوروں نے دیکھی تو سب جمع ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ اگر اسی طرح یہہ شیر ہمیں مارا کریگا تو کئی مہینے کے عرصے میں کوئی باقی نہ رہیگا۔ سب [illegible] نکالنے لگا

سبھوں نے یہہ صلاح کی کہ شیر کے پاس کسی شخصِ دانا کو بھیجا چاہیئے کہ وہ جا کر یہہ بات کہے کہ تمھارا پیٹ ایک جانور کے گوشت سے بھرتا ہی۔ پس اِتنے جانوروں کا روز تم خونِ ناحق کیوں کرتے ہو۔ ایک جانور ہر روز ہم تمھارے کھانے کے لیئے

پہنچایا کرینگے۔ یہہ بات تمہارے واسطے بہت اچھی اور ہمارے بھی۔
جب آپس میں اُن کے یہہ صلاح ٹھہری کہ ایک گیدڑ کو یہاں سے یہہ پیغام دیکر
اُس کے پاس بھیجئے۔ اِس میں ایک خرگوش [illegible] بول اُٹھا کہ یارو!
یہہ بات گیدڑ سے ہرگز درست نہ ہوگی۔ بلکہ یہہ وہاں جاکر ہمارے برخلاف کہیگا۔ کیونکہ
جب سے یہہ شیر اِس جنگل میں آیا ہے تب سے ہمارے گھروں میں ماتم اور
گیدڑوں کے شادی ہوتی ہے۔ وہ مجھکو بھیجا کرو کہ اگر میری وکالت تمکو منظور
نہیں اور فتنہ انگیز جانتا ہے تو تو ہی جا اور اُس معاملے کو بنا لا۔ تب خرگوش نے اُس
مہم کے واسطے کمر ہمت کی باندھی اور شیر کے نزدیک جاکر آداب بجالایا۔ اُس نے
دیکھ کر پوچھا تو کہاں سے آیا؟ اُس نے ہاتھ جوڑ کے عرض کی کہ خداوند! اِس
جنگل کے تمام رہنے والوں نے مجھے بطور ایلچی کے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہہ
عرض کی ہے کہ خود بدولت کو بہت جانوروں کو مارنے اور اذیت دینے سے کیا حاصل۔
ہم سرکار میں یہہ اقرار نامہ لکھ دیتے ہیں کہ ہمیشہ ایک جانور آپ کی خوراک
کے واسطے بلاناغہ پہنچا کریگا۔ اِس میں ہرگز کبھی خلاف نہ ہوگا۔ شیر نے قبول کیا۔
خرگوش وہاں سے رخصت ہو اپنے جنگل کو پھر آیا جو گفتگو اُس کے اور اُس
کے درمیان ہوئی تھی سو جانوروں کو سب سنادی۔ ہر روز ہر ایک گلے سے جانور
شیر کے یہاں پہنچا کرتا جب نوبت خرگوش کی پہنچی اُس نے اندیشہ کیا کہ اب
کچھ ایسی تدبیر کروں کہ جسمیں شیر کا لقمہ نہ ہوں۔ یہہ خیال دل میں لاکر اپنے بچوں
سے رخصت ہو روتا ہوا شیر کی طرف چلا۔ تھوڑی دور جاکر راہ میں بیٹھا

اپنے دل میں یہہ فکر کرنے لگا کہ لوگ مجھے دانا اور عقلمند کہتے ہیں۔ اگر میری عقل اس وقت کچھ کام نہ آوے تو جائے تعجب اور محل افسوس کا ہی وہاں سے اٹھکر خیال کرتا ہوا ہولے ہولے نزدیک شیر کے گیا۔ وہ بھوکھ کی جھنجھ میں بیٹھا تھا اُسے دیکھتے ہی غرانے لگا کہ تو نے آج اتنی دیر کہاں لگائی؟ میرے ناشتے کا وقت ٹل گیا اور بھوکھ نے مجھے بیتاب کیا۔

خرگوش ڈرتے ڈرتے کہنے لگا کہ اگر امان پاؤں تو کچھ عرض کروں۔ باگھ بولا جو کہنا ہو سو جلد کہہ۔ خرگوش کہنے لگا کہ میں چلا آتا تھا راہ میں ایک شیر ملا۔ اُس نے میرا پیچھا کیا میں بھاگا اور پکار کے کہا کہ تو نہیں جانتا ہی کہ بادشاہ یہاں کا درندوں ہی میں اُس کی خوراک ہوں تو کون ہے کہ مجھے کھایا چاہتا ہی؟ بادشاہ سے نہیں ڈرتا اور اُس کا خوف نہیں کرتا تو وہ بولا کہ درندا ست کیا چیز ہی اور اُس کو اتنی طاقت کہاں کہ مجھ سے لڑے اور اب اس جنگل میں رہ سکے۔ تجھے میں نے اس واسطے چھوڑ دیا ہے تو جا کر اُسے خبر کرے۔ غریب پرور! میں نے آپ کو اطلاع کر دی۔ اگر [illegible] [illegible]

[illegible] اتنی بات [illegible] غصے سے جل گیا۔ کہنے لگا کہ تو مجھے اُس کا ٹھکانا بتلا دے۔ یہہ آگے آگے [illegible] پیچھے پیچھے جاتے جاتے ایک ایسے جنگل میں لیگیا کہ جس میں ایک گہرا کنواں تھا۔ اُس کوئے کے لب پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ آپ کا دشمن اسی میں ہی۔ جیوں شیر نے کوئے کو جھانکا تیوں اپنا عکس پانی میں دیکھا۔ جانا [illegible] ہی۔ غضبناک ہوکر بھبکنے لگا اور ویسی آواز کوئے سے بھی نکلنے

لگی ۔ شیر خفگی سے بولا کر اُس کوئے میں کود پڑا اور پانی میں ڈوب کے مر گیا ۔ پھر کوے نے کہا ای مادہ ! جس طرح اُس خرگوش نے اپنی عقل کے زور سے شیر کو مار گرایا ۔ اُسی طرح میں بھی اِس سانپ کو مارونگا ۔ مادہ نے کہا اگر تجھ کو کچھ عقل ہی تو دیری نہ کر ۔ کوا بولا دانشمندوں نے یوں کہا ہی کہ جلدی میں کوئی کام اچھا نہیں ہوتا ہی ۔

جلدی نہ کر کہ کام ہی موقوف وقت پر
سارا انار ترکے ہی وقت آئے ہی اگر

انشاء اللہ تعالیٰ آج تو میں اپنے دل سے مصلحت کرتا ہوں ۔ کل اپنا کام کرونگا ۔ مادہ نے کہا ای کوے ! جس کو جو کام کرنا ضرور ہوا اور اُس سے وہ ہو سکتا ہو اور وہ کہے کہ آج نہیں کل کرونگا اُس سا دوسرا کوئی دنیا میں نادان نہیں ۔ اِس واسطے یہہ مثل لائے ہیں ۔ شب حاملہ فردا چہ زاید ۔ کوا یہہ بات سُنکر جھٹ گیا ۔ وہ بولی مناسب یوں ہی کہ ابھی تو یہاں سے جا اور سانپ کے مارنے کی تدبیر کر کیونکہ وہ ہمارا جانی دشمن ہی ۔

کوا جو اُڑا تو وہاں کے بادشاہ کے رنگ محل پر جا بیٹھا اتفاقاً اُس وقت بادشاہ کی بیٹی غسل کرتی تھی اور اپنا نولکھا ہار موتیوں کا گلے سے اُتار کر کھونٹی پر لٹکا دیا تھا ۔ کوا اُس ہار کو اپنی چونچ میں لیکر کوٹھے کی منڈیر پر جا بیٹھا ۔ لونڈیوں نے غُل مچا کر کہا کہ شہزادی کا ہار کوا اُٹھا لیگیا اور کوٹھے پر جا بیٹھا ۔ اِس بات کے سنتے ہی بادشاہ نے لوگوں کو دوڑایا کہ خبردار ہار جانے نہ پاوے

جب کوّے نے دیکھا کہ ایک خلقت میرے گرد جمع ہوئی تب وہ وہاں سے آہستے آہستے اُڑتا ہوا اپنے گھونسلے کی طرف چلا۔ جتنے آدمی جمع ہوئے تھے سو سب اُس کے پیچھے پیچھے ہاں ہاں کرتے دوڑے۔ وہ اُس درخت پر جا بیٹھا جس میں وہ سانپ تھا اور وے لوگ بھی اُس کے نیچے جا کھڑے ہوئے۔ آدمیوں کے شور و غل سے سانپ درخت پر چڑھ گیا اور کوّے کے گھونسلے میں جا چھپا تب کوّے نے غنیمت جانکر وہ ہار سانپ کے گلے میں ڈالا اور آپ دوسرے درخت پر جا بیٹھا

دو چار آدمی وہ ہار اُتارنیکو اُنھہ میں سے اُس درخت پر چڑھہ گئے۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ہار سانپ کے گلے میں پڑا ہی اور وہ اُن کو دیکھہ اپنا سر اُٹھا کر چاروں طرف پھُنکاری مارنے لگا وے لوگ اُس کے ڈر سے ہار نہ لے سکے اور نیچے اُتر آئے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ ہار سانپ کے گلے میں پڑا ہی۔ وہ غصے سے پھُنکاری مار رہا ہی ہمارا حوصلہ نہیں پڑتا جو اُس کے گلے سے اُتاریں تب اُنھوں نے برقی کو بلوایا اور اُسنے پیڑ جڑ سے کٹوایا۔ سانپ کو مار ہار بادشاہ کے پاس لے آئے

پھر دوتک نے کہا بھائی! کوّے نے سانپ مارا اور خرگوش نے شیر جیسے ہٹیل کہا جو ہوش اپنی عقل سے اُس کو نہ مار سکو گا۔ کرتک نے کہا ای دوتک! اگر تجھہ کو مارنے کی طاقت ہی تو جا اُس کام میں غفلت نہ کر۔ دوتک نے جب کرتک کی زبانی یہ سنا تو تنہا سنجوگ کو بلا کر جھوٹھہ موٹھہ کہنے لگا کہ مجھے بادشاہ نے کہا ہی کہ تو سنجوگ کو جا کر کہدے کہ سرکار بادشاہی میں فوج کم ہی اور خزانہ بہت سا لوٹ کر رکھنے کی اپنی فکر کر کہ کسی کو خبر نہ ہو اور سپاہ رکھی جاوے۔

سنجوگ نے اُس کی بات پر اعتماد کر کے دروازہ خزانے کا کھولا اور بے پلہ رکھنے لگا
جب دوتک نے دیکھا کہ سنجوگ نے فوج رکھنے کے پیچھے سارا خزانہ بادشاہی صرف
کیا تب شیر کے پاس جا کر آداب بجا لایا اور اپنے پائے پر کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا
کہ جہاں پناہ! ان دنوں کچھ عجائب تماشا نظر آتا ہے پر جناب عالی کے روبرو
عرض نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ بزرگوں نے کہا ہی جو کوئی بن بلائے کسی کے گھر جاوے
یا بن پوچھے بات کہے تو اُس کے برابر کوئی احمق نہیں ہے لیکن میں ڈرتا ہوں کہ میرا
وہ حال نہ ہو جو اُستاد سے شاگرد کا ہوا

شیر نے پوچھا وہ قصہ کیونکر ہی؟ دوتک کہنے لگا کہ میں نے یوں سنا ہی کہ کالاقنوج
ایک بستی ہی۔ وہاں کسی معلم سے ایک لڑکا پڑھتا تھا اور میاں جی اُس
وقت جب افیم اُتر جاتی اُسے نیند آتی اور اونگھنے لگتا۔ اگر اُس حالت میں کوئی
اُسے کچھ کہتا یا شاگرد کوئی لفظ سبق کا پوچھتا تو خفا ہو کر شاگرد کو خوب مارتا
اور کہتا کہ ای بیوقوف! اوّل مکتب میں ادب سیکھا چاہیے کہ جس کے باعث سے
بہت کام آتے ہیں

غرض ہر روز شاگرد کو یہی تاکید کیا کرتا تھا کہ اگر پھر کبھی بغیر پوچھے مجھ سے
کچھ بات کی یا مجھے سوتے سے جگایا تو مارتے مارتے مار ڈالوں گا۔ شاگرد نے توبہ کی کہ
پھر ہرگز ایسا کام نہ کروں گا۔ ایک دن معلم کو چراغ اپنے سامنے رکھ کر اسی شاگرد
کو پڑھاتا تھا اتنے میں اُسے پینک جو آئی تو شملہ اُس کا چراغ کی لو پر جا پڑا
اور پگڑی جلنے لگی جب آگ کو پہنچی تو جو رات کو شاگرد سے کہنے لگا کہ

ابھی بدذات ہے! تو دیکھتا تھا کہ پگڑی میری جلتی تھی مجھے کیوں نہ جگا دیا؟ پھر کھو کر اُس کو بہت سا مارا۔ اُس نے رو رو کر کہا کہ آپ ہی نے مجھے منع کیا تھا سونے کے وقت مجھے مت جگائیو اور بے وجہ بزرگوں کی بات میں نہ بولیو کہ بے ادبی ہے۔ اِس واسطے میں نے آپ کو نہ جگایا۔ آخوند جی نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ میں نے اِس بات کو منع نہیں کیا تھا کہ کسی کا نقصان اپنے سامنے ہو وہ اُسے خبر نہ کرے اور بیٹھا دیکھا کرے

پھر دونک نے کہا کہ خداوند! میرا اور آپ کا قصہ اُس اُستاد شاگرد کا سا ہے اگر کہوں تو بے ادبی جو نہ کہوں تو سرکار کا نقصان ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا دبیر اِسی واسطے کیا جو تو دیکھے سو حضور میں ظاہر کرے اگر تو نے کچھ دیکھا ہے تو کیوں نہیں کہتا؟ خصوصاً جس میں کہ سرکار کا فائدہ ہو۔ اُسے چھپانا نہایت نامناسب ہے۔ تب اُس نے عرض کی جو غلام حضور میں ظاہر کرے اگر اُسے باور کیجئے تو مفصل گوش گذار کرے۔ شاہ نے اشارہ کیا کہ ہوں۔ دونک بولا کہ خداوند! سنجیوک باغی ہوا ہے کیونکہ جناب عالی کے بے حکم اوپر ہی اوپر فوج رکھتا ہے اور وہ آپ بھی زور آور ہے۔ سِوائے اِس کے سرکار کا خزانہ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اِس بات کے سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا اور کئی جاسوس اُسی وقت اُس کا احوال دریافت کرنے کو مقرر کیے۔ اُنھوں نے دو چار دن کے بعد اُس کا احوال موافق اظہار دونک کے حضور میں ظاہر کیا۔ تب دونک بولا کہ پیر و مرشد! قصے کی صورت یوں ہی جو آپ نے سُنی۔ غلام نے خلاف نہیں عرض کیا۔ اب آپ مختار

نہیں جیسا مناسب جانیے ویسا کیجیے تب شیر نے دوتک سے کہا اگر میں اُس کو مار ڈالوں تو ساری خلقت مجھے کہیگی کہ یہہ کیسا بادشاہ ہی کہ جس کو بلا کر خلعت سرفرازی کا دیتا ہی - پھر اُسے مار ڈالتا ہی ۔ یہہ بات میرے حق میں موجب بدنامی کا ہی ۔

دوتک نے عرض کی کہ خداوند! غلام کی عقلِ ناقص میں یوں آتا ہی کہ بالفعل اُس کو خزانے کی خدمت سے تغیر کیجیے اور دوسرے کو اُس کی جگہہ بحال اور اُس کے کھانے کے لیے کچھہ تھوڑا سا مقرر کر دیجیے کہ جس سے اُس کے بدن کا زور کم ہو جاوے ۔ بادشاہ نے دوتک کے کہنے سے فرمایا کہ سنجوک سے کام چھین لیں اور راتب کم کریں تب دوتک حضور سے رخصت ہوا اور بادشاہی دروازے پر آکر دربان سے کہا کہ حضرت کا حکم یوں ہی کہ سنجوک آج کی تاریخ سے ہمارے حضور میں نہ آنے پاوے - یہہ کہکر اپنے گھر گیا اور سنجوک کو بلا کر کہا کہ بادشاہ نے تیرے حق میں یوں فرمایا ہی کہ بے ہمارے بلائے حضور میں وہ نہ آوے اور فوج کے رکھنے میں مشغول اور سرگرم رہے جب بہت سی نگاہداشت کر چکے تب حضور میں آوے وہ بیچارہ بیوقوف اُس وزیر دغاباز کی بات کو سچ جان کر خوشی خوشی سپاہ رکھنے لگا اور کئی روز حضور میں مجرے کو نہ گیا تب دوتک نے قابو پاکر دربار میں کسی سے بادشاہ کو سنا کر پوچھا کہ سنجیوک کئی دن سے یہاں نہیں آتا اِس کا سبب کیا ہی؟ وہ بولا کہ مجھے معلوم نہیں وہ نہیں بادشاہ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ وہ پانچ چار روز سے حضور میں حاضر نہیں ہوتا

دوتاجے نے کہا کہ بندے نے سُنا ہے جناب عالی میں عرض کی تھی کہ اُس کے پاس دن بدن فوج جمع ہوتی ہے کہ اقلیم میں کہ وہ آج کل آپ سے مقابلہ کرے۔ بادشاہ نے کہا ہے وزیر صاحب! اگرچہ اُس کی بد ذاتی جاسوسوں کی زبانی کچھ ہم سُن چکے ہیں تاہم جس کو تو عقلمند جانے اُسی کو وہاں جلد بھیج دے کہ قرار واقعی اُس کا احوال دریافت کرکے ہم کو خبر دے

وہ ایک عقلمند چوبے کو جو اُس کا یار جانی تھا اپنے طور کی باتیں سکھا پڑھا روبرو بادشاہ کے لایا اور اُسی کو اس مقدمے کی تحقیقات کے واسطے مقرر کروایا جب یہہ سنجوگ کے یہاں پہنچا وہ اُسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بہت سی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا عطر پان اُس کے سامنے رکھوائے اور پوچھا کہ تمہارا آنا یہاں کیونکر ہوا؟ کہا دوتات وزیر نے مجھے تمہارے پاس اس واسطے بھیجا ہے کہ سواری بادشاہ کی عنقریب ہے۔ تم نے ابتک کچھ فوج رکھی ہے یا نہیں؟ اگر رکھی ہے تو بہت اچھا ورنہ بادشاہ کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھیگا؟ سنجوگ بولا کہ میری طرف سے وزیر کی خدمت میں سلام عرض کرکے التماس کرنا کہ میں نے خداوند کے اقبال سے مستقل فوج جمع کی ہے تھوڑے سے لوگ اور بھی رکھ لوں تو حضور میں حاضر ہوں

یہہ کہکر کچھ اُسے دے دلا بخوبی رخصت کیا۔ وہ حضور میں حاضر ہوا اور آداب بجالایا تب حضرت نے پوچھا کہ میں نے جو تجھے وہاں بھیجا تھا سو تو نے کیا دیکھا؟ اُس نے عرض کی کہ پیر و مرشد! میں اپنی آنکھوں دیکھکر آیا ہوں کہ اُس نے بہت لوگ

رکھے ہیں اور اُس کی بات چیت اور اوضاع اطوار سے اور اُس کے بعضے نالا-
زموں کی زبانی یوں معلوم ہوتا ہی کہ آج کل خداوند کا سامھنا کرے ۔ یہہ سنتے ہی
شیر آگ کا بگولا ہو کر دوڑا اور جھپٹ کے سنجوگ کی گردن توڑ ڈالی اور اُس کا
لہو پی گیا ۔ بعد اُس کے وفاداری اور خوبیاں اُس کی جب یاد آئیں بہت سا افسوس
کیا اور کہنے لگا کہ یہہ میرا بڑا خیر خواہ نوکر تھا ۔ میں نے اُس کے مارنے میں عبث جلدی
کی ۔ بہتر یہہ تھا کہ اُس کا احوال بہ تامل دریافت کر کے جو مناسب جانتا سو کرتا
دونک نے کہا خداوند! اب اُس
کے لیئے پچھتانا عبث ہی کیوں کہ یہہ بات دُنیا میں زبان زد ہی کہ نہ ٹوٹا شیشہ بنتا ہی
نہ موا آدمی پھر جیتا ہی ۔ خدانہ خواستہ اگر وہ تم سے مقابلہ کر بیٹھتا تو تمام عمر اُس
رُسوائی کا داغ تمھارے دل سے نہ چھوٹتا ۔ خوب ہوا جو دُشمن زبردست مارا
اور اگر وہ آپ کے ہاتھہ سے بچ جاتا تو آخر بدلا اُس کا کبھو نہ کبھو تم سے لیتا ۔ یہہ
سُنکر بادشاہ اپنے دیوان خانے میں آبیٹھا اور گانا گانے لگا تب دونک نے یہہ شعر
حضور میں پڑھا ۔

اگر تو سانپ کو کسو طرح سے لگاویگا
یہہ یاد رکھہ تو کبھی اُسے پھل نہ پاویگا

• جب بشن سرما پنڈت نے دوسری کہانی سُرھد بھید کی (یعنی اچھی دوستی میں بگاڑ کرانا) تمام کی
تب راجا کے بیٹوں نے کہا کہ مہاراج! ہم نے یہہ کتھا سُنی اب تیسری نقل بگرہ یعنے
جنگ کی بیان کیجیئے کہ اُس کے سُننے سے ہم مستفید ہوویں ۔ پنڈت نے کہا یوں

سنا ہی کہ کسی وقت خشکی اور تری کے جانوروں میں لڑائی ہوئی تھی - آبی جانوروں کا بادشاہ قاز اور خشکی کے پرندوں کا ہُدہُد تھا۔ باوجود قاز کا لشکر زیادہ تھا پر ہُدہُد نے اپنی دانائی اور تدبیر سے اُس پر فتح پائی۔ راجے زادوں نے پوچھا کہ مہاراج! وہ کیونکر ہی؟ اُسے مفصّل بیان کیجیے

پنڈت کہنے لگا کہ ہندوستان میں ایک شہر ہی - نام اُس کا کرنپور۔ اُس کے نزدیک ایک بڑی سی جھیل تھی کہ اُسمے کئی ندیاں اور نالے نکلے تھے۔ اُس میں ایک قاز بادشاہی کرتا تھا اور مرغابی سے تا سرخاب اور بگلے سے جل کوّے تک اُس کے حکم میں تھے۔ قاز ایک روز اپنے تخت پر خوش و خُرّم بیٹھا تھا - اِتنے میں ایک بگلے نے آکر آستانہ بوسی کی اور آداب سے ہاتھ باندھ کر دور کھڑا ہوا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تجھے آج بہت دِنوں پیچھے دیکھا۔ بگلا بولا کہ غلام گھر میں نہ تھا - ابھی ایک مُلک سے چلا آتا ہی کہ وہاں کا احوال مجھ سے بیان نہیں ہو سکتا

فرمایا کچھ کہا چاہیے۔ عرض کی کہ بیٹھے بیٹھے جو دِل اُکتایا تو جی میں یوں آیا کہ کہیں کی سیر کیجے جب گھر سے نِکلا - پھرتے پھرتے دکھن کی طرف جا پہنچا۔ وہاں ایک پہاڑ نظر آیا - اُس کو دھولاگر کہتے ہیں اُس کے گرد میوہ دار درخت بہت سے دیکھنے میں آئے اور وہاں کے باشندوں سے یہہ معلوم ہوا کہ یہاں کے پرندوں کا بادشاہ ہُدہُد ہی

میں نے اپنے جی میں یہہ ارادہ کیا کہ اگر اُس سے مُلاقات ہو جاوے تو کیا خوب اِتّفاق ہو۔ میں اِسی سوچ بچار میں بیٹھا تھا کہ اِتنے

میں اُس کے بھی وہی بارہ نوکر وہاں آ نکلے ، مجھ سے اور اُنہوں سے جو گفتگو درمیان آئی سو قابلِ اظہار کے نہیں

قاز نے کہا تم شوق سے بے خوف و خطرے جو دیکھا اور سنا ہی سو کہو اُس کا کچھ مضائقہ نہیں ۔ مثل ہی کہ نقلِ کفر کفر نہ باشد ۔ جب بگلے کی خاطر جمع ہوئی ادب سے بیٹھ کر کہنے لگا کہ خداوند ! آتے ہی اُس کے نوکروں نے مجھ سے پوچھا تو کون ہی اور یہاں کیوں آیا ہی ؟ میں نے کہا قاز بادشاہ کے خاص نوکروں میں سے ہوں اور بطریق سیر کے ادھر آ نکلا ہوں ۔ اب اپنے ملک کو چلا جاؤں گا ۔ پھر میں نے اُنہوں سے پوچھا کہ تم کون ہو ؟ بولے کہ ہم ہُدہُد بادشاہ کے نوکر ہیں جو اس وقت میں ویسا بادشاہ کوئی نہیں

میں نے کہا کہ اتنی بڑائی اور فخر کرنا کیا ضرور ہی ۔ خدا کی قدرت محدود نہیں ۔ اُنہوں نے پوچھا کہ تم سچ کہو کہ اپنے اور ہمارے بادشاہ میں کس کو بڑا جانتے ہو اور دونوں کے ملکوں میں سے کس کا ملک زیادہ آباد ہی ؟ میں نے جواب دیا کہ ای نادانو ! کیا پوچھتے ہو کہاں راجا بھوج اور کہاں گنگا تیلی

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

کرن پور ہمارا وہ شہر ہی کہ بہشتوں پر فضیلت رکھتا ہی اور ہمارے بادشاہ کا ثانی آج تک نہ کوئی ہوا ہی نہ ہوگا پس اب بہتر یہ ہی کہ اِس جنگل اور پہاڑ میں رہ کر کیا کروگے ہمارے بادشاہ کے یہاں چلو اور تمہارے بادشاہ کو وہیں مثل ہی کہ جہاں روکھے نہیں تہاں ارنڈ ہی روکھ ہی ۔ اگر ہمارے ملک میں کبھی تم آؤ اور اُس کی

بڑائی اور آبادی اور بادشاہ کے عدل و انصاف کو دیکھو تو دنگ رہ جاؤ اور بہت محظوظ ہو پس اب بہتر یہہ ہی کہ اِس جنگل اور پہاڑ کو چھوڑو اور ہمارے بادشاہ کے یہاں چلو

اِس گفتگو کے سُنتے ہی وے چیں ابرو ہوئے اور رشک کی آگ میں جلنے لگے اور عداوت پر کمر باندھی ۔ جیسا کہ داناؤں نے کہا ہی کہ سانپ کے مُنہہ میں شربت اور احمقوں کو نصیحت کڑوی لگتی ہی اور اِن باتوں سے مجھے کمال پشیمانی حاصل ہوئی جیسا کہ بعضے پرند جانور ایک بندر کو نصیحت کر کے پشیمان ہوئے

زاغ نے کہا اُسے بیان کرو وہ کیونکر تھی ۔ وہ بولا کسی پہاڑ تلی میں ایک نالے پر ہرا سا درخت پاکڑ کا تھا اُس کی ٹہنیوں پر بھانت بھانت کے جانور گھونسلے بنا کر رہا کرتے ۔ ایک دن ہر چہار طرف گھٹا اُمڈی اور بجلی چمکنے لگی اور مینہہ جھما جھم برسنے لگا جاڑے کا ایام تھا سردی سے دانت پر دانت لگے باجنے ۔ اتنے میں ایک بندر کانپتا ہوا اُس درخت کے نیچے آیا

اُن جانوروں نے اُس کی یہہ اذیّت دیکھہ اپنے دل میں ترس کھا کر کہا کہ ای بندر! دیکھہ تو ہم کیا ایک مُشتِ پر ہیں ۔ اِس جُثّے پر کس کس محنت و مشقّت سے ایک ایک تنکا گھاس کا چُن لاتے ہیں اور اپنے گھونسلے بناتے ہیں تب برسات کے موسم میں فراغت سے اپنے بچّوں کو لیکر سُکھہ سے رہتے ہیں اور حق تعالی نے تجھہ کو ایسا جانور قوی بنایا ہی اور ہاتھہ پاؤں دیئے ہیں تجھہ سے اِتنا کام نہیں ہو سکتا کہ اپنے واسطے کوئی جگہہ ایسی بنا رکھے کہ بارش میں پانی کی بوچھاڑ سے

اور ہوا کے جھونکے اور جاڑے کے صدمے سے محفوظ رہے ۔ بندر نے جب یہہ سُنا درخت کی بلندی پر نظر کی اور کہا سُبحان اللہ! تُم سُکھہ میں رہو اور ہم دُکھہ میں جب منھہ کو آئے بندر نے اُس درخت پر چڑھہ کر جتنے گھونسلے اُن کے تھے سب اُجاڑ ڈالے اور بچے نیچے گرا دیئے

ای بادشاہ! بیوقوف کو کچھہ بات بتانی اپنے اوپر اذیت اُٹھانی ہی ۔ میں نے اُن کی بھلے کو نصیحت کی تھی تو وے سمجھے کہ ہمارے بادشاہ کی اہانت کرتا ہی ۔ چاہتے تھے کہ مجھہ کو پکڑ کر ماریں ۔ میں اپنی عقل کے زور اور خداوند کے اقبال سے بچ نکلا تھا لیکن اِتنی بات جو میرے منھہ سے نکل گئی کہ ہمارا بادشاہ کہتا ہی اُلّو کو کس نے بادشاہ کیا؟ یہہ بات سُنکر وے غُصّے ہوئے اور لات مُکی کرنے لگے ۔ میں نے بھی اپنی جوان مردی سے دو چار کو تھونکا

قاز نے کہا ای نادان! عقلمند کو ہر ایک کام میں تحمّل کرنا بہتر ہی جیسا کہ شرم وحیا عورت کا زیور ہی ویسا ہی تحمّل مرد کی آرایش ہی ۔ بگلا بولا خداوندا! جب جورو اور خصم باہم لڑتے ہیں نہ عورت شرم کرتی ہی نہ مرد تحمّل ۔ قاز نے کہا ای بگلے! دانا وہ ہی کہ سمجھہ کر کسی کام میں ہاتھہ ڈالے اور جو کوئی اکیلا ہو کر دوسروں کے ساتھہ لڑتا ہی فضیحت اور رُسوا ہوتا ہی ۔ اگر تو اپنی زبان نہ کھولتا تو اتنی خفّت نہ اُٹھاتا جیسا کہ اپنی بے عقلی سے اُس گدھے نے مار کھائی اور رُسوا ہوا ۔ بگلے نے پوچھا کہ اُس کا قصّہ کیونکر ہی؟

قاز کہنے لگا کہ میں نے سُنا ہی ۔ دیپا پور شہر میں ایک پارس نام دھوبی

تھا۔ قضاکار اُس کے گدھے کی پیٹھ پر یونہیں ایک زخم سا نمود ہوا۔ کوّوں نے چونچیں ایسی ماریں کہ گدھا بہت مجروح ہو گیا۔ یہاں تک کہ کھانا پینا چھوٹ گیا اور نہایت دُبلا ہو گیا۔ دھوبی نے دیکھا کہ دو تین روز جو اور اس کی پیٹھ کھلی رہتی ہے تو کوّے اسے مار ڈالینگے دھوبن سے کہا کوئی کپڑا ہو تو دے اِس کے گھاؤ کو چھپا دُوں۔ وہ بولی کہ شیر کا چھالا مُدّت سے ہمارے گھر میں یونہیں پڑا ہے۔ کہو تو نکال دوں۔ اُسے اُس کی کمر پر ڈال دو۔ دھوبی نے خوش ہو کر گدھے کی پیٹھ پر گھاؤ کی حفاظت کے لئے باندھ دیا اور وہیں اُس کی شکل شیر کی سی دِکھائی دینے لگی تب وہ گدھا گھر سے نِکل کر کھیتوں میں چر چُگ کر کھانے لگا

لوگوں نے جب اُس کی شیر کی سی صورت دیکھی جانا کہ یہ شیر ہے۔ گھر چھوڑ چھوڑ بھاگنے لگے۔ گدھے نے جو کسانوں کے کھیتوں کو رکھوالوں سے سونا پایا تو چند روز خوب سا کھا کر موٹا تازہ ہوا۔ اِتّفاقاً ایک روز کسی کھیت میں ایک ہرن چرتا تھا۔ اُس نے جانا کہ یہ شیر ہے وُہ بھاگنے لگا۔ گدھے نے اُسے کہا تو درست میں شیر نہیں ہوں۔ ارادہ میرا یہ ہے کہ تجھ سے دوستی کروں۔ ہرن نے بھی دریافت کیا کہ واقعی یہ شیر نہیں گدھا ہے۔ خیر دونوں میں دوستی ہوئی۔ ایک ہی جگہ یہ شب و روز رہنے لگے۔ فراغت سے بے روک ٹوک لوگوں کے کھیتیاں کھایا کریں۔ کُھلے بندوں جہاں چاہیں سیر کیا کریں

قضاکار ایک دِن کہیں چرتے چرتے وے دونوں ایسے کھیت میں جا نکلے کہ وُہ نہایت تر و تازہ اور سبز ہو رہا تھا اور ایک کسان بھی اُس کی رکھوالی کے واسطے وہاں

پہنچا تھا۔ اُس نے اُس گدھے کو شیر کی شباہت میں دیکھا تو اُس نے جانا کہ یہہ باگھ ہی اُس کے ڈر سے کھیت کے پیغار میں جا چھپا۔ یے دونوں خاطر جمع سے اُس کھیت میں چرنے لگے۔ یکایک گدھا وہاں خوش ہوکر رینکنے لگا۔ ہرن نے یہہ مکروہ آواز اُس کی سُنکر اپنا چرنا چھوڑ کے اُدھر کان رکھا۔ گدھے نے پوچھا یار! تو کس واسطے چرنا چھوڑ کر چُپکا کھڑا رہا؟ اُس نے جواب دیا کہ تم میرے احوال کو کیا پوچھتے ہو اپنے کام میں لگے رہو۔ گدھے نے اپنے سر کی قسم دی کہ بھائی! سچ کہو۔ مجھ سے کون سی حرکت ہوئی ہے کہ وہ تمھاری پریشانی کا موجب ہوئی

ہرن بولا اے یار! تیری خوش الحانی نے میرے دل کو مُردہ کر ڈالا۔ ایک عشق کی سی حالت میری آنکھوں کے آگے پھر گئی۔ کیا ہی تو اُس وقت خوش الحانی سے گایا کہ تیر عشق کا میرے جگر میں ترازو ہو گیا!

گدھا بولا کہ بھائی! مجھے اب تک مطلق معلوم نہ تھا کہ تمھیں بھی علم موسیقی سے کمال بہرہ ہی۔ نہیں تو میں تمھیں اکثر سُنایا کرتا۔ خیر جو ہوا سو ہوا آیندہ انشاءاللہ ہوگا میں تمھیں ہر وقت سُنایا کرونگا۔ سُنتے ہو یار! میں دُنیا میں بہُت پھرا ہوں پر اپنے اُس علم کا گاہک کسی کو میں نے نپایا جو اُس کو اپنا ہنر دکھاؤں۔ پھر ہرن قسم دیکر پوچھنے لگا کہ سچ بتا تیرا اُستاد کون ہی؟ گدھے نے کہا کہ میں اوائل میں اکثر ایک ندی کے کنارے جایا کرتا تھا۔ وہاں بہُت سے مینڈک راگ کے چرچے میں رہا کرتے تھے۔ میں نے یہہ سوز بڑی محنت سے سیکھا ہی۔ یہہ بات سُنکر وہ بہُت

ہنسا اور کہا کیوں نہ ہو جب تم ایسے بزرگوں کی خدمت میں رہے تب ایسے صاحب
کمال ہوئے! انشاء اللہ تعالی یہاں سے گھر پہنچکر خاطر جمع سے میں سنونگا گدھے نے کہا
بھائی! جو تم متوجہ ہوکر گھر میں سنو گے تو میں دل کھول کر گاؤنگا اور اچھے اچھے دھرپد
سناؤنگا۔ بالفعل اگر کہو تو آہستے آہستے تمہارے سامھنے کچھہ گاؤں

ہرن نے جواب دیا کہ ای یار! اگر تو اِس وقت گاویگا تو اپنی پردہ دری آپ ہی کریگا
وہ بولا گانیوالے کو تو جان کندنی ہی اور سننیوالے کو راحت۔ تو سنیگا میں گاؤنگا۔ اِس
میں کیا برائی ہی! ہرن نے پھر سمجہا کہا کہ اِس وقت بولنا تیرے حق میں خوب نہیں۔
اُسے کچھہ عقل تو نہ تھی کہ اشارہ کنایہ سمجھے بلکہ وہ گدھا اپنی حماقت سے یہہ سمجھا
کہ اگر میں نہ بولوں تو یہہ جانیگا کہ جھوٹا ہی۔ اپنے منہہ کو کھول کر بہرے زور شور
سے رینکنے لگا۔ ہرن اُس کی مصاحبت سے متنفر ہوکر بھاگا کسان جو چپکا خندق
میں چھپا ہوا تھا۔ اُس کی آواز سنکر نہایت خوش ہوا اور جانا کہ یہہ گدھا ہی
ایک لٹھہ لیکر دوڑا اور پھرا پھرا کر پانچ چار ہاتھہ ایسے مارے کہ اُس کا سر پھٹ
گیا اور کھوپری چور ہو گئی

مرقاز نے کہا ای بگلے! اسی واسطے میں نے تجھہ سے کہا کہ انسان کو لازم ہی کہ
ہر وقت اپنی زبان قابو میں رکھے اور کوئی بات بیہودہ نہ کہے۔ اب سچ کہہ کہ تیرے
اور ہدہد کے نوکروں کے درمیان اور کیا کیا باتیں ہوئیں؟ تب بگلے نے عرض کی جہان پناہ!
میں نے جتنی آپ کی خوبی اور شجاعت اور سخاوت بیان کی۔ اُنھوں نے ویسی آپ
کی اہانت اور نامردی اور دناءت ظاہر کی اور کہا کہ سوائے ہدہد کے کوئی دوسرا بادشاہ

روے زمین میں نہیں ا قاز نے کہا ان احمقوں کی وہ مثال ہی جیسے گدھا اور سے روز
اپنے عجب اور غرور سے کسی کو اپنے سامھنے چیز نہیں سمجھتا مگر ہست
ہاتھی جب اُس کے سامھنے آجائے تب اُس کی برائی اور مٹائی دیکھکر وہ گدھا
اپنی بزرگی بھول جائے
جیسا کہ ایک کمینہ کسی بزرگ کی خدمت میں رہے اور وہ درجہ اُس کا اپنی بد
ذاتی سے نہ سمجھے اگلے نے عرض کی جہاں پناہ! غلام نے بھی اُن کی باتوں کا یہہ جواب
خوب دُکھا کر دیا کہ اب زمین کے تختے پر ایسا کون ہی جو میرے خداوند نعمت کی برا-
بری کرے تب اُس کے لوگوں نے کہا کہ تو جو ایسی بے دھڑک شوخی کی باتیں کرتا
ہی - یہہ گفتگو تجھے نہیں پھبتی ا مثل ہی کہ چھوٹا مُنہہ بڑی بات اگر تو اِس بات
چیت سے باز رہے تو تیرے واسطے بہتر ہی نہیں تو اپنی جان سے ہاتھہ دھو بیٹھیگا
میں نے اُن کو کہا کہ میں لڑکا نہیں جو تمھاری ایسی دھمکی سے ڈروں - پھر بولے
کہ سچ کہہ تو ہماری ولایت میں کیوں آیا ہی؟ میں نے کہا میں اِس واسطے آیا
ہوں کہ تمھارے شہر کو دیکھکر اپنے شاہ کو جا خبر کروں اور اُس کو تمھارے ملک
پر چڑھا لاؤں ا یے باتیں میری سُنکر غصے سے جل گئے اور سب کے سب خفا ہوئے اور سب
نے ملکر میرے تئیں بہت سا مارا اور اپنے بادشاہ کے پاس پکڑ کر لے گئے ا اُس نے
پوچھا اِس سفید پوش کو تم کہاں سے پکڑ لائے؟ اُنھوں نے کہا خداوند! یہہ بڑا
کھوٹ بچھرا اور فتنہ انگیز ہی پھر پوچھا کہ یہہ رہنے والا کس ولایت کا ہی اور
یہاں کیوں آیا ہی؟ اُنھوں نے عرض کی کہ خداوند! یہہ قاز کے ملک میں رہتا ہی

اور اُس نے اُس شہر کا بھید لینے کے واسطے بھیجا ہی۔ اُس کا ارادہ ہم کو اُس کی گفتگو سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ آپ کی ولایت کو بھی لیا چاہتا ہی

ہُدہُد نے کہا پوچھو تو اُس حرام خور شریر سے

تیرے بادشاہ کا کیا ارادہ ہی اور تجھے یہاں اُس نے کیوں بھیجا ہی؟ غلام نے عرض کی کہ حضرت! میرے خداوندِ نعمت کا کئی برس سے ارادہ دلی یہی ہی کہ تمھارے مُلک پر چڑھیں اور تم سے آکر لڑیں لیکن جو راہ باٹ سے واقف نہیں ہیں اِس لیئے اب تک توقف ہوا سو اب میرے تئیں لشکر کے اُترنے کی جگہہ تلاش کرنے کو بھیجا ہی اور بندہ اُن کے مُلازموں میں سے ایک ادنا مُلازم ہی اور یہہ آپ نے سُنا ہوگا کہ اگر بکری ہمارے بادشاہ کا آسرا لے تو گرگ و شیر کا مقدور نہیں کہ اُس کی طرف دیکھے اِتنے میں کرگس نے جو وزیرِ اعظم ہُدہُد کا تھا آکر مجھ سے پوچھا کہ تیرے بادشاہ کا وزیر کون ہی؟ میں نے کہا سُرخاب۔ کرگس نے کہا البتہ ایسے بادشاہ کا ایسا ہی وزیر چاہیئے کہ ہم شہری ہو جیسا حکماؤں نے کہا ہی اگر کوئی وزیر اپنا کرے تو اُس کو لازم ہی پہلے دریافت کرے کہ بزرگ زادہ اور عالم بے طمع اور ہم-شہری اور صاحبِ ہمت ہو اور خُدا کا خوف بھی دن رات اپنے دل میں رکھتا ہو۔ اُس مجلس میں جو ایک طوطا دانا نام تھا اِتنے میں اُس نے آگے بڑھ کر اپنے بادشاہ ہُدہُد سے عرض کی کہ مُلک قاز کا شایانِ صوبجات بادشاہی کے ہی چند روز سے قاز ازراہ سرکشی کے بنی ہو اپنے تصرف میں لایا ہی اگر اُس پر کچھ فوج تعین فرمائیے تو اقبالِ بادشاہی سے ہاتھ آنا اُس مُلک کا نہایت سہل ہی۔ یہہ بات

سُنکر میرے تئیں ہنسی آئی اور میں نے کہا ای بادشاہ!

جو باتوں میں سب کام ہوتا میسّر

نظامی قدم اپنا رکھتا فلک پر

اگر صرف اُس توتے کے کہنے سے وُہ مُلک تمہارا ہو گیا تو ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ شہر ہمارا ہی توتے نے کہا ای بگلے! بر محل جو ایک حجّام جورو تہہ بولا تو اُسے فائدہ ہوا تو جو بے موقع جورو تہہ کہتا ہی تُجھے کیا نفع! میں نے پوچھا اُس حجّام کو کیا فائدہ ہوا اور اُس کا قصّہ کیوں کر ہی؟ توتے نے کہا میں نے سُنا ہی کہ کسی شہر میں ایک حجّام رہتا تھا اُس کی جورو نہایت خوبصورت تھی لیکن بڑی فاحشہ شب و روز بدکاری میں مشغول رہتی اور خاوند کے کہنے کو ہرگز خاطر میں نہ لاتی اور اپنی بدچال سے باز نہ آتی ہرچند اُس نے نصیحت بہت کی پر اُس کے دل پر کچھ تاثیر نہ کی جب دیکھا کہ قابو میں نہ رہی تب اپنے گھر سے لاچار ہوکر نکلا اور کسی گاؤں میں جا پہنچا اور اُس کے سردار سے مُلازمت کی! اُس نے پوچھا تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اور یہاں کس ارادے سے آیا ہی؟ اُس نے کہا غریب پرور! ذات کا میں حجّام ہوں نام میرا پرگو تم ہی اپنے گھر سے نوکری کے ارادے نکلا ہوں لیکن اب یہہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ پروانگی دیں تو تمہارے گاؤں میں رہوں! اُس نے کہا خوب ہوا جو تو نے مجھہ سے مُلاقات کی - مجھہ کو بھی ایک حجّام درکار تھا اب تو میرے پاس یہاں رہا کر جس میں تیری پرورش ہوگی سو فکر میں کیوں لگا! حجّام نے کہا حضرت! اِس غلام کے رکھنے میں ایک قباحت ہی!

جو اُس پر نظر نہ کیجئیے تو حضور میں رہے - اُس نے پوچھا وہ کہاں ہی؟ کہا خداوند!
حضور اس شخص کی بدکارہ ہی - مردوں کے اُوپر ہاتھ ڈالتی ہی! اس بات
سے وہ متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ یہہ نامعقول حرکت اُس سے کیونکر سرزد ہوتی
ہی؟ حجام نے کہا کہ وہ عورت نہایت حسین ہی - اچھی پوشاک پہن کر دروازے
پر کھڑی ہوتی ہی اور ہر ایک مرد کو اپنے حسن پر لُبھاتی ہی جو کوئی اُس کی
طرف رغبت کرتا ہی اُسے وہ اپنے گھر میں لیجاتی ہی جب وہ مرد مشغول ہوتا ہی
تب وہ عورت چالاک اُس کی آنکھ بچاکر اپنا مطلب حاصل کر لیتی ہی

وہ یہہ سنکر بہت خوش ہوا کیونکہ وہ بھی اس مرض میں اپنی عورت کے ہاتھ
سے گرفتار تھا کہنے لگا کہ اُس شہر میں بعضے بعضے بدبخت اور حرام زادے رہتے
ہیں - بیگانی عورتوں پر نظر رکھتے ہیں جو تو اپنے قبیلے کو یہاں لا رکھے تو اُس کے
سبب اُن بدذاتوں کی یہاں سے حرکت جاوے - حجام نے قبول کیا تب اُس رئیس
نے کچھہ روپیے راہ خرچ اُسے دیکر رخصت کیا

وہ اپنی عورت کو لایا اور اُس گاؤں میں رہنے لگا جب گھر سے نکلتا تب ہر ایک
مرد سے اپنی رنڈی کی خصلت بیان کیا کرتا اور جب گھر میں آتا تو عورت سے کہا
کرتا کہ ای نیک بخت! ہم کس ملک میں آئے اور یہہ عجب طرح کا گاؤں ہی کہ یہاں
کے مرد خوجے ہیں

بعد کئی روز کے اُس عورت نے پھر اپنے قدیم شیوے پر کمر باندھی - بعضے جوان جو
اُس خیال میں رہتے تھے سو آپس میں کہنے لگے کہ حجام کی رنڈی نے شکار کے لیے

پچھان۔ پچھایا ہی نائی نے جو کہا تھا سو سچ نظر آتا ہی - ایک اُن میں جو سب سے
دانا تھا کہنے لگا کہ یارو! خبردار کبھی اُس کی رنڈی کے پاس نہ جانا کہ وہ آدمیوں کو
اِس ڈھب سے مار ڈالتی ہی ۔ اُن میں سے ایک نے کہا - اِس بات میں مجھے
تو صرف شرارت حجّام کی معلوم ہوتی ہی - ایسی حسین عورت کو جو چھوڑوگے
تو قیامت تک اُس کی حسرت دِل میں رہ جائیگی ۔ اُس کی بات سُنکر سب نے
کہا کہ یہہ سچ ہی لیکن اُس کو پہلے تو ہی جاکر آزما ۔ وہ بولا بہت بہتر کیا مضایقہ ؟ پہلے
میں ہی جاؤنگا پر ایک کام کرو کہ لنبی سی رسّی کا ایک سرا میری کمر میں باندھو
اور دوسرا سرا تم اپنے ہاتھہ میں لیکر باہر کھڑے رہو - میں اُس کے پاس جاؤنگا
اگر معاملہ بیڈول دیکھونگا تو غُل مچاؤنگا ۔ تم جلدی سے مجھہ کو کھینچ لیجو جب دِن گیا
اور رات آئی تب اُنھوں نے اُس جوان کی کمر میں ایک مضبوط ڈوری باندھہ کر
کہا کہ تو اب بے دھڑک چلا جا ۔ ہم یہاں کھڑے ہیں

جب وہ گھر میں گیا اور بعد اختلاط کے اُس سے مشغول ہوا تب اُس عورت نے اپنے
دِل میں یہہ خیال کرکے ہاتھہ دوڑایا کہ دیکھوں تو جو میرے شوہر نے کہا تھا سو جھوٹ
ہی کہ سچ ۔ اُس کا ہاتھہ لگتے ہی جوان اُچھلا اور غُل مچانے لگا کہ یارو! جلد کھینچو نہیں
تو جان میری مُفت گئی - اُس کا شور سُنتے ہی یاروں نے باہر سے دھر گھسیٹا
وہ جوان گھسٹتا اور دیواروں کی ٹکریں کھاتا ہوا جو اُس باخانہ باہر پہنچا ۔ یاروں نے
دیکھا کہ ہاتھہ پاؤں میں سخت چوٹ آئی اور بدن کی کھال زمین کی رگڑ سے اُتر گئی
اور سر سے لہو جاری ہی - ایسی حالت اُس کی دیکھکر بہت ڈرے اور گھبرائے

اور پوچھنے لگے کہ کہو کیا حالت تم پر گذری ہے؟ وہ بولا کہ جو حجّام نے کہا تھا سو جھوٹھ نہیں ۔
کوئی دن کی زندگی باقی تھی جو اُس کے ہاتھ سے سلامت بچ نکلا اُس چیتن نے
وحشت سے میں درگذرا جلد مجھ کو میرے گھر پہنچاؤ ۔ یاروں نے اُس کی بغلوں
میں ہاتھ دیکر اُس کے گھر پہنچایا

اُس کا باپ اپنے بیٹے کی یہہ حالت دیکھکر پوچھنے لگا کہ اُس کا یہہ کیا حال ہے یاروں
نے کہا کہ ہم سب ایک شکار کے پیچھے دوڑے تھے ۔ اُس کے ٹھوکر لگی گر پڑا ۔ چوٹ
لگ گئی ہم لاچار ہیں اِس میں کچھہ ہمارا قصور نہیں ۔ اُس حجّام نے بھی کسی طرح
اُس روداد سے واقف ہوکر صبح کے وقت اُس جوان کے گھر گیا اور آئینہ دکھلایا ۔
اُس کے باپ نے کہا خوب ہوا جو تو بن بلائے آیا ۔ میں ابھی تجھ کو بلوایا چاہتا تھا ۔
میرا لڑکا کل کسی شکار کے پیچھے دوڑا تھا بری ٹھوکر کھائی ہے ۔ اُس کے ہاتھہ پاؤں اور
سر میں سخت چوٹ آئی ہے ۔ جتنے روپئے درکار ہوں لیجے اور اُس کی دوا جلد کیجے ۔
اُس نے اُس کے باپ سے خاطرخواہ روپئے لئے اور اُسے کچھہ دوا دیکر اپنے گھر چلا
گیا بعد اِس واردات کے اُس کی عورت تائب ہوئی اور وے دونوں تمام عمر خوش
و خرّم آپس میں رہے ۔

پھر توتا بولا اے بیگم! تجھ کو اتنا جھوٹھ بولنے سے کیا حاصل؟ تو نہیں جانتا کہ جھوٹھی
باتیں ایمان کو کھوتی ہیں ۔ معاذ اللہ ۔ جس کو جھوٹھ بولنے کی عادت ہو اُس
کی بات پر کوئی اعتماد نہیں کرتا اور اُس کے کلام کو کوئی سچ نہیں جانتا ۔ میں نے
کہا کہ سچ اور جھوٹھ بولنا یہ سب تجھے معلوم ہوگا کہ میرے اور تیرے بادشاہ کے

درمیان جب لڑائی ہوگی ۔ خاطر جمع رکھو چند روز میں تمھاری بزرگی بھی معلوم
ہو جاتی ہی ۔ اتنہ کرگس کو آرسی کہا

یہہ بات سُنکر ہُدہُد ہنسا اور کہنے لگا کہ جا تو اپنے بادشاہ کو خبر کر کہ سامان لڑائی کا
تیار کرے ۔ میں نے کہا کہ حضرت! بادشاہ میری بات کو ہرگز باور نہ کریگا اگر تم کو کچھہ
لڑائی کی تاب و طاقت اور ارادہ ہی تو ایک ایلچی کے ہاتھہ پیغام بھجوا دیجیے ۔
ہُدہُد نے توتے کی طرف دیکھہ کر کہا کہ یہہ کیا بکتا ہی؟ اُس نے عرض کی کہ خداوند!
یہہ جو بات کہتا ہی سو معقول کہتا ہی آپ کا دھیان اور طرف ہی تب ہُدہُد نے
فرمایا کہ ہمارے یہاں قابل ایلچی گری کے کون ہی دریافت کرو

کرگس وزیر نے عرض کی کہ جہاں پناہ! ایسے شخص کو بھیجیے کہ جس میں علم
اور رسائی حلم اور بے طمعی صلاحیت اور ایمان داری جرأت اور دلیری خُلق
اور دانائی یہہ سب وصف پائے جاویں اور جس بادشاہ کے روبرو جاوے خوف
اپنی جان کا نہ کرے اور سمجھہ بوجھہ کر جواب سوال کرے ہُدہُد نے کہا کہ اس
کام میں سوائے تیرے میری خاطر جمع کسی سے نہیں بہتر یہہ ہی کہ تو جا اور جواب
سوال کر آ ۔ کرگس بولا غریب نواز! بندہ آگے ہی عرض کر چکا ہی کہ ایلچی اُس
شخص کو بھیجیے جو دلاور صاحب شعور خوش تقریر ہو اور گفتگو کا سلیقہ بھی
درست اور ہر ایک زبان میں مہارت رکھتا ہو اور بیہودہ گوئی نہ کرے اور ایسی
بات نہ کہے کہ جس میں اپنے خاوند کی سُبکی ہو اور بادشاہ کے کام میں اپنی جان کا صرفہ
نہ کرے ایسے باتیں توتے میں پائی جاتی ہیں ۔ اِس کام کے لائق یہی ہی اسی کو

پہنچنا چاہیئے
یہہ بات سُنکر سب حاضرانِ مجلس نے بھی پسند کی کہ واقعی سوائے اِس کے کوئی ایسا نہیں کہ جس میں یہ سب صفتیں ہوویں تب ہُدہُد نے توتے سے کہا تو بگلے کے ساتھہ قاز کے پاس جا اور کہہ کہ تو جو اِتنی شکوہ کرتا ہی اور اپنے تئیں بادشاہ ہوں میں گنتا ہی تو کیا میرا ڈر تیرے حق میں مُطابق نہ رہا اور اپنے تئیں اتنا بھولا کہ ہمسری کا دعوا کرنے لگا! اگر اپنا بھلا چاہتا ہی تو شاہِ ہُدہُد کی خدمت میں حاضر ہو اور عُذر خواہی کر یا کُچھہ تحفہ تحائف پیشکش کے طریق سے بھجوا نہیں تو ہاتھی اور گھوڑوں کے پاؤں کے تلے روندا جائیگا اور مُلک تیرا ویران ہو جائیگا

توتے نے عرض کی کہ میں نے بادشاہ کا حُکم سر کے زور قبول کیا لیکن ایسے کم ظرف کے ساتھہ جانا ہرگز مُناسب نہیں جیسا کہ اُس ہنس نے کوّے کی رفاقت میں اپنی جان دی میں بھی وُہی صورت اپنی دیکھونگا! ہُدہُد نے کہا کہ اُس کا قصّہ کیوں کر ہی؟

توتا بولا کہ اُجین شہر کے رستے میں ندّی کنارے ایک بڑا سا درخت گولر کا تھا اُس کی ڈالیوں پر ہنس اور کوّا دونوں بیٹھے تھے! اتّفاقاً ایک مردِ مُسافر تیر کمان لیئے ہوئے مارے دھوپ کے اُس کے تلے آ بیٹھا! راہ کی ماندگی سے اُس کی ٹھنڈی چھاؤں میں بے اختیار سو گیا جب آفتاب سر پر آیا اور دھوپ پتّوں سے چھن کر اُس کے مُنہہ پر پڑی تب ہنس نے اُس پر ترس کھا کر کوّے سے کہا! اُس شخص کے مُنہہ کو دھوپ لگتی ہی تو اپنے پر پھیلا کر اُس ٹہنی پر جا بیٹھ کہ جہاں

سے دھوپ اُس کے مُنھ پر پڑتی ہی۔ کیوں کہ راہ کا تھکا ماندا آیا ہی تُک آرام کر لے۔ کوّے نے کہا اگرچہ یہہ کام ثواب کا ہی پر مجھے درکار نہیں جو میں اپنے اوپر اِتنی محنت و مشقّت اُٹھاؤں۔ یہہ ثواب تو ہی لے۔ ہنس اُس کے فریب کو نہ سمجھا۔ وونہیں اُس ڈالی پر مُسافر کے مُنھ پر چھاؤں کر بیٹھ رہا

اِتّفاقاً وہ مُسافر مُنھ کھولے ہوئے سوتا تھا۔ وہ حرام خور شریر کوّا اُس کے مُنھ میں پیخال کر کے وہاں سے ایک الگ ٹہنی پر جا بیٹھا۔ گرم گرم پیخال جو اُس راہ گیر کے مُنھ میں گری تو چونک پڑا اوپر ہنس کو دیکھا کر غُصّے سے کہنے لگا کہ یہہ اِسی کا کام ہی۔ جلدی سے چِلّا کمان پر چڑھا کر ایسا تیر مارا کہ چھاتی سے دوسار پھوٹ گیا

پھر توتے نے کہا اَی خُداوند! کمینے کی صُحبت خُدا کسی بندے کو نصیب نہ کرے کیوں کہ بزرگوں نے کہا ہی

بدوں کے ساتھ تو کم بیٹھ کیوں کہ صُحبتِ بد
اگرچہ پاک ہی تو تو بھی وہ پلید کرے
چُنانچہ جلوۂ خورشید ہی جہاں کے بیچ
پر ایک لکّۂ ابر اُس کو ناپدید کرے

اور اِس بات کو ہر ایک سے کہتا ہوں کہ بد کی صُحبت سے اپنے تئیں بچائے رکھے اور سچ ہی کہ بُرے کی رِفاقت سے کچھ بھلائی نہیں ہوتی۔ ہُدہُد نے کہا کہ اَی توتے! میں تجھے نہیں کہتا کہ تو بگلے کے ساتھ رہا کر۔ جو حال تیرا اُس ہنس

اؤر کپڑے کا سا ہووے - مُجھ کو بہت دِن اُس کی صُحبت میں رہنا نہ پڑیگا - تھوڑے
دِن کے لئیے ضرور ہی کہ اُس کے ساتھ رہے ۔ توتی نے کہا خداوند! آپ چند روز
کے واسطے کہتے ہیں وہ صوفی بیچارہ ایک شب کی صُحبت میں رُسوا اؤر فضیحت
ہوگیا ۔ ہُدہُد نے پوچھا کہ اُس کا قِصّہ کیوں کر ہی؟ توتی نے کہا
سُنا ہی کہ ایک کمینہ بد اصل کہیں راہ میں
چلا جاتا تھا ۔ اِتِّفاقاً ایک صوفی سے مُلاقات ہوئی ۔ اُس نے پوچھا کہ اے یار! تو
کہاں جاتا ہی؟ اُس نے جواب دیا کہ گُجرات اؤر وہاں سے اُجین جاؤنگا ۔ کہا کہ جو
تو میں بھی تُمھارے ساتھ چلوں - مُجھے بھی وہاں جانا ہی ۔ یہہ بولا میرے سر
آنکھوں پر - اِنشاء اللہ تعالیٰ بخیر و خوبی تُجھے منزلِ مقصود کو پہنچا دونگا ۔ صوفی کُچھ
راہ خرچ لیکر اُس کے ساتھ ہو لیا جب آفتاب کا گِردا مغرب کے تنور میں لگا
اؤر شب نے اپنے چہرے پر تاریکی کی چادر تانی - وے دونوں ایک گانوں میں جاکر
کِسی بنئے کی دوکان میں اُتر پڑے ۔ اِتنے میں کوئی اہیرنی دہی کی ہانڈی سر پر لئیے ہوئے
آنِکلی اؤر اُن دونوں سے کہنے لگی کہ میرا گھر یہاں سے پلّے پر ہی ۔ اگر تُمھاری مرضی
ہو تو میں بھی رات کی رات رہ جاؤں ۔ وے بولے کہ بہت اچھا کُچھ مُضایقہ نہیں -
جگہہ بہتیری ہی - اپنی دہی کی ہانڈی ہمارے پاس رکھدے - تو اِدھر سو رہ - یہاں کُتّے بہت
ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ تیرا دہی کھا جاویں - اہیرن تو ہانڈی اُنھیں سونپ کر آپ سو
رہی ۔ کمینے نے آدھی رات کو اُٹھ کر ہانڈی کا دہی چٹ کیا اؤر تھوڑا سا صوفی کے
ہاتھ مُنھ میں لگا کر چُپ چاپ سو رہا ۔ صُبح کو جب تینوں اُٹھے اؤر اہیرنی نے دیکھا کہ ہانڈی

میں وہی نہیں۔ لگی اپنا سر پیٹنے اور دونوں کا منہ دیکھنے۔ جب خوب دھیان کیا تو دیکھا کہ صوفی کا ہاتھ اور منہ دہی سے بھرا ہے۔ کچھ پوچھا نہ گچھا اُٹھتے ہی صوفی کی داڑھی پکڑ کر لگی خوب لتیانے اور غل مچانے کہ تو نے ہی میری دہی کھائی ہے اور ہانڈی کو پھوڑ کر اُس کا ٹھیکرا گلے میں ڈال دیا اور بازار میں لا کھڑا کیا۔ اگر میں بگلے کے ساتھ جاؤنگا تو میرا بھی ویسا ہی حال ہوگا۔ تب مینا بولا ہے توتے! کتنی مدتیں گذر جائینگی اور کیا کیا عذر لاویگا۔ کچھ اندیشہ نہ کر میرے ساتھ چل۔ میں غلاموں کی طرح تیری خدمت کرتا چلونگا۔ تو نے آج تک مجھے نہیں پہچانا

توتے نے کہا تیری بھول منسی اور خوبی

اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ تو دو بادشاہوں میں قضیہ کروایا چاہتا ہے، اور تو جو مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہتا ہے اگر میں تیرے ساتھ چلوں تو میرا حال بھی اُس کمہار کا سا ہوگا۔ مینا نے کہا کہ وہ نقل کیوں کر ہے؟ توتا بولا کہ میں نے سنا ہے کہ بداون شہر میں نروتم نامے کمہار رہتا تھا اور جورو اُس کی بدکار تھی لوگوں سے ہمیشہ لڑا کرتی۔ اُسکے ماباپ بہن بھائی آٹھوں پہر سمجھایا کرتے کہ بیٹا! تیری جورو کے لچھن بہت برے ہیں۔ وہ مورکھ ہرگز اُن کے کہنے کو باور نہ کرتا

اتفاقاً ایک دن اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں تیرے باپ کے گاؤں جاتا ہوں تین دن میں آؤنگا تو گھر سے چوکس رہنا۔ ایسا نہ ہو کہیں چور آ پڑیں۔ اُس نے ایک ٹھنڈی سی سانس بھر کر سر جھکا دیا اور رو رو کر کہنے لگی کہ تم تین روز کے آنے کا اقرار کرتے ہو اور مجھے تمہاری جدائی میں تین روز تین برس کے برابر ہیں

اُس کو روتا دیکھ کر وہ بھی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور عاجزی سے کہنے لگا کہ تجھ کو تو اپنے پاس ہی جانیو۔ میں جب تک تجھ کو نہ دیکھوں گا دانا پانی مجھے خوش نہ آویگا

یوں اُسے سمجھا بجھا کر چلا گیا۔ کوس چار ایک پر جا کر یہہ خیال اُس نے اپنے جی میں کیا کہ کمہارنی کو میں روتا چھوڑ آیا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے تئیں میری جدائی کے خنجر سے جوہر کرے اور دل میں کہنے لگا کہ خدا جانے یہاں سے گھر پہنچے تک میں اُسے جیتا پاؤں یا نہ پاؤں یہہ سوچتے ہی اُلٹے پاؤں پھرا۔ اُس کی جورو نے کیا کیا کہ جب وہ گھر سے نکلا دن دوپہری ایک کٹنے کو کہیں سے لائی اور اپنی کوٹھری میں لے جا کر عیش کرنے لگی۔ پہر ایک رات رہے وہ کمہار پھر آیا۔ کواڑ کے چھید سے دیکھ کر جانا کہ کوئی غیر مرد اِس گھر میں ہے اور اُس کی آہٹ بھی پائی

پھر سمجھ کر وہ آہستے آہستے گھر کی ٹٹی کے نیچے ہو کر کسی طرح پلنگ کے تلے گھس گیا۔ کمہارنی نے بھی پاؤں کے کھٹکے سے جانا کہ میرا خاوند چارپائی کے نیچے آ کر دیکھ رہا ہے۔ عین وصل کی حالت میں اپنے یار سے پکار پکار کر کہنے لگی اے مرد! تو نے کہا تھا کہ میں ایمان دار ہوں ایسا نہ ہو کہ اب بے ایمان ہو جاوے اور تو جانتا ہے کہ جو میں نے تجھ سے ساتھ شرط کی ہے۔ یار نے بھی اُس کے اظہار سے معلوم کیا کہ اِس بات میں کچھ بھید ہے اور اِس چارپائی کے نیچے کچھ نہ کچھ ہے تو پوچھا کہ وہ کیا ہے تو یہہ عورت کیا کرتی ہے؟ پھر وہ بولی کہ میں نے تجھ کو کہا تھا کہ

تیرا خاوند گھر میں نہیں ہی تو دو تین دن میری جدائی کی بھی تاب نہ لائی کر اور تو نے کہا تھا
کہ تو مجھ کو کیا دیگی ۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے خاوند کے باغ سے ایک گلدستہ خوش
بودار پھولوں کا بنا کر تجھ کو دونگی لیکن پھر اُسی وقت میں نے اُس اقرار کا انکار
کیا اور یہہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر تو کچھ پیسا ٹکا مانگیگا تو ایک دمڑی نہ پاویگا پھر تو نے
کہا تھا کہ میں کچھ نہیں چاہتا ہوں بھلا کسی وقت رات کو اپنی زیارت لینے دینا میں
نے اِس شرط پر قبول کیا تھا کہ میرے خاوند کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاوے

تب مرد بولا کہ اے نیک بخت ذات

میں ایسا دغا باز بے ایمان نہیں ہوں کہ پرائی چیز پر ہاتھ ڈالوں اور جس کی بات کا
ٹھکانا نہیں اُس کے ایمان کا بھی نہیں ۔ جیسا تجھے اپنے خاوند کا ڈر ہی ویسا ہی مجھے
خدا کا خوف ہی ۔ میں نے اِس عمر میں بہت سیر کی ہو پر تجھ سی عورت
ستونتی اور دیانت دار کہیں نہیں دیکھی ۔ اِسی عصمت و پارسائی کے سبب
سے تیرا خاوند تجھے چاہتا ہی

رنڈی نے کہا کہ تو جو اِتنی تعریف میرے صلاح و تقوے کی کرتا ہی میں کس لائق
ہوں پر شب و روز خدا کی درگاہ میں یہی دعا مانگتی ہوں کہ سوائے اپنے خاوند کے کبھی
غیر مرد کا منہہ نہ دیکھوں ۔ پھر بولی کہ اے جوان! سچ کہہ یہہ چارپائی کیوں ہلتی
ہی؟ کیا تو ہلاتا ہی ۔ بولا ہاں ۔ وہ بولی کیوں؟ وہ بولا کہ تجھے کسی مرد کے پاؤں کی
آہٹ کچھ معلوم ہوتی ہی سو اِس لیئے ہلاتا ہوں تا کہ وہ جانے کہ چوکیدار جاگتا ہی ۔

عورت نے کہا اگر تیرا یہہ

اڑا دی تو خوب زور سے چلا جو اُس کی آواز سُن کر چور جو گھر میں آیا ہی سو
بھاگ جاوے ۔ مرد نے ویسا ہی کیا جو رنڈی نے کہا تھا ۔ اِتنے میں چھپر کھٹ کا ایک پایا
ٹوٹ گیا ۔ کمھار نے جلدی اپنے ہاتھ کے آسرے پر تھام لیا گرنے نہ دیا ۔ تمام شب وہ سہارا
دیئے بیٹھا رہا اور یہہ دونوں عیش کرتے رہے جب صبح ہوئی گھر والے نے چھپر کھٹ کے
نیچے سے نکال کر اُس جوان کو گلے لگا لیا اور کہا کہ یار ! ہزار رحمت تجھ کو اور تیرے
ماں باپ کو کہ جیسی تو نے میرے مال کی اور گھر بار کی حفاظت کی ویسا ہی خدا تیرے ایمان
کا نگاہبان رہے ۔ میں نے تجھ سا صالح اور پرہیزگار کہیں نہیں دیکھا شاید کہ جہان
تمہارے ہی قدم سے قائم ہی ۔
پھر کہا کر کچھ روپیہ بطریق نذر اُس کو دیئے اور رخصت کیا پھر اپنی جورو کے
پاؤں پڑنے اور اُس کی عصمت پر صد آفرین کرنے اور دعائیں دینے اور کہنے کہ
جیسی تو نے میری داڑھی کی شرم رکھی خدا تجھے ویسی ہی جزا دے
عورت بولی کہ شکر ہی خدا کی درگاہ
میں جو اب تک تیری فرمانبرداری میں مجھ سے قصور نہیں ہوا اور شب و روز
یہی چاہتی ہوں کہ خدا تیرے سامنے مجھ کو زمین کا پیوند کرے کہ اُسی سے میری
دونوں جہان میں سرخروئی ہی
یہہ قصہ تمام کر کے توتے نے مجھ سے کہا کہ جیسا کہ وہ کمھار احمق اپنی عورت کی
جھوٹ کاری آنکھوں سے دیکھ کر اُس کے مکر و فریب میں آ گیا میں ویسا بیوقوف
نہیں جو تیری میٹھی باتوں پر بھول جاؤں اور جہاں تو لیجاوے چلا جاؤں ۔ میں نے کہا

وہ کمہار نہایت دانا تھا۔ اگر تجھ سا نادان ہوتا تو اپنی عورت کا بھید ظاہر کرتا تو رنڈی سمیت اپنے ہم چشموں میں رسوا ہوتا اور وے دونوں عمر بھر ساری خلقت کے انگشت نما رہتے۔ اگر وہ برداشت نہ کرتا تو غصے سے کسی کو مارتا یا آپ مر رہتا

توتا بولا کہ تو مجھ سے کہتا ہے کہ اگر وہ تجھ سا ہوتا تو وہیں خون خرابہ کرتا۔ شکر خدا کا کہ مجھے حق تعالی نے آج تک ہر ایک بری بات سے بچا رکھا ہے اور اب تک ایک خون بھی میرے ہاتھ سے نہیں ہوا اور تو اتنے خون ناحق ہر روز کرتا ہے کہ میری عقل میں نہیں آتے۔ بھلا یہہ تو کہہ خدا کو کیا منہہ دکھاویگا اور کونسی دلیل اپنے بچانے کے لیئے لاویگا؟ میں نے کہا تو نہیں دیکھتا میں پانی میں جب پاؤں رکھتا ہوں تو کیسا ہولے ہولے چلتا ہوں کہ مبادا میرے پاؤں تلے کوئی جی آجاوے۔ توتا بولا اہی دغاباز! تیرا ہولے چلنا فریب سے خالی نہیں۔ پانی میں تو دوں آہستے آہستے چلتا ہے کہ کسی کو صدمہ نہ پہنچے لیکن جیتی مچھلیوں کو بے تامل نگل جاتا ہے۔

جب بدھ نے دیکھا کہ دونوں کی تقریر میں سراسر خلاف ہے اور توجیہہ دونوں کی درست ہے تب خانسامان کو فرمایا کہ بگلے کے واسطے سات پارچے کا خلعت جلد لاؤ۔ میر سامان نے جلدی سے چوگوشے میں لا حضور میں لا حاضر کیا۔ پادشاہ نے مجھے خلعت دے اور خاطرداری کر رخصت کیا اور کہا تو آگے چل۔ میں تیرے پیچھے توتے کو بھی قاز کے پاس بھیجتا ہوں۔ میں دو تین روز کے درمیان حضور میں آکر حاضر ہوا۔ پھر کھڑے ہو کر ادب سے

کہنے لگا پیرو مُرشد! آپ غافِل کیا بیٹھے ہیں - لڑائی کی تیّاری کیجئے - ہُدہُد جنگ کے اِرادے پر فوج لئے آتا ہی - کوئی دِن کو یہاں آن پہُنچیگا! یہہ بات سُنکر قاز اوٗر اُس کے وزیر سُرخاب نے ہنس دیا اوٗر بگلے سے بہ طوٗر رمز کے کہنے لگے - کیا خوب! تو اِتنی مُدّت کے سفر میں یہہ تُحفہ لایا! بگلے نے عرض کی جہاں پناہ! آپ مانیں یا نہ مانیں جو باتیں سچّی اوٗر خیر خواہی کی تھیں سو میں نے خدمت میں گذارش کیں - آگے جو مرضی خُداوند کی ہووے - تب بادشاہ نے بگلے سے کہا کہ جِتنے تُمھارے بھائی بند ہیں سبھوں کو جمع کر کے ہمارے پاس لاؤ ہم اُن کو نوکر رکھینگے

یہہ بات سُنکر بگلا بہُت خوش ہوا

اوٗر قاز سے رُخصت لیکر گھر آیا اوٗر اپنے سب بھائیوں کو اوٗر برادری کے لوگوں کو جمع کرنے لگا تب سُرخاب نے قاز سے عرض کی کہ خُداوند! ایسے بد باطن فریبی کو سرکار میں دخیل کرنا نامُناسب ہی! قاز نے سُرخاب کی بات کا جواب نہ دیا - اوٗر یہہ کہا کہ ایسا ماجرا ہم نے اپنے بزُرگوں سے کبھی نہیں سُنا تھا سو اِس کی زبانی سُنا شاید یہہ بات سچ ہو - اب تو ایسی فِکر کر کہ دُشمن غالب نہ ہو سکے! سُرخاب نے کہا کہ جہاں پناہ! اِس مشوَرے کے لیئے خلوَت ضُرور ہی کیوں کہ اگر کوئی صلاح داناؤں کی مجلِس میں کرے گو کہ آواز اُس کی اُن کے کان تک نہ پہُنچے تو بھی وے اُس کے ہونٹھوں کی حرکات اوٗر ہاتھوں کے ہِلانے اوٗر سر کی جُنبِش سے صاف معلوم کر جاتے ہیں

پس ایسی جگہہ بیٹھنا چاہیئے کہ جہاں کوئی نہ دیکھے اوٗر وہاں کے بیٹھنے کی کسی پر

اطلاع بھی نہ ہو آ مثل ہے کہ دیوار ہم گوش دارد
آخرش بادشاہ اور وزیر دونوں خلوت میں گئے تب سرخاب کہنے لگا کہ میرے
خیال میں یہہ آتا ہے کہ بگلے کو ہُدہُد کے یہاں صلح کے لیئے بھیجیئے - لڑائی خوب نہیں
کیونکہ الجنگ دوسر وارد خدا جانے فتح کس کی ہو ۔ قاز نے یہہ اُس کی مصلحت پسند
نہ کی تب عرض کی کہ اول دو چار عقلمندوں کو ہُدہُد کے ملک میں جاسوسی کے لیئے
روانہ کیجیئے تاکہ اُس کے لشکر کی تعداد اور روز روز کا احوال دریافت کر کے حضور
میں بہ طور خفیہ نویسی کے پہنچایا کریں - کیونکہ بادشاہ کو لازم ہے کہ جب کوئی
فکر لاحق ہو تو اُس کا جلد تدارک کرے اور ہرگز اُس سے غافل نہ رہے اور جاسوسوں
کے عیال و اطفال کو بہ خوبی نظربند رکھے کہ وے اُس ملک کے لوگوں سے مل نہ جاویں
اور اپنے لڑکے بالوں کو مخفی بھی نہ لیجا سکیں اور تم سے بغاوت نہ کریں
قاز نے کہا تیری دانست میں لائق
جاسوسی کے کون ہے؟ سرخاب بولا کہ پیلک - لیکن پہلے اُس سے پکا اقرار قسم
لے لیجیئے کہ یہہ بات (کہ جس کے واسطے ہم تم کو بھیجتے ہیں) کسو سے نہ کہیو!
اگر وہ بات کسو پر کھلیگی تو بہ تمہی سزا تم کو دی جائیگی کیونکہ افشائے راز میں بڑی بڑی
قباحتیں ہیں - تمام ملک میں فساد برپا ہوگا اور کام بھی خاطر خواہ انجام نہ پاویگا - بات
بگڑ جائیگی پھر اُس کا سنوارنا نہایت مشکل ہوگا
تب قاز نے پیلک کو بلوایا اور جس طرح سے کہ سرخاب نے کہا تھا اُسے قسم کھلا
چھپا نا لے خلعت اور پان دیکر جاسوسی کے لیئے بھجوایا اور زبانی بھی فرمایا کہ میں دیکھوں

تو کبھی خیرخواہی سرکار کی کرتا ہی ۔ بعد دو تین روز کے کلنگ کوتوال نے بادشاہ
کے سامھنے آکر عرض کی کہ جہان پناہ ! ہدہد جو خشکی کا بادشاہ ہی اُس کی طرف
سے ایلچی ہوکر ایک توتا آیا ہی اور اُس کے ساتھہ دو چار رفیق بھی ہیں سو
ڈیوڑھی پر حاضر ہیں اگر حکم ہو تو روبرو آویں ۔ پھر سُنکر قاز نے سُرخاب کی طرف دیکھا
اُس نے عرض کی کہ بالفعل حکم کیجیے جہاں بہت لونا پانی اور ہوا زبون ہو تہاں
اُس کے رہنے کو جگہہ مقرر کریں جو توتا چند روز اپنے رفیقوں کے ساتھہ وہاں رہ کر
معلوم کرے کہ یہہ جگہہ اچھی نہیں ۔ پانی یہاں لگتا ہی ۔ ہوا بُری ہی ۔ جو کوئی یہاں
رہتا ہی سو اذیت پاتا ہی تب یہہ احوال اپنے بادشاہ کو وہ لکھہ بھیجیگا کہ اس
شہر کی آب و ہوا نہایت مخالف ہی ۔ جو کوئی یہاں آویگا سو اپنی جان دے جاویگا
اس خوف سے یقین ہی کہ ہدہد اِدھر کا قصد نہ کریگا اور یہہ بھی گھبرا کر خود بخود
رُخصت چاہیگا

قاز نے بھی اُس کے کہنے سے ایسی جگہہ مقرر کی جو کوئی وہاں کے پانی کی ایک
بوند پیوے اور اُس جگہہ کی ہوا کھاوے تو مُفت اپنی بھلی چنگی جان گنواوے ۔ پھر
قاز نے فرمایا تو جو کہتا ہی کہ لڑنا خوب نہیں صلح بہتر ہی کیوں کہ اس میں ایک فکر
ہی اور اُس میں ہزار اندیشے اور انجام اُس کا معلوم نہیں کیا ہو ! یہہ بات غلط کس
لئے کہ میرے پاس فوج بہت ہی اور خزانہ بے شمار ۔ خُدا کے فضل سے مجھے
یقین ہی کہ میری فتح ہوگی تو صلح کی بات ہرگز زبان سے مت نکال بلکہ خُدا سے
یہہ دعا مانگ کہ میری فتح ہو ! سُرخاب بولا کہ پیر و مُرشد ! یہہ لازم نہیں کہ بہت

فوج اور خزانہ ہونے سے فتح ہو اگر خداوند سے کسی نے اِس مقدمے میں بصورت ترغیب کے کہا ہو محض غلط ہی کیونکہ آپ کے لشکر کے لوگوں نے لڑائی کا منھ اور جنگ کا میدان نہیں دیکھا اِس واسطے لڑائی کے نام سے بہت خوش ہوتے ہیں جب کہ دشمن کی فوج کے سامنے ہونگے تب دیکھیو کہ اِن کے پاؤں ٹھہرتے ہیں کہ نہیں

لیکن میں جانتا ہوں کہ مخالف کی فوج کو دیکھتے ہی بھاگینگے بلکہ روکے سے بھی نہ رکینگے کیونکہ انھوں نے آج تک کہیں لڑائی بھڑائی نہیں کی اور اپنے اپنے گھروں میں فراغت سے رہا کیے ہیں اور آرام طلب ہو رہے ہیں ۔ اِس واسطے میں منع کرتا ہوں کہ آپ ہرگز لڑائی کا قصد نہ کیجیے اور صلح کرنی بہت خوب ہی اور بہت ایسے ہیں کہ گھر میں لاف زنی کیا کرتے ہیں وقت پر کام نہیں آتے اور لڑائی کے میدان سے جلد بھاگتے ہیں اگر تم کو لڑائی ہی کا ارادہ ہی تو جنھوں نے لڑائیاں دیکھیں ہیں اُن کو سردار کیا چاہیے نہ اُن کو جو ڈرے ہوئے ہوں چنانچہ مشہور ہی ڈرنیوالے نہیں لڑتے مگر ناچاری سے ۔ جو لوگ آزمودہ کار اور جنگ دیدہ ہیں اُن کو سالار فوج کیا چاہیے اور مجھے نگلے کے فحوائے کلام سے یوں معلوم ہوتا ہی کہ ہُدہُد آج کل معہ فوج تمھارے ملک میں لڑائی کے لیئے پہنچتا ہی

بالفعل صلاح وقت یوں ہی کہ کچھ تدبیر اُس کی ابھی سے ہو رہے ۔ اُس وقت کچھ نہ ہو سکیگا ۔ اُس میں غفلت نہ کیجیے ۔ کہتے ہیں کہ دشمن جب تک دور ہی اُس سے احتراز کیا چاہیے جب نزدیک آپہنچے تو جنگ کرنا ضرور ہی اور یہی معلوم

ہوتا ہی کہ ہُدہُد کی فوج آپ کے لشکر سے بہت ہی ۔ کچھ ایسی فکر ہو جسسے یہہ
مُلک ہمارے قبضے میں رہے اور اِس کا کچھ اندیشہ نہ کیا چاہیئے کس واسطے کہ فتح
خُداداد ہی

قاز نے کہا اُس کو بھی تُم سے پوچھو کہ کس حکمت سے شہر ہمارا سلامت رہے ۔
اُس نے عرض کی کہ یہہ تو تا جو ایلچی ہو کر آیا ہی اب اُس کو اذیت میں رکھنا
مُناسب نہیں بلکہ حضور میں بُلوا کر ایسی میٹھی باتیں کیجیئے کہ وُہ خوش رہے اور
مکان بھی اُس کے واسطے اچھا سا تجویز کیجیئے کہ کِسی طرح سے تکلیف نہ پاوے ۔
پھر داناؤں کی صلاح سے ایک کوٹ بنوائیے ۔ قاز نے پوچھا کہ کوٹ کے بنوانے میں تو
کیا فائدہ سمجھا ہی ؟ کہا کہ قلعہ سرداروں کو ضرور ہی کیوں کہ بُرے وقت میں اگر
کوئی سردار پانسو سوار سے اپنے قلعے میں رہے اور دس ہزار سوار دُشمن کے
اُس کو محاصرہ کر لیویں تو چند روز اُس کو کچھ اندیشہ نہیں ۔ اِس عرصے میں
کچھ نہ کچھ صورت رفاہیت کی ہو جاتی ہی ۔ اگر مُخالف کی سپاہ پلٹ جاوے اور
کوئی آکر یہہ بات کہے کہ دُشمن کی فوج بھاگی جاتی ہی ۔ ہرگز اُس کے کہنے سے
اُس کا پیچھا نہ کیجئے ۔ اِس میں اکثر لوگوں نے دغا کھائی ہی

اور عقلمندوں نے کہا ہی کہ

جس کا لشکر بہت نہ ہو اُس کو چاہیئے کہ شہر پناہ میں رہے ۔ اگر شہر پناہ
نہ ہو بنا لیوے اور دیواریں اُس کی چاروں طرف سے بلند ہوں اور خندق گہری
اور چوڑی ہو اور ہتھیار جتنے چاہئیں اُس میں موجود ہیں اور دانے پانی کا بھی

ذخیرہ موجود رکھے اب ایسا بندوبست آگے سے ہو رہے تو بیرک کسی حریف
کا قدم نہیں پڑ سکتا

قاز نے سُرخاب سے کہا کہ اِس کام کے واسطے میں کِس کو مُقرر کروں کہ جِس سے
یہہ کام اہتمام ہو؟ سُرخاب بولا اگر شتابی کام کرنا منظور ہو تو ایسے کو کہیے کہ جِس
پر اپنا اعتماد ہو۔ سو ویسا شخص اِس سرکار میں سوائے کالنگ کوتوال کے دوسرا
مجھے نظر نہیں آتا تب اُس کو اُسی وقت بلایا اور وہ حضور میں حاضر ہوا۔
اُس کے حق میں بہت سی سرفرازی کر کے فرمایا کہ ای کالنگ! سُرخاب کے کہنے
کے موافق جلد ایک بڑا سا مضبوط قلعہ تیار کر۔ اُس نے آداب بجا لا کے عرض کی کہ جہاں
پناہ! غلام نے اِس سے چند روز آگے ہی کوٹ تیار کر رکھا ہی اور ذخیرہ غلے کا اور
اسباب لڑائی کا جِتنا کچھ چاہیئے سب اُس میں موجود کر رکھا ہی۔ یہہ بات سُنکر
قاز بہت خوش ہوا اور قلعہ دیکھنے کو گیا۔ دیکھ کر نہایت پسند کیا اور خاطر جمع ہوئی
اور اُس کے حق میں بہت سی بخشش اور اِنعام ہوا۔

بعد کتنے دِنوں کے ایک روز کالنگ نے قاز کے روبرو جا کر عرض کی کہ خداوند! منگھ برن
نام کوا اپنی برادری سمیت دروازے پر حاضر اُمیدوار قدم بوس کا ہی اور یہہ عرض
کرتا ہے کہ میں آپ کا نام سُنکر نوکری کے لیے بہت دور کا چلا ہوا سنگل دیپ سے آتا
ہوں۔ اگر مرضی مبارک ہو تو واسطے مُلازمت کے حاضر ہو۔ قاز نے کہا بہت اچھا۔ اُسے
نوکر رکھا چاہیئے۔ سُرخاب بولا کہ جو حکم ہوا سو بجا ہی لیکن بندے کو یہہ ڈر ہی کہ
مبادا یہہ کوا بھیجا ہوا کہیں بادشاہ ہدہد کا نہ ہو تو اِلّا خرابی کریگا۔ اگر اِسکو

آپ نوکر رکھ لیجئے تو راجہ مدن پال سارنگ کی سی مثال ہوگی جو حاکم ترکستان کا تھا

قاضی نے پوچھا کہ وہ قصہ کیونکر ہے؟ کہا یوں

کہتے ہیں کہ راجہ مدن پال نے کسی وقت میں اپنی ساری فوج اور بڑے بڑے ہاتھی

لیکر ایک قلعے کو محاصرہ کیا اور چھ مہینے تک لڑتا رہا ہر چند لینے کا قصد کیا پر لے

نہ سکا۔ ناچار ہوکر ایک دن مشورہ کرنے اس کے وزیر نے (جو بڑا دانا تھا) کہا کہ حضرت!

لشکر مفت مارا گیا اور کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اب ایسی حکمت کیا چاہئیے کہ فوج ہلاک نہ ہو

اور قلعہ بھی تھوڑے دنوں میں ہاتھ آوے

راجہ نے کہا اگر تیری تدبیر اور حکمت سے لشکر ضائع نہ ہو اور قلعہ جلد ہاتھ آوے تو اس

کی قلعہ داری اور دولت تجھے بخشوں۔ وزیر نے خوش ہوکر تین شخصوں کو بلوایا۔ ایک

سائیس دوسرا مہاوت تیسرا باورچی۔ ان تینوں کو کئی طرح سے جاسوسی اور

فریب کے ڈھب سکھائے اور بہت سا انعام اکرام دیکر اس قلعے میں دغابازی کے

لیئے بھیجا۔ وے تینوں فقیرانہ لباس بناکر کسی حیلے سے اس کوٹ میں گئے

چند روز وہاں رہ کر وہ لباس تبدیل کرکے اپنے اپنے پیشے کی نوکری وہاں کے راجا کی

سرکار میں کرکے ہر ایک اپنے اپنے کام میں جان و دل سے ہمیشہ سرگرم اور چست

و چالاک رہنے لگا جب ان کی خدمت اور چالاکی ہر ایک کام میں وہاں کے سرداروں نے

دیکھی تب ایک کو انھ میں سے سرکاری میر مطبخ اور دوسرے کو اصطبل کا

داروغہ کروایا اور تیسرے کو فیلخانے کی داروغگی دلائی۔ ان کی طرف سے ہر ایک

سردار کی یہاں تک خاطر جمع ہوئی کہ آپس میں کہنے لگے کہ ہمارے راجا کی سرکار

میں انھہ تینوں کے برابر محنتی اور خیر خواہ اور کوئی نہیں
جب اُنھوں نے دیکھا کہ ہم سے یہاں کے لوگوں کی خوب خاطر جمع ہوئی تب آپس
میں ایک نرالے مکان میں اکٹھے ہو کر کہنے لگے کہ وزیر نے جس کام کو ہمیں یہاں
بھیجا ہی اب اُسے اِس ڈھب سے کیا چاہیئے کہ آدمیوں اور گھوڑوں اور ہاتھیوں
کو پرسوں شب کتیں زہر کھلائیے اور یہاں سے نکل چلیئے تب اِصطبل کے داروغہ
نے سارے گھوڑوں کو مہیلے کے ساتھ زہر کھلایا اور میر مطبخ نے تمام کھانے میں
زہر مِلایا اور فیلخانے کے داروغہ نے بھی سارے ہاتھیوں کو راتب میں زہر دِلوایا
جنھوں نے وہ زہر مِلایا کھانا اور دانا اور راتب کھایا۔ سب کے سب وہیں مر رہے غرض
اِس طرح اپنا کام کر۔ تینوں نے ایک ساتھ قلعے سے باہر نکل کر اپنے لشکر
میں آ وزیر کو خبر کی کہ جس کام کے لیئے آپ نے ہمیں بھیجا تھا سو ہم اُس کام
کو تمام کر آئے ہیں

وزیر نے جا کر بادشاہ سے عرض کی کہ خداوند! آپ کے اِقبال سے غُلام کی تدبیر نے
اُس کام کو انجام پہنچایا تب بادشاہ یہہ خوشخبری سُنتے ہی اپنی فوج سمیت بے
خاش مُخالف کے گروہ میں داخل ہوا اور دشمن کا سارا لشکر تین آدمیوں کی سعی
سے مارا گیا۔ دیکھیئے حضرت! بیگانے آدمی کو اپنے کام میں دخل دینا ایسا ہوتا ہی
قاز نے کہا بھلا کیا مُضایقہ اُس
کوے کو ایک بار حُضور میں لاؤ اگر میں اُسے قیافے کے رو سے زیرک و دانا دیکھونگا تو اُس
کو نوکر رکھونگا اور اُس کے لائق کام سپُرد کرونگا اور نہیں تو رُخصت کیا جائیگا

سُرخاب نے جو مِزاج قاز کا کوّے کی طرف مائل دیکھا تو اُس کو اپنے ساتھہ حضور میں لایا اور بادشاہ کے قدموں پر ڈلوایا قاز نے جب اُسے اِمتحان کے رُو سے دیکھا اور اُس کی گفتگو سُنی تو بہُت محظوظ ہوا اور لائق رفاقت کے جان کر اپنا رفیق کیا

ایک روز سُرخاب نے عرض کی پیر مُرشِد! قلعہ خاطر خواہ بن چُکا ہی اور اسباب لڑائی کا بھی جِتنا چاہیئے سب موجود ہو چُکا اب توتے کو رُخصت کیجئے۔ یہاں رہنا اِس کا خوب نہیں۔ کیوں کہ اگر یہہ زیادہ رہیگا تو یہاں کے تمام احوال سے واقف ہوگا اور اپنے بادشاہ سے مُفصّل بیان کریگا۔ سُرخاب کی یہہ صلاح قاز کو نہایت پسند آئی اور بارِ عام کا حُکم کیا۔ جِتنے آبی جانور تھے اپنی اپنی جگہہ پر مجلس میں دربار کے وقت برابر برابر ہاتھہ باندھہ کر آن کھڑے ہوئے اِتنے میں حُکم ہوا کہ ہُدہُد کے ایلچی کو بُلاؤ لوگ دوڑے اور اُس کو حاضر کیا اُس نے ادب سے کھڑے ہو کر دور سے مُجرا کر کے عرض کی کہ خُداوند! اگر حُکم ہو تو اپنے بادشاہ کا پیغام حُضور میں عرض کروں قاز نے اِشارہ کیا کہو! توتا بھاری آواز سے کہنے لگا کہ غُلام کے شاہنشاہ نے فرمایا ہی کہ اگر قاز کو اپنی جان اور مُلک و مال عزیز ہی تو اپنے گلے میں کُلھاڑی ڈالکر جلد میرے قدموں پر آکر گرے اور عاجزی سے اپنی تقصیر مُعاف کرواوے والا اپنے واسطے جگہہ رہنے کی دوسری ٹھہراوے حضرت سلامت! ہمارے بادشاہ کی لڑائی کی فوج ابتلک تُمھاری سرحد سے دور ہی آپ کے حق میں بہتر یہہ ہی کہ کچھہ ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑے اور کچھہ روپیہ۔ اور اشرفیاں اور جواہرات بطور

پیش کش جلد روانہ کیجیے کہ میرے بادشاہ کی اطاعت تمھارے واسطے سراسر فائدہ ہی ۔ اگر یہہ کیجیے تو شاید تمھارے حال پر ہمارا بادشاہ مہربان ہو اور تمھارے ملک کو خاک سیاہ نہ کرے

جب قاز نے توتے کی زبان سے یہ باتیں سُنیں ۔ غصّے سے آگ ہو گیا اور فرمایا کوئی ہی کہ اِس بے اِمتیاز کے بال و پر اکھاڑ کر حضور سے دور کرے ۔ ایک اجو دست بستہ کھڑا تھا ۔ بولا کہ اگر غلام کو حکم ہو تو اِس بے ادب کی واقعی خدمت بجا لاوے کہ پھر کوئی ایلچی کسی بادشاہ کے حضور ایسی گستاخی نہ کرے ۔ اِس میں سُرخاب نے کہا کہ ایلچی کو مارنا اہلِ عالی مقدار کے آداب سے بعید اور مو جب بدنامی کا ہی اور دانا کہینگے کہ سُرخاب وزیر شفید دار ہی حضور میں حاضر تھا ۔ ایسی نالائق حرکت کیوں ہونے دی ۔ کیا اتنا نہیں جانتا تھا کہ ایلچی کو زوال نہیں ۔ خدا نہ خواستہ ۔ یہہ بات ہوگی تو کسی بادشاہ کے یہاں سے ایلچی پھر کبھی نہ آویگا اور بزرگوں نے کہا ہی کہ جس مجلس میں کوئی بوڑھا نہ رہے تو یقین ہی کہ کچھہ نہ کچھہ کام وہاں بگڑتا ہی اور اُس کو مجلس نہیں کہتے ۔ جہاں پناہ ! میں جو تمھیں عرض کرتا ہوں کہ آج تک کسی بادشاہ نے ایلچی پر ہاتھہ نہیں اُٹھایا ۔ ہر چند وہ گستاخی کرے پر اُسے ہرگز بادشاہ خاطر میں نہیں لاتے ہیں اور توتا سا ایلچی کم پیدا ہوتا ہی ۔ اگر اِس کو قتل کر دینگے تو آیندہ بہت پچھتائینگے

آخر سُرخاب وزیر کے کہنے سے قاز بادشاہ نادِم ہوا اور اُس کو خلعت اور بہیرا مرحمت کرکے رُخصت کیا بعد

کتنے ایک دنوں کے وہ اپنے بادشاہ کے پاس جا پہنچا۔ اس نے پوچھا کہ ای توتے! وہاں سے تو کیا کام کر لایا اور تجھ سے کیا کیا جواب و سوال درمیان آئے اور ملک اس کا کیسا ہی اور تجھ کو رخصت کس طرح کیا؟

اس نے عرض کی کہ جہاں پناہ! کچھ نہ پوچھیے۔ لڑائی کی تیاری کیجیے اور میں نے جواب و سوال دلیری سے مانند مردوں کی کیا اور اس کی سلطنت کے رعب سے ہرگز نہیں دبا۔ جو آپ کا پیغام تھا سو سر مجلس قاز کو پہنچایا اور ملک جو قاز کے قبضے میں ہی اس کی تعریف مجھ سے ہو نہیں سکتی۔ میری دانست میں تو بہشت پر فوقیت رکھتا ہی جب میں وہاں پہنچا تو مجھے ایک زبون جگہ میں نظر بند رکھا اور اس نے بڑی محنت سے ایک قلعہ بنوایا ہی اور لڑائی کا بہت سامان اس میں جمع کروایا ہی۔ لیکن جس وقت خداوند کی فوج اس ملک کے لینے کو چڑھے گی تو یقین ہی کہ پہلے ہی حملے میں وہ حصار فتح ہوگا اور ملک اس کا مفت ہاتھ آویگا

تب کرگس وزیر نے دل میں

خیال کیا کہ شاید یہ توتا وہاں سے رسوا ہو کر آیا ہی۔ اسے پوچھا کہ میں نے یوں سنا ہی کہ قاز نے تیری بڑی مدارات اور خاطرداری کی اور طرح طرح کے کھانے تیرے واسطے بھجوایا کرتا تھا۔ توتے نے جواب دیا ای وزیر! یہ بات سراسر غلط ہی۔ سوائے بدی کے کچھ مجھ سے اس نے نیکی نہ کی۔ میں نے یہ غنیمت جانا کہ اس نے مجھے جیتا چھوڑا! یہ سنتے ہی ہدہد کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ اسی خفگی کی حالت میں حکم کیا کہ ابھی میرا خیمہ باہر نکلے۔ کرگس نے عرض کی کہ بادشاہوں کو اتنی جلدی نہ چاہیے

کہ اِس میں کام بگڑتا ہے - کچھہ سنوارتا نہیں - مناسب یہہ ہی کہ آج سب اُمراؤں اَور رِسالہ داروں کو صلاح کے واسطے حضور میں بلائیے اور اُن سے یہہ بات کہیئے کہ بھائیو! ایک مشکل درپیش آئی ہے - کچھہ ایسی نیک صلاح کیجیئے کہ وہ مشکل آسان ہو - سب نے سُنکر پوچھا کہ وہ کیا ہی؟ فرمایا کہ قاز نے ہمارے ایلچی سے نہایت بدسلوکی کی اَور قلعہ بناکر لڑنے کو مستعد ہوا ہی سو میں یہہ چاہتا ہوں کہ اُس کا کرّوفر اَور مُلک میرے ہاتھہ آوے

سبھوں نے مُتّفِق ہو کر عرض کی جہاں پناہ! ہم کو جو فرماؤ سو ہم ایک پاؤں پر حاضر ہیں اگر ہماری صلاح لیجیئے تو قاز سے لڑائی کیجیئے - کیونکہ خُداوند کی بھلائی اسی سُبہتا ہم کو جنگ ہی میں نظر آتا ہی اَور اِس اندیشے کو ہرگز خاطرِ مُبارک میں دخل نہ دیجیئے اَور کچّی پکّی بات پر بھی کسی کی کان نہ رکھیئے! فتح شکست اختیارِ خُدا کے ہی تب ہُدہُد بولا کہ تیتر نے قاز کے مُلک کی بہت سی تعریف کی ہی - مُجھے یقین ہی کہ وہ جھوٹھہ نہ ہوگی! یہہ کہکر اُن کو حکم کیا کہ اپنی اپنی فوج رِسالوں کو جلد تیار کرو اَور نجومیوں کو بلاوہیں جو اپنی پوتھیوں کو دیکھکر لڑائی کی نیک ساعت ٹھہراویں

وزیر نے عرض کی جو آپ نے حکم کیا سو بجا ہی اَور سب کو قبول لیکن غلام کی بالفعل صلاح یہہ ہی کہ چند روز اپنی جگہہ سے حرکت نہ کیجیئے لشکر تمام و کمال جمع ہو! ایک دانا سردار کے ساتھہ دو ہزار سوار جلد روانہ کیجیئے کہ جہاں کہیں راہ میں بہت پانی ہوویں جاکر رہیں - تا فوج قاز کی اُدھر گُذارہ نہ کرسکے اَور قاز کے لشکر کی خبر

ہر روز حضور میں پہنچایا کریں ۔ ہُدہُد نے کہا اے وزیر! اپنی گویائی کی کمان اپنے ہاتھ سے پھینک کر اپنی عقل کے میان سے تیز تلوار میرے ہاتھ دے کہ مخالفوں کے سروں کو بیدریغ کاٹوں

وزیر نے کہا جو کچھ ارشاد ہو سو اُس کے موافق میں بجا لاؤں گا لیکن جو باتیں میں نے اپنے بزرگوں سے سُنی ہیں اگر حکم ہو تو عرض کروں ۔ فرمایا کہہ کہ کس طرح بوڑھوں سے سُنا ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی لڑائی پر جاوے تو اُس کو لازم ہے کہ پہلے اپنی سپاہ کو انعام و اکرام اور میٹھی باتوں سے خوش کرے ۔ کس واسطے کہ سپاہ کی خوشی میں دولت خواہی اور بھلائی سرکار کی ہے اور جب کوچ کرے جہاں کنارہ دریا کا یا جنگل یا پہاڑ دیکھے ۔ وہاں غافل نہ رہے اور بڑی خبرداری و ہوشیاری سے اُس جگہ مقام کرے اور بڑے بڑے اُمرا اپنے پاس اور اچھے اچھے تیرانداز اور اگلے اچک اور نیزہ باز اور نئے نئے پہلوان جوان ہنرمندوں کو مسلح کرکے دہنے بائیں اور آتش کے پرکالے برقنداز چالاک سپاہیوں کو آگے پیچھے رکھے اور خزانے کے اوپر مضبوط لوگوں کو محافظت کے لیے متعین کرے کس واسطے کہ اگر فوج مخالف میں سے کوئی خزانے پر آپڑے تو اُس کے جواب دہ رہیں اور جو کوئی لشکر میں سے بیمار ہو جاوے یا لنگڑا یا لولا یا لڑکا ہو اپنے ساتھ رکھے اور اُن کے احوال سے غافل نہ رہے اور اسی طرح بادشاہ اور وزیر معہ فوج منزل بمنزل جاویں اور جس جگہ کہ مقام کریں اگر وہاں کسی طرح کا کچھ خوف و خطرہ معلوم ہو تو اپنے لشکر کی چاروں طرف خار بندی بطور حصار کے کریں اور تیراندازوں پہلوانوں سپاہیوں

کو اُس کو شقے آئیں پاس واسطے چوکی پہرے کے بیٹھاویں اور بادشاہ آپ اپنے خاص مُصاحبوں کے ساتھ بیچ میں رہے اور خزانہ اپنے قریب رکھے اور فیلانِ جنگی تیّار رکھے تاکہ لڑائی کے وقت بکام آویں اور اُمراؤں کو کوشک میں اپنے پاس رہنے کو جگہ دیوے اور ہاتھیوں پر ہودے اور انباریاں اور گھوڑوں پر زین اور پاکھریں کسوائے رکھے

زرہ پوش جوانوں کو دروازوں پر بیٹھا کر کہہ دیوے کہ ساری رات اپنی اپنی باری جاگتے رہیں اگرچہ فوج اور چوکی پہرے کی طرف سے خاطر جمع ہو پر بادشاہ کو لازم ہے کہ اپنی ہُشیاری اور نگہبانی آپ کرے اور اپنی فوج سے تین کوس آگے دُشمن کے لشکر کی طرف چالاک سواروں کو بھیجے کہ چلتے پھرتے جاگتے کھاتے کھیلتے ناکوں میں ساری رات کاٹیں اور جب روز روشن ہو تب ڈنکے اور دمامے کا حُکم فرماوے کہ اُس کی آواز سُنکر دُشمن کا دِل دھڑکنے لگے جب بیگانے مُلک کی سرحد میں پہنچے تو اپنی سپاہ کو طلب تنخواہ دیوے کیوں کہ یہہ مُمکن نہیں کہ بادشاہ کے کام میں سپاہی خالی ہاتھ محنت اور جان فشانی کریں اور لڑائی میں اپنے سر کٹواویں ۔ سب کوئی خُدا کے بندے ہیں جب اُن کو اور اُن کے لڑکے بالوں کو کھانے پینے سے فراغت اور آسودگی حاصل ہو تو البتّہ کام آوینگے

جب بادشاہ لڑائی پر چڑھے تو چاہیئے کہ بند و بست فوج کا قرینے سے کرے ۔ سب سے آگاڑی توپخانہ چنے اور اُس کے پیچھے توپخانہ دستی اور اُس کے پیچھے بادشاہ کی فوج میں اُمراؤں نشیں اور اُس کے پیچھے سواروں کا غول اور اُن

کیے پیچھے کچھ جنگی ہاتھی اور دہنی طرف باندار اور ہتھنالیں اور پہلوانان جنگ آزمودہ اور بائیں الٹک تیرانداز اور شترنالیں اور جوان لڑائیاں دیکھے ہوئے اور کچھ سپاہی ایسی جگہ میں چھپا رکھیں کہ کسو پر معلوم نہ ہو اور اپنی گھات میں لگے رہیں کہ وقت پر کام آویں جب دشمن کی طرف سے زیادتی دیکھیں تب دونوں طرف سے اپنی فوج کی تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھیں اور مخالف پر حملہ کریں اور قاضی و خطیب لشکر میں واسطے نماز پڑھانے کے موجود رہیں اور جو کوئی جاں بازی کرے بازیمی ہووے اُس کے حق میں بادشاہ مہربانی اور موافق حال اُس کے تسلی اور بخشش کرے اور انعام اور اکرام کرے جب جانے کہ فوج حریف کی سپاہیوں کی تباہی سے پس پا ہیں ہوتی تب حکم کرے کہ سب فیلان جنگی اور تمام فوج ایک دل ہوکر یکایک حملہ کریں ہاتھی ایکبارگی اُٹھ پڑ ہولیں کہ سر دشمنوں کا اُن کے پاؤں کے نیچے روندا جاوے - غریب پرور! اگر اپنی فوج میدان میں اور دشمن کی جنگل میں ہو تو ہرگز ہاتھی اور سواروں کو اُس میں جانے نہ دیجیے اور حکم کیجیے کہ سب سردار اور سپاہی اُتارے ہو ہتھیار پکڑیں اور ایسی جانفشانی کریں کہ جس سے حریفوں کی بیخ کنی ہو جاوے اور جو کوئی ندی یا گھری جہاں بیچ میں دونوں لشکروں کے آپڑی ہو تو کشتیوں پر فوج کو چڑھا کر ایسی تدبیر سے لڑاویں کہ دشمن بے شمار مارے جاویں اور اُن کے سروں کا چبوترہ بندھ جاوے

اگر نازکات کرندی میں یا میدان میں نہ لڑے اور قلعہ پکڑے - اپنے لشکر کے سرداروں کو حکم دو کہ اُس کے ملک میں جہاں غلہ پاویں لوٹ لیویں جو لوٹنے سے زیادہ ہو تو پھونک

دیویں - تالابوں کا پانی کاٹ دیں ۔ کھیتیاں گھوڑوں کو کھلاویں - باغات کو لٹوا دیں گھاس کی ٹالیں لکڑیوں کے ڈھیر جلوا دیں اور جس جس چیز سے اُن کو فائدہ ہو اُس کو آگ دے دیویں اور جس جگہہ تالاب یا جھیل وغیرہ ہو اُس کے گرد لشکر رکھیں کہ پانی بند ہونے سے وے عاجز ہوویں اور دوسری عرض یہہ ہے کہ جب لشکر پر دشمن کے خدا تعالیٰ آپ کو فتح دیوے تو مناسب ہے کہ فوج کو اپنی مخالف کی لوٹ اور پیچھا کرنے سے باز رکھیں - کیں ایسا نہ ہو کہ جس وقت تمام سپاہی روپے کی طمع اور نافہمی سے اپنی دلیری جتانے کے لیئے تم کو چھوڑ کر اُس طرف متوجہ ہوویں تو تم میدان میں اکیلے رہ جاؤگے ۔ خدا نہ کرے کہیں ہونے ہوشیاری سے فوج پوشیدہ رکھی ہو - کیونکہ مدبر بادشاہ دور اندیشی سے کچھہ لوگ مخفی رکھتے ہیں کہ بروقت کام آویں - وہ تمہیں تنہا پاکر آپہنچے اور گرفتار کر لے جاوے ۔ فتح ہوکر شکست ہوویگی اور سلطنت خاک میں مل جاویگی - پھر خانہ زادوں سے بغیر خاوند کے کچھہ تدبیر نہ بن پڑیگی اور فوج مفت برباد ہو جاویگی

تعاقب

بادشاہ نے کہا ای سرخاب وزیر! تو نے بہت کچھہ کہا - اب اتنا کہنا کچھہ ضرور نہیں تو میرا وزیر ہے میرے پاس رہیگا جو تو جانتا ہے اور اپنے بزرگوں سے سنا ہے لڑائی میں اُس کے موافق کیجیو ۔ دونوں ابھی گفتگو میں تھے کہ (جانور) ہاتھی کے سوار ہونے کی بھی خبر آئی کہ وہ ایک ساعت میں اپنے مقام سے ساری سپاہ لیکر سوار ہوا اور ایک جاسوس کے سردار نے جو سمجھا ہوا زیرک تھا) اپنی برادری میں سے ایک جاسوس کو دوڑا کر اُس کی زبانی یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ حضرت! غافل کیا

ہاتھی ہُدہُد تاجدار ساتھ لشکر بے شمار کے جنگ کے ارادے گنگا کنارے آپڑا ہی
آپ بھی بہت ہوشیار اور خبردار رہینگے - کیونکہ کرگس وزیر ہُدہُد کا مجھے نہایت عقلمند
نظر آتا ہی اور اُس کے فحوائے کلام سے یوں معلوم ہوتا ہی کہ اُس نے کسی کو جاسوسی
کے واسطے تمھارے قلعے میں بھیجا ہی

یہ بات سنتے ہی سرخاب بولا کہ ای بادشاہ! غلام نے آگے ہی عرض کی تھی کہ
کوا ہُدہُد کا بھیجا ہوا ہی - سوائے اس کے کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ قاز نے کہا جو تو کہتا
ہی ویسی ایسی بات کم ہوتی ہی اگر کوا ہم سے موافق نہ ہوتا۔ توتے کے مارنے کو نہ
اٹھتا اور قلعے میں اپنے لڑکے بالوں سمیت نہ آتا

سرخاب نے کہا یہ سچ ہی کہ وہ اپنے لڑکوں کو ساتھ لاکر رہا ہی لیکن اس کو
یاد رکھیئے کہ وہ کبھی نہ کبھی دغا کریگا۔ قاز نے جواب دیا ای سرخاب! نئے نوکر کے برابر
پُرانا چاکر نہیں ہوتا وہ نمک حلال اور کارگذار ہوتا ہی اور ایسا کام کرتا ہی
کہ قدیموں سے نہیں ہوسکتا۔ مگر تو نے قصہ بیربل راجپوت کا نہیں سنا جو نیا
نوکر ہوا اور اپنے بیٹے کو راجا کے بدل قربان کیا۔ سرخاب نے پوچھا وہ قصہ کیونکر
ہی؟

قاز نے کہا میں نے یوں سنا ہی کہ ایک دن راجہ مندوب راج کے تخت پر بیٹھا تھا۔
خادم نے آکر خبر کی کہ ایک شخص بیربل نام راجپوت ڈھال تلوار باندھے دروازے
پر کھڑا امیدوار نوکری کا ہی۔ راجا نے اشارت کی بلاؤ۔ تب اس نے بموجب حکم
حضور میں لاکر قدم بوسی کا مشرف کروایا۔ راجا نے پوچھا تو کون ہی کہاں سے

آیا؟ بولا سپاہی ہوں - آپ کا نام سنکر آیا ہوں ۔ فرمایا کہ تو ہماری نوکری کریگا؟ عرض کی جو میرے واسطے کچھ کام مقرر کیجے تو البتہ حاضر ہوں تاکہ مجھے بھی یہہ معلوم ہو کہ آپ خاوند ہیں میں نوکر ہوں ۔ پوچھا درماہہ کیا لیگا اور کام کیا کریگا؟ کہا پانسو اشرفیاں روزینہ لونگا اور آپ کی خدمت میں شب و روز حاضر رہونگا ۔ کہا تیری رفاقت میں کتنے لوگ ہیں؟ جواب دیا کہ ایک تلوار دونوں بازو یہی میرے رفیق ہیں ۔ فرمایا کہ ایک آدمی کو اتنا روزینہ نہیں دیا جاتا ۔ بیربل سلام کر کے چلا

دیوان نے عرض کی خداوند! اس میں کچھ فرق نہیں ہی - ایسے شخص کو نہ چھوڑنا چاہیئے - اگر بہت نہیں تو تھوڑے دنوں کے لیئے رکھ کے دیکھیئے تو معلوم ہو کہ یہہ کیسا ہے اور کیا کچھ نمک حلالی کرتا ہی - جو کام کسی سے نہ ہو اگر یہہ کریگا تو رہیگا - غرض جناب بادشاہ سلامت نے دیوان کی بات بہت پسند کی - اس کو بلا کر نوکر رکھا اور روزینہ موافق قرار کے دیا اور ایک آدمی پوشیدہ اس کے ساتھ مقرر کیا کہ اس کا احوال مفصل دریافت کر کے ہم سے کہے ۔ بیربل اشرفیاں لے رخصت ہو کر اپنے گھر گیا اور اپنی جورو سے کہنے لگا کہ آج میں راجے مذکور کا چاکر ہوا ہوں یہہ روزینہ جو آج کا میں نے پایا ہی سو اس میں سے ایک دن کا خرچ رکھ کر باقی کنگال کے نام پر بانٹ دے

یہہ کہکر راجا کی خدمت میں حاضر ہوا - اس آدمی نے اس بات کو سنکر اپنے خاوند سے جا کہا ۔ راجا یہہ سنکر سخت تعجب میں آیا ۔ ہر روز اپنا روزینہ سرکار سے لیتا اور

اُسی طرح سو کھوں کو دان کر دیتا اور آٹھ پہر راجا کی چوکی دیا کرتا اور کبھی آپ سے رُخصت گھر کی نہ چاہتا ۔ یوں ہیں چند روز گذرے

ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ برسات کے موسم میں ایک شب بادل گرج رہا بجلی چمک رہی اور مینہہ برس رہا تھا ۔ اندھیرا ایسا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا اُسی کٹھن سمے میں بیربل کھڑا چوکی دیتا تھا ۔ یکایک آدھی رات کے وقت آواز ایک عورت کے رونے کی جو راجا کے کان میں پڑی ۔ نیند سے گھبرا کر چونک اُٹھا ۔ شمع ہاتھ میں لے کر گھر کے آنگن میں کھڑے ہو کر پکارنے لگا کہ کوئی ہمارے چوکیداروں سے جاگتا ہی یا نہیں ۔ بیربل آداب بجالایا اور ڈنڈوت کر کے عرض کی کہ غلام حاضر ہی ۔ تب پوچھا تو کون ہی ؟ جواب دیا کہ میں بیربل نیا نوکر سرکار کا ۔ کہا تو اپنے گھر کیوں نہیں گیا ؟ بولا کہ میری یہہ خو ہی کہ جب کسی کا نوکر ہوا ۔ بغیر اُس کے کہے اپنے گھر یا اور کہیں نہیں جاتا دن کو اُس کے پاس رہتا ہوں اور رات کو کھڑا چوکی دیا کرتا ہوں ۔ شمع جو راجا کے ہاتھ میں تھی اُس کی روشنی سے اُس نے دیکھا کہ آنکھوں سے راجا کی آنسو بہتے ہیں ۔ حیران ہوا کہ ان کے رونے کا سبب کیا ہی ۔ آخرش پوچھا کہ مہاراج ! آپ کیوں روتے ہیں ؟ راجا نے فرمایا کہ ایک عورت کہیں ایسے درد سے روتی ہی کہ اُس کی آواز سوزناک سے میرے دل میں آگ لگی ہی اور اُس کے دکھ کے سبب میری آنکھوں سے اشک جاری ہیں

بیربل سر اپنا جھکا کر بولا کہ غلام کو کیا حکم ہوتا ہی ؟ راجا نے فرمایا کہ تحقیق کرو کہ وہ عورت کہاں ہی اور کس واسطے روتی ہی اگر مفلس ہی تو اتنے روپے دلوا-

دو کہ باقی عُمر کو اُس کی کفایت کریں۔ بیربل یہہ حُکم سُن کر جدھر سے وُہ آواز آتی تھی اُدھر چلا۔ راجا نے دیکھا کہ یہہ اکیلا اندھیری رات میں باہر اُس کی تلاش کے لیئے جاتا ہی تب خاطر میں یوں گُذرا کہ مُناسب نہیں یہہ تنہا جاوے بہتر یوں ہی میں بھی اُس کے پیچھے جاؤں اور دیکھوں یہہ کہاں جاتا ہی اور کیا کرتا ہی۔ ہاتھ میں تلوار لیکر پیچھے پیچھے اُس کے ایسا دبے پاؤں ہولیا کہ ہرگز اُسے خبر نہ ہوئی۔ شہر کے باہر جاکر چاروں طرف دوڑا آخر ایک جگہہ کھڑے ہوکر اُس کی آواز پر کان لگے تب اُس کی آواز سُنی کہ دکھن کی طرف سے آتی ہی۔ اُدھر ہی چلا اور راجا بھی اُس کے پیچھے چلا جاتا تھا اور یہہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ کیا نوکر خیرخواہ ہی کہ اپنے خاوند کے حُکم پر کیسی محنت اور جاں فشانی کرتا ہی۔

آخر بیربل کیا دیکھتا ہی کہ ایک عورت جوان خوبصورت زار زار روتی ہی۔ بولا کہ ای ماتا! تونے اتنا مجھے کس لیئے دوڑا مارا اور سبب رونے کا تیرے کیا ہی؟ اپنا احوال کہہ۔ عورت نے جواب دیا کہ میں عُمر اِس مُلک کے راجا کی ہوں اور دولت سے اُس کی خوب میں نے آرام پایا ہی۔ اب زندگی اُس کی آخر ہوئی ایک پہر رات باقی ہی آفتاب کے نکلتے ہی راجا مریگا۔ بیربل نے یہہ بات سُن آہ کھینچ کر پگڑی اپنی زمین پر دے ماری اور کہا کیا کروں قضا کے تیر کی ڈھال نہیں اگر کسی آدمی زاد سے کام پڑتا تو میں اپنے حوصلے کے موافق اُس کی تدبیر کرتا کہ جس میں راجا زندہ رہتا اور یہہ کہا کہ ای عورت! کسی طرح راجا کی جان بچ سکتی ہی؟ وُہ بولی کہ ای مرد! اگر تجھ سے ایک کام ہو سکے تو مجھے اُمید ہی کہ بچ رہے

بولا کہ تم کو اگر خدا چاہے تو اپنے حتی المقدور محنت اور تدبیر میں قصور نہ کرو آگاہ
آگے اختیار خدا کے عورت نے کہا سن ای عزیز! ایک تھا نوکر راجا کی سرکار میں
بیربل نام ہی اُس کے اولاد ایک بیٹا خوبصورت کہ اُس میں چھتیس لچھن نیک
بختی کے موجود ہیں۔ اگر تو اُس بچے کا سر کاٹ کر منگلا دیبی کے آگے رکھے اور یہہ کام
تجھ سے سوچ بچارنے کے آگے سر انجام ہو تو یقین ہی کہ راجا کی جان بچیگی اور
بیس برس عمر اُس کی زیادہ بڑھیگی

یہہ بات کہکر وہ عورت تو نظر سے غائب ہو گئی۔ راجا جو اُس کے پیچھے کھڑا تھا
یہہ سب باتیں اپنے کانوں سُنیں۔ بیربل وہاں سے جلد دوڑ کر اپنے گھر آیا اور عورت
کو نیند سے جگاکر سب کیفیت جو گذری تھی سو کہی۔ اُنے سُنکر یہہ جواب دیا کہ اگر
تیرے بیٹے کے سر دینے سے راجا کی جان بچے تو خوش نصیبی ہماری کہاں ہی۔
[illegible] واسطے کہ ہم اُس کا نمک ایسے دنوں کے لئے کھاتے ہیں کہ کٹھن میں کام
آویں اور کہا ای بیربل! جلدی کر مبادا رات تمام ہو جاوے اگرچہ خاوند کے موافق
[illegible] کی بات [illegible] تھی لیکن مہر مادری سے ایک دم میں [illegible] کہ سارا
[illegible] اپنا اور لڑکے [illegible] گیا۔ بیربل اُس کی یہہ حالت دیکھکر لڑکے کو جلد
جگایا اور منگلا دیبی کے گھر میں جاکر اُس کو نہلایا اور لڑکے سے ذبح کرنے
کی اجازت چاہی۔ وہ بھی راضی ہوا کہ مجھ کو راجا کے بدلے جو تو بلی دیتا ہی تو اچھا
[illegible] اس کام میں پوچھنا کیا ضرور ہی [illegible] جلدی کر
[illegible] یہہ اُس سے سُنکر لڑکا بھی فدا ہونے پر خاوند کے حاضر ہی اور حق نمک

کا اُس کی ادا کیا چاہتا ہی تب اُس کو گود میں لیکر ذبح کیا اور کہا شکر ہی خدا کا کہ
میرے فرزند نے جان دینے میں کچھ خوف نہ کیا اور سر نہ پھیر کر رہ گیا اور اپنے دل سے کہا
کہ حق خاوند کا اپنی گردن سے میں نے ادا کیا اور میرا بھی ایک فرزند تھا کہ جان اُس
کی میری آنکھوں کے آگے تلوار کے نیچے نکلی اگر میں اس کا اب غم کروں تو کہاں تک بلکہ
بہتر یہ ہی کہ بیٹے کے پیچھے میں بھی جاؤں بعد اس کے اپنا سر بھی اُسی تلوار سے
کاٹا عورت اُس کی (جو اُس وقت پیچھے لگی ساتھ چلی آئی تھی اور دور سے
چھپی یہ ماجرا دیکھتی تھی) بیٹے کا ذبح کرنا دیکھ کر بے ہوش ہو گئی
بعد تھوڑی ایک

دیر کے جو ہوش میں آئی تو کیا دیکھتی ہی کہ دریا میں لہو کے سر بیٹے اور خاوند کا
پانی کے بلبلے کی طرح تیرتا پھرتا ہی اُس کو دیکھ کر کچھ اُنے اپنے دل میں فکر کی
اور سر اپنا خاوند اور بیٹے کے پاؤں پر رکھ کر اُسی تلوار سے کاٹا راجا دور سے یہ حال
دیکھ کر اُن تینوں سرکٹوں کے نزدیک آیا اور ایسا رویا کہ آنکھوں سے اُس کی اتنے
آنسو جاری ہوئے کہ اُس جگہ ایک سیلاب ہو گیا اور دیکھا کہ اُس سیلاب میں
تینوں معہ بت خانہ ڈوبنے پر ہیں تب راجا نے اپنے دل میں کہا کہ انہ تینوں نے میری
جان کی خاطر اپنے سر فدا کئے اگر میں ایسی حالت دیکھ کر جیوں تو میرے برابر دوسرا
کوئی سنگدل نہ ہوگا جلد بت خانے میں آن کر اُن تینوں کے پاؤں چوم کر یہ
شعر پڑھا

خدمت شایستہ ہو سکتی نہیں [illegible]   [illegible] جو کہ [illegible] بدلے عزیزاں پر نثار

اور چاہا کہ سر اپنا عورت کے پاؤں پر رکھ کر تلوار سے کاٹے اتنے میں دیوی نے حاضر ہو کر
ہاتھ راجا کا پکڑا اور کہا کہ بیربل بڑا نمک حلال ہے - تجھے لازم نہیں کہ تو اپنا سر
دیوے ۔ راجا نے کہا جو ایسے نمک حلال نوکر کے لئے اپنا سر نہ دوں تو زندگی بے لطف ہے ۔
دیوی یہ سنکر بہت
خوش ہوئی اور بولی کہ میں تجھ سے نہایت راضی ہوئی جو کچھ تو چاہے سو
مانگ کہ میں خدا سے تیرے واسطے مانگوں ۔ راجا بولا کہ خدا کے فضل سے میرے یہاں
سب چیز موجود ہے کسی بات کی کمی نہیں اگر تجھے کچھ توفیق ہے تو خدا سے یہ
دعا مانگ کہ یہ تینوں جی اٹھیں ۔ یہ سنکر دیوی دعا کرتے ہی نظر سے غائب ہوئی
وہ تینوں کے تینوں اٹھ کھڑے ہوئے

راجا وہاں سے چھپ کر اپنے مکان میں آ بیٹھا اور کیا دیکھتا ہے کہ بیربل (سوار) ہاتھ
میں لیے گھوڑے سے آن پہنچا ۔ راجا نے غصے سے کہا اے بیربل ! جس کام کے لیے تجھے
بھیجا تھا کیا غضب ہوا کہ تو نے اس کا جواب بھی نہ دیا ۔ بیربل بولا کہ ایک عورت
میدان میں روتی تھی ۔ جوں مجھے دیکھا وہیں اٹھ کے چھپ گئی ۔ میں نے وہاں ادھر
ادھر پھر کر بہتیرا پکارا پر اس نے مجھے جواب نہ دیا ۔ کچھ معلوم نہ ہوا وہ کہاں چلی گئی ۔
راجے یہ بات سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کہا جو شرطیں سخاوت اور
شجاعت اور جانبازی بادشاہوں اور راجاؤں میں چاہئیں سو میں نے سب تجھ
میں پائیں ۔ میری زبان نہیں جو تیرا وصف بیان کروں اور جو کچھ نیکیوں اور خو-
بیوں سے رات کو بچشم خود دیکھا تھا سو سب اپنے مصاحبوں سے کہا اور بیربل

کو گلے لگا کر خلعت دیا اور روپے بہت سے بطریق انعام کے بخشے اور اپنے ملک کی حکومت میں اُس کو شریک کیا

پھر قاز بولا ای شترخاب اب سر بال بتا تو کہ تو نے دیکھا تو نے کیسا کام کیا یہ بات سنکر شترخاب نے جانا کہ کوے کے ساتھ دل سے موافقت رکھتا ہے اس واسطے بات اپنی مختصر کی اور کہا ای قاز او نیر وہ ہی کہ سوائے راستی کے بات نہ کہے اور خوشامد نہ کرے اگرچہ بادشاہ نے اُس کی عزت کی ہے لیکن وہ سخت کمینہ اور بد اطوار ہے قاز نے کہا جو وہ بد ہے تو اپنے لیئے بدی کریگا تب شترخاب بولا جو کوئی اپنے واسطے بد ہو تو اُسے بیگانے کو بھی چاہیئے کہ ڈرتا رہے شاید آپ نے قصہ کرنا باد فروش کا کہ جس نے اپنے ہمسایوں کو بہت سا دکھ دیا تھا نہیں سنا قاز نے پوچھا وہ قصہ کیونکر ہے؟

شترخاب نے کہا کہتے ہیں کہ بداؤں شہر میں کرنا نام ایک جماعت برہمنوں کے پروس میں رہتا تھا ہمیشہ غرور کے سبب جو کر سکے کیا کرتا جب دیکھتا کہ اب [illegible] کے ہاتھ سے بچ نہیں سکتا تب بھاگ جاتا کوتوال اُس شہر کا جو اُسے گھر میں نہ پاتا تو اُنہیں بیچارے برہمن پروسیوں کو ستاتے پھر جا کے پکڑ لیجاتا کچہری میں بٹھا کر وہ سکے او بہو ذلیل کیا کرتا تب وے لاچار ہو کر کچھ بطور رشوت کے کوتوال کو دیکر چھوٹ آتے اُسی طرح اُس کے ہاتھ سے اکثر اذیت پایا کرتے اور ایک مدت تک اُس کے ہاتھوں سے غریب دکھ پاتے رہے

ایک برس ایسا اتفاق ہوا کہ اُس کے [illegible] برہمن

آپس میں صلاح کر کے ایک نیا کنوا کھودنے لگے۔ اِتنے میں وُہ بھی اُن کے پاس
آکر کہنے لگا کہ مجھے بھی اِس کے کھودنے میں شریک کرو تا کہ مجھ پر بھی اِس کنوے
کا پانی حلال ہو۔ سب نے جانا کہ شاید اِس کے دل میں خُدا نے نیکی ڈالی اور بدی سے
باز رہیگا۔ سبھوں نے راضی ہو کر اُن کھودنے دیا۔ وُہ تو ایک بدذات تھا۔ نام کے
واسطے ذرا ہاتھ لگا کر چلا گیا۔ جب کوا تیار ہوا اور ہر ایک آدمی اُس کا پانی پینے
لگا تب بادوفروش آیا اور سب ہمسایوں کو یہہ قسم دی کہ جب تک اُس کے پانی کا
حساب مجھے نہ سمجھاؤ تب تک نہ پیو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ تیرا حصّہ قابل ہی اپنا
جُدا کر لے ہم اپنے حصّے کی طرف بھر لیا کرینگے۔ یہہ بولا تم اپنے حصّے کے مختار ہو۔ میں
اپنے حصّے کی طرف کوئے میں زہر ڈالونگا۔ برہمنوں نے دیکھا کہ اِس حرام زادے سے یہہ
دور نہیں اِس کے بدلے اُس کو کچھ روپئے دیئے اور اپنا پیچھا چھڑایا۔ برہمنوں کے
دیئے ہوئے روپئے جب کھا چکا تب دیکھا کہ اور کچھ حیلہ تو نہیں بن پڑتا اِس میں ایک روز ہوا
زور سے چلتی تھی اپنے گھر کے آنگن میں کھڑے ہو پکار کر کہنے لگا کہ اے پڑوسیو! تم
کو خبر کرتا ہوں کہ میرے گھر میں سانپ بچھو چوہے مکڑیاں بہت جمع ہو گئی ہیں۔ اِس
لیئے چاہتا ہوں کہ اپنے گھر کو پھونک دوں۔ تم خبردار ہو جاؤ کہیو نہ پھر کوئی نہ کہے کہ
بھاگ نے اپنے ہمسایوں کو جلا دیا۔ سب پڑوسی اپنے اپنے گھر سے آکر اُس کے پاؤں
پڑے اور کہا کہ اے بھلے آدمی! تجھ سا ہمسایہ ہم کہاں پاوینگے کہ آگ لگانے سے پہلے ہم کو
خبر کی! اب ہم تجھے کچھ روپئے دیتے ہیں۔ تو ایسی فکر کر کہ جس میں سے یہ
بچھو چوہے مکڑیاں بغیر گھر جلانے کے نکل جاویں۔ چنانچہ آپس میں چندہ کر کے اُس

کوئی کچھ بیان پھر باہم بیٹھکے کہنے لگے کہ یارو ایسا نقشہ نظر آتا ہے کہ کسی نہ کسی دن
پھر بھاتو ہم سب کو پھونک دیگا یا کسو سخت خرابی میں ڈالیگا اگر اُسے ہم کچھ
کڑی بات کہینگے تو پھر اپنا پیچھا ماریگا

آخر کام کوتوال سے پڑیگا اور وہ ہم کو دوٹھ جان کر ستاکے لوٹیگا بہتر یہی ہے کہ اِس
جگہہ کو چھوڑیں کسی اور گاؤں میں جا رہیں جب سب کی صلاح یہہ ٹھہری تو
سب کے سب برہمن راتوں رات ایسے بھاگے کہ پانچ چھے دس بارہ کوس نکل گئے
اِس خطرے سے کہ کہیں وہ بدذات بھاتو پیچھا کرے یہہ سب باتیں کرکے پھر
سُرخاب نے کہا کہ اُس حرام زادے نے پڑوسیوں کو ایذا دی اور وے سب بھلے آدمی
اُسکے ڈر سے جلاوطن ہوئے تب قاز نے کہا اے سُرخاب! تیری حالت اُس برہمنی کی
سی ہوئی

سُرخاب نے پوچھا کہ اُس کا قصہ کیونکر ہے؟ قاز بولا یوں سُنا ہے کہ ٹرنڈ نام
ایک برہمن تھا جنگل سے لکڑیاں سر پر لاتا گھر سے چراغدان پیڑھے گھڑاونچی [illegible]
پنجرے بناکر بیچا کرتا اور اُن کی قیمت سے اپنی گذران کیا کرتا ایک دن اُس نے
جنگل میں جاکر اخروٹ کے درخت پر چڑھ کے ایک ڈوہا تھا اوپر جا کلہاڑی ماری
کلہاڑی کے مارتے ہی اُس میں سے ایک جوگی نکل کر بولا اے برہمنی! گورکھناتھ
میرا نام ہے میں نے خدا کی راہ میں بہت محنت کی ہے جو کچھ میری زبان
سے نکلتا ہے خدا کے حکم سے وہی ہوتا ہے
تو درخت کے کاٹنے سے ہاتھ اُٹھا اور جو تجھے چاہئے مجھ سے مانگ یہہ سُنکر

درود گر نے فکر مند ہو کر کہا کہ بن سوچے بچارے کیا مانگوں ؟ ہاں اِتنا چاہتا ہوں کہ اپنے گھر جا کر جو میری زبان سے تین بچن نکالیں سو ہی ہوں ۔ جوگی بولا جا۔ بھگوان پورن کریگا درود گر خالی ہاتھ گھر میں آیا اُس کی جورو نے پوچھا باہر سے تو کیا لایا وہ غصے ہو کر زبانِ فحش سے بولا دیکھتی نہیں خالی ہاتھ آیا ہوں لایا ہوں کیا فلانا یہہ بات اُس کے مُنہہ سے نکلتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ سارے گھر میں ہر ایک طرف جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھے قلندروں کے سے سونٹے لٹکتے نظر آنے لگے جس جگہہ ہاتھ ڈالتا سوائے اُس کے اور کچھ ہاتھ میں نہ آتا تھا اور جو ایک کو اُٹھا کر پھینکتا تو اُس کے بدلے دس پیدا ہوتے بڑھئی بولا زہے طالع میرے جو کچھ میں کہونگا سب پورن ہوگا یہہ حالت اُس کی جورو دیکھ کر بہت خوش ہوئی کہ بخت نے میرے یاوری کی جو میرا خاوند صاحب کرامت ہوا اور بڑھئی اپنے دل میں کہنے لگا کہ جوگی نے مجھے کہا تھا کہ تین باتیں قبول ہونگیں سو اُس میں سے ایک یہہ تھی جو گذری ؛ اب دوسری سے اِس علت کو دفع کروں اور تیسری سے جو چاہونگا سو پاؤنگا ۔ پکار کر کہا اے بھگوان ! یہہ بلا میرے گھر سے سب کی سب دور ہو کہتے ہی اُس کی دُعا مقبول ہوئی پر یہہ خرابی ہوئی جو دیکھتا ہی اپنے سر کو تو کچھ علامت مردی کی مطلق باقی نہ رہی ۔ خفگی سے جھنجھلا کے ڈاڑھی اپنی اکھاڑنے لگا اور تیسری بات جو باقی تھی سو اُس سے اپنی مردی کا پھر نشان پایا اور شکر خدا کا بجا لایا

قاز نے اِس قصے کو تمام کر کے یوں کہا اے سرخاب ! جس طرح وہ بڑھئی کمال

کانکال رہا اب کوّے کے نکالنے سے وہی نوبت میرے پیش آویگی - کیونکہ ایک تو کوّا اپنے یاروں کے جتھے سمیت چلا جاویگا اور دوسرے پھر کوئی ہُدہُد کے لشکر سے اِدھر آنے کا قصد نہ کریگا ۔ تیسرے سب پر یہہ یقین ہوگا کہ قاز سپاہ سے کچھہ کام نہیں دکھاتا ۔ جس طرح یہہ کوّا رہے پڑا رہنے دو ۔ اسے سُنکر سُرخاب بھی ناچار ہوکے چُپ رہ گیا پھر قاز بولا کہ اے وزیر! کچھہ دُشمن کے ٹالنے کی فکر کرو کہ وہ نزدیک آپہنچا ہے ایسا نہ ہو کہ اُس سے غافل رہو ۔

سُرخاب بولا کہ جاسوسوں کی زبانی یوں سُنا ہے کہ کرگس وزیر ہُدہُد کا بڑا عقلمند ہے - وہ ہرگز لڑنے نہ دیگا اگر ایسے وزیر دانا کی بات نہ سُنیگا اور پھر لڑائی کو آویگا تو معلوم کیجیو کہ سخت نادان ہے اور لشکر اپنا برباد کریگا اور یہہ مثل مشہور ہے ۔ جو سردار ہوکر بخیل نالائق ڈرپوکنا غافل بدزبان جھوٹھا ہو اور فوج اُس سے بیدل ہو تو وہ جلد خراب ہو جاتا ہے ۔ اے بادشاہ! اب تک ہُدہُد کے لشکر نے تاجے کو تمھارے نہیں گھیرا - چاہئے کہ تلنگ کوتوال کو بُلاکر حکم کرو کہ جلد جاکر وہ راہ کہ جدھر سے اُس کی فوج کے آنے کا ڈر ہے بند کرے اور جس جگہہ جنگل اور گہرا پانی ہو اپنا لشکر وہاں موجود رکھے اور جب دُشمن کی فوج راہ کی تھکی ماندی بھوکی پیاسی جہاں آکے چھیرے - اُس پر چڑھہ دوڑے یا جس وقت کہ لشکر مخالف کا جنگل اور پہاڑ کی گھاٹی میں چلیا آدمی پر اُتارا کرنے لگے جا گرے یا اُس حال میں کہ ساری رات اُن کو جاگتے گذری ہو - لے شتاب صبح ہوتے نیند غلبہ کریگی اور سب کوئی ہتھیار بدن سے کھول کریں فکر سوئیں [illegible] اپنا مطلب [illegible] کرے ۔ اُنھی وقتوں میں عقلمندوں نے اپنا کام

کیا ہی جب قاز نے سرخاب سے یہ تدبیر سنی کہ کانگ کو اُس کے لوگوں سمیت
بلایا اور کئی سرداروں کو اُس کے ساتھ مقرر کر کے جو سرخاب نے کہا تھا سو اُنھ
سے کہا

کانگ اپنی جمعیت لیکر گیا اور ہدہد سے جا لے ہی مقابلہ ہو گیا اور ایسی لڑائی ہوئی کہ
مخالفوں کی فوج سے یہاں تک لاش پر لاش گری کہ اُنھ سے چبوترہ بندھ گیا تب ہدہد
نہایت بےحواس ہو کر کرگس وزیر سے کہنے لگا کہ "تو نیک ذات ہی اور پایہ وزارت
کا رکھتا ہی۔ لشکر میرا سب مارا گیا اور مجھ کو کچھ فکر نہیں۔ بھلا مجھ سے تیرے
حق میں کیا کوتاہی ہوئی کہ ایسی صلاح نہیں دیتا کہ جس سے ملک قاز کا میرے
ہاتھ آوے

بالفعل یہ جو کچھ کہا میں نے اُسے تو قطع نظر مگر اِس سخت مشکل میں پڑا
ہوں کہ جتنی فوج میری دشمن کے ہاتھ سے باقی رہ گئی ہی۔ اپنے ملک تک پہونچ کر
جیتی جا پہونچیگی یا نہ" یہ سن کر کرگس بولا ای بادشاہ! بزرگوں نے کہا ہی کہ اُمرا اور
وزرا اور بادشاہوں کو آٹھ خصلتیں نہ چاہئیں کہ یہ اُن کے واسطے سخت معیوب
ہیں اور ضرر رکھتی ہیں۔ ایک تو شراب کا پینا دوسرے دن رات عورتوں کے
ساتھ اختلاط کرنا۔ تیسرے اکثر اوقات شکار کھیلنا چوتھے قماربازی۔ پانچویں وزیر
کی نصیحت کو نہ سننا۔ خداوندا! میں نے اِسے آگے عرض کی تھی پر آپ نے میری صلاح
کو کبھی اپنے کان میں نہ رکھا اب یہاں سے پھر جانا نہایت مشکل ہی۔ اُس کی
علاج میں نہیں دے سکتا کیونکہ آئین سلطنت یوں ہی کہ جو بادشاہ اپنے ملک

بھیج دو شہر کے ملک پر یہہ ارادہ مہم چڑھہ جاوے تو بے فتح یا صلح کے خالی نہیں پھر آ جو
پھرے تو سخت زبونی اور جگ ہنسائی ہے

یہہ بولا کہ ہمارے بہت پہلوان لڑائی میں کھیت آئے اور اکثر قید ہو گئے اب اتنی
فوج سے کیونکر فتح ہو گی اکبر گس نے کہا حضرت! ایسی فکر ضعیف کو خاطر مبارک میں دخل
نہ دیجیئے - میں تو تین روز میں اگر دشمن کے قلعے کو لیکر فتح کا نقارہ نہ بجواؤں تو
مرد نہ کہلاؤں ! قریب ہے کہ مخالف کا لشکر اپنے قلعے کی راہ پکڑیگا اور دانا پانی بھی
اُس کا چاروں طرف سے بند کیا جاویگا! قاز کے جاسوس نے یہہ بات سنتے ہی دوڑ
کر جا کہا پیر مرشد! آپ کیا بے فکر بیٹھے ہیں - یقین جانیئے کہ یہہ آج کل میں آپ
کے گڑھ کو آ لیتیگا! قاز نے یہہ سنکر وزیر سے کہا لشکر کی موجودات لو اور ایک ایک
سپاہی کو انعام دو چنانچہ داناؤں نے بھی کہا ہے کہ بنجا دس کوڑیاں نکھوئے اور کام
کے وقت دس ہزار روپیوں کو بھی اُس سے کمتر جانے اور جو کوئی ایسے وقت داد
و دہش میں سپاہ سے بخل کرے تو مال اور ملک اپنا برباد دیوے اور جو کوئی سخاوت
اپنا شیوہ اختیار کرے تو اپنے دشمنوں کے سر پاؤں تلے ملے اور زنجیر دوستی کی
اپنی فوج کے پاؤں میں ڈالے جو نوکر اپنے خاوند سے راضی ہو تو اُسے چھوڑ کر کہیں نہ
جاوے اور تیر و تلوار سے بھی کبھی منہہ نہ موڑے ! یہہ سنکر گس وزیر صاحب تدبیر
۷۹ نے اور لئے اُس کی بات سے کچھ مضمون نہیں پھیرا اگر وہ اُس کا کہا مانتا تو تمام
لشکر تین تیرہ ہو جاتا لیکن وزیر آزمودہ کار ہے اِس واسطے فوج نہ بھاگی - میدان میں
قائم رہی جس نے لڑکے اور لڑنے اور عورت کی بات کو سنا وہ دریا میں غم کے ڈوبا

زاغ اور سُرخاب اُنھیں باتوں کے کہنے سُننے میں تھے کہ کوّے نے آکر سلیم کی اور فریب سے کہا کہ ہُدہُد کے لشکر نے گرد قلعے کا گھیر لیا۔ زاغ نے پوچھا کہ تخمیناً فوج اُس کی کتنی ہوگی؟

زاغ بولا کہ بارش کے سبب اُس کے لشکر کا کچھ حساب نہیں ہو سکتا اور سوار و پیادے صف بصف زِرہ پوش ہر جگہہ زمین پر ایسے پھیلے ہوے ہیں جس طرح آسمان پر کالی گھٹا چھا جاتی ہی اور بہیر اُس کی جھونٹیوں کی مانند یوں کوندرہی ہی کہ جس کی سیاہی سے ساری زمین کالی ہو رہی ہی اور شلاکے ایسی ہو رہی ہی کہ گویا پانی کے بدلے آگ برستی ہی اور ہاتھی اِس طرح شور کرتے ہیں جیسے بادل گرجتے ہیں۔ زاغ یہہ بات سُنکر بہت فکرمند ہوا تب کوّا پھر بولا اگر حضرت کا حکم پاؤں تو کوٹ سے باہر جاؤں اور ہُدہُد سے تلواروں لڑوں۔ سُرخاب وزیر نے کہا ہرگز ایسا نہ کیا چاہیئے اگر لڑائی باہر ہو تو قلعے سے کیا فائدہ پھر یہہ کس کام آویگا۔ کہوں کہ جو گھیر پانی سے باہر نِکلے تو اُسے ایک کیڑا مار سکتا ہی۔

خیر اگر ہُدہُد تمام اپنی فوج لیکر لڑنے کو تیار ہوا ہی تو تم بھی اپنا لشکر تیار کر بھیجو تاکہ دونوں فوجیں آپس میں لڑیں اور تم اپنی فوج کی پُشت پر رہو کہ اُس کو دلاسا رہے سپاہی اپنی نیکنامی اور صاحب عالی کے واسطے سب متفق ہوکر دشمن پر حملہ کریں۔ زاغ نے یہہ سُنکر لڑاکے جنگی سوار اور پیدل پیادے اور بڑے بڑے مست ہاتھی مخالف کے مقابل کھڑے کئیے کہ جنھوں کے پاؤں

کی گرد سے اُن کی آنکھیں اندھی ہوتی تھیں اور شور سے لوگوں کے اور آواز سے دمامے کی کان ساتوں آسمان کے بہرے ہوتے تھے اور زمین سے فلک تک گویا خیمہ غبار کا کھڑا ہوا تھا اور ہُدہُد کی فوج کے مُقابل اپنا ڈیرہ کر کے سردار اور سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ آج ایسی جانفشانی کیجئے اور لڑائی لیجئے کہ پہاڑ پر خون کی ندیاں بہیں تب قاز نے چاہا کہ لڑنے کے واسطے جاوے سُرخاب نے بادشاہ کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ قلعے کی حُرمت رکھنا چاہیئے

ہُدہُد نے جب لشکر قاز کا دیکھا تو حیران رہا اور کرگس کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو کہتا تھا کہ میں دو ایک دن میں قلعہ لونگا قاز تو ایسی جمعیت رکھتا ہے کہ ہماری فوج سے زیادہ ہے کرگس وزیر بولا ای بادشاہ! غریب کے گھر میں پکا پکایا کوئی جا نہیں سکتا یہ اونچا قلعہ اور لشکر انبوہ ہے اس میں فکر کرنی ضرور ہے کہ قلعہ لینے میں حکمت چاہیئے پہلے اُس کی تدبیر یہ ہے کہ جس روز ہوا سخت مخالف کے رُخ پر کی ہو اُس دن آندھی کے پہنچنے میں دو تین ہزار بان مار کر اُس دُھواں دھار میں گروہ کو آگ لگا پیچھے اُس کے لٹ کر حملہ کرے ۲ دوسرے مورچہ بندی کیجئے کہ مدعی طاقت آگے بڑھنے کی نہ پاوے ۳ تیسرے چار طرف قلعے کے اِس طرح سے مُحاصرہ کیجئے کہ کوئی آمد و شد نہ کر سکے تب دُشمن مُحاصرے میں تنگ ہوگا اور اِس کے سوا اور بھی تدبیریں ہیں لیکن انھیں تینوں [illegible] پسند آوے

ہُدہُد نے کہا [illegible] اس [illegible] طرف کا لشکر دیکھ کر جو اس [illegible] گم ہوئے اور کچھ

ہوش مجھ میں نہ رہا۔ اس وقت اپنی صلاح دے کہ جسے ہماری فتح ہو اور مخالف کی شکست۔ کرگس بولا کہ آج تو شام ہوئی کل صبح جو کرنا ہوگا سو کروں گا۔ یہہ کہہ کر تمام شب تدبیر میں رہا کہ کسی صورت سے دشمن کو توڑیے اور قلعے کو لیجیے

آخر اس نے ایک جاسوس (کہ بہت ہوشیار اور چالاک تھے اور اس پر نہایت اعتبار رکھتا تھا) بلا کر کہا کہ یہہ وقت تمہاری نمک حلالی کا ہے۔ چاہیے کہ بھیس اپنا بدل کر قلعے میں جاؤ اور وہاں کی سن گن لو اور دیکھو اُن کے یہاں کیا تردد ہو رہا ہے اور کون کس فکر میں ہے اور دروازے قلعے کے کون کون سے کس کس کے اہتمام میں ہیں اور اتنا معلوم کرو کہ کس طرف غفلت اور کس کا مورچہ ہلکا ہے اور کس دروازے سے ہم قلعے کے اندر جا سکیں گے۔ یہہ سب باتیں خوب دریافت کر کے ہم کو جلد خبر پہنچاؤ۔ تب جاسوس کرگس وزیر کے موافق حکم اپنا لباس کووں کا سا بنا کر رات کے اندھیرے میں کوٹ کی طرف چلے اور کووں کے ساتھ داخل قلعے میں گئے اور ہر طرف کوچہ و بازار میں اور اُمراؤں کے خیموں کے آس پاس پھرنے لگے۔ خوب تجسس جو کیا تو کوے کے مورچے میں غفلت بہت اور لوگ تھوڑے پائے

یہہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور تھوڑی سی رات رہتے جدھر سے قلعے میں پہنچے تھے اُدھر ہی سے باہر نکلے اور دوڑ کر یہہ خوشخبری کرگس کو جا پہنچائی۔ وہ اسے سن کر اپنے کپڑوں میں پھولا نہ سمایا۔ فی الحال اپنی فوج کو تیار کر کے کہا کہ چار گھڑی کے تڑکے

چُپ چاپ چیونٹی کی چال اِس طرح قلعے کی طرف چلا چاہیئے کہ کوئی کانوں کان نہ سُنے اور جاسوسوں کو آگے دھرے ہوئے پیچھے پیچھے چلے چلئے جب کہ دروازہ قریب رہے تب کسی چیز کا آڑ تاکر ٹھہر رہیئے۔ جس دم کوٹ کا دروازہ کھلے۔ اُسی دم اُس کے اندر پیٹھ جائیے۔ خدا چاہے تو قلعہ ہاتھ آجاویگا۔ یہ صلاح ہُدہُد کے گوش گذار کر کے عرض کی کہ میں تو اُدھر جاتا ہوں جب میرے ہرکارے حضور میں ظاہر کریں تو فی الفور حضرت تمام لشکر کو لیکر واسطے تقویت کے غلام کی پُشت پر [illegible] اگر خداوند اِس میں غفلت کریگا تو دشمن مجھے تھوڑی جمعیت کے ساتھ دیکھ کر ہر طرف سے گھیر لیگا

ہُدہُد یہ اُس کی تدبیر سُنکر بہت خوش ہوا اور اُسے رُخصت کیا۔ پھر سب سرداروں کو بُلاکر وزیر کی صلاح کے موافق [illegible] کہ اپنے اپنے خیموں میں مُسلّح تیار رہیں۔ جس وقت میں سوار ہوؤں۔ اُسی وقت سب سوار ہوں۔ جدھر میری سواری جاوے۔ اُدھر ہی چُپ چاپ سب کے سب چلیں۔ ہرگز اِس میں کوئی کاہلی نہ کرے اُنھوں نے یہ حکم سُنکر سب سپاہ سے کہہ دیا کہ اپنے اپنے ڈیروں میں کمر بستہ مستعد رہو جب کرگس وزیر کے جاسوسوں نے بادشاہ ہُدہُد کو خبر کی کہ خداوند! آپ اِسی وقت سوار ہو جیئے تو بہت مبارک ہے تب ہُدہُد بادشاہ اپنی ساری فوج سمیت جاسوسوں کو ساتھ لیکر جس راہ سے کرگس گیا تھا روانہ ہوا اور کرگس نے مُنھ اندھیرے کوٹ کے دروازے کی طرف سے قلعے میں پیٹھ کر ہزاروں بانوں کی شلّک کر کے اُسی دھوم دھام میں یکایک

حملہ کر دیا اور ہُدہُد بھی تمام لشکر لیکر کُمک کو اُس کی پُشت پر پہنچا۔ لڑائی ہو
نے لگی جس وقت آفتاب مشرق کے پہاڑ سے مانند ملکُ الموت کے آسمان کے نیلے
گھوڑے پر سوار ہو نکلا اور آپس میں ایک کو ایک پہچاننے لگا۔ دونوں لشکر کی
موت کا بازار گرم ہوا اور ایسی تلوار چلی کہ دونوں طرف سے لاشوں کا ستھرا ہو
گیا۔ ہر کوچہ بازار میں قلعے کے خون اِس طرح بہنے لگا کہ جیسے آسمان سے ابر نے
خون کی ندّیاں بہائیں اور سب سپاہیوں کے لوہو میں پانی کے سے بُلبُلے نظر آتے
تھے اشلک کے دھوئیں سے گویا ایک اور ہی آسمان چھا گیا۔ اور عین لڑائی
میں کوّے بد باطن نے لوگ اپنے جمع کر کے قلعے کے اندر آگ لگا دی اور اپنے رفیقوں
سمیت قلعے سے باہر شور کرتا ہوا نکلا اور بھیڑ میں ہُدہُد کی جو لوگ اُس کی خبر
داری کو رہے تھے اُن سے کہنے لگا کہ قلعے میں آگ لگی اور ساری سپاہ قاز کی مُتفرق
ہو گئی۔ اب کوئی دم میں قلعہ بھی فتح ہو جاتا ہی الغصّہ اُس کے درمیان ایسی لڑائی
ہوئی کہ طرفین کے بہت سے سردار اور سپاہی کام آئے۔ آخر غلبہ ہُدہُد کی فوج کا ہوا اور
قاز کی سپاہ ہر طرف پریشان ہوئی اور تھوڑے سے لوگ قاز کے پاس رہ گئے

قاز نے جانا کہ اب قدرت

لڑنے کی میں اپنے میں نہیں پاتا اور فوج کا بھی رُخ پھر گیا اور صدمے سے لڑائی کے
کسی کو پھر حریف سے مُقابلے کی تاب و طاقت باقی نہ رہی۔ ناچار ہو کر کُلنگ
کو بلایا اور کہا اے کوتوال! میں نے خوب معلوم کیا ہی کہ طالع میرے پھر گئے اور
مجھ کو اتنی اُمید نہیں کہ یہاں سے اب پھر کر سلامت جا سکوں گا۔ میں یہ چاہتا

ہوں کہ تو نوکر نمک حلال ہی - کسی طرح خیر و عافیت سے اپنی جان لیکر
نکل جا لیکن یہاں سُسر خاب سے پہلے صلاح لے پھر وہاں جا کر میرے بڑے بیٹے کو اُس
ملک کا بادشاہ کر کہ ہمارے گھر میں سلطنت قایم رہے اور میں جانتا ہوں کہ سوائے
تیرے اتنا بڑا کام کسو سے ہرگز نہ ہوسکیگا۔ کانگ بولا اے بادشاہ! تم یہہ بات
اپنی زبانِ مبارک سے نہ نکالو کہ اس کے سننے سے میری چھاتی پھٹتی ہی۔ جب
تلک جان میرے تن میں ہے۔ تب تک کسی کی طاقت ایسی نہیں کہ تم پر آکر حملہ کرے
میں تم سے ولی نعمت کو اکیلا چھوڑ کر کدھر جاؤں - شرط خیرخواہی میری اب یہی
ہی کہ میرا سر آپ کے قدموں کے نیچے گرے اور یہی میری عین سعادت ہی۔ بادشاہ نے
کہا اے کانگ! میں جو تجھہ کو کہتا ہوں سو کر تیرے سوائے میرا ایسا کوئی خیرخواہ
اور کارگذار دوسرا نہیں۔ کانگ اپنے دل میں سمجھا کہ خداوند اپنی مہربانی سے
مجھہ کو لڑائی کے میدان سے نکالا چاہتے ہیں اور یہہ شرط نمک حلالی کی نہیں کہ بادشاہ
کو میدان میں اکیلا چھوڑ کر میں چلا جاؤں۔ مناسب یوں ہی کہ کسی حیلے جہاں پناہ کو اِس
خیال سے باز رکھوں

یہہ فکر کر کے کہا پیر مرشد! اگر میں اپنے لوگوں کو چھوڑ کر جاؤں تو خلق مجھہ کو
نامرد کہینگی کہ ایسے کارزار میں اور ایسے بُرے وقت میں بادشاہ اور اپنے یاروں کو
جی کی نامردی سے چھوڑ کر چلا گیا۔ میری اس میں رُسوائی ہوگی جب تک
جیتا ہوں کہیں نہ جاؤنگا۔ یہہ بات وزیر نے سُنکر سُسر خاب سے کہا کہ کانگ کی وہ صورت
[illegible] پانی اور کیچڑ آپس میں بے نفاق محبت رکھتے ہیں جب تلک پانی کیچڑ

کے اوپر ہے تب تک ہمیشہ وہ اُس کے نیچے ہے ۔ جس وقت پانی اُس
کے اوپر سے خشک ہو جاوے تب وہ کارا اُس کی جدائی سے چھاتی پھٹ کر رہ
جاتا ہی

اسی گفتگو میں تھے کہ ناگاہ خروس ہدہد کی طرف سے بجلی کی طرح کڑک کر پہنچا
اور آتے ہی قاز پر تلوار چلائی ۔ کالنگ نے اُس وار کو اپنے پر لیکر نیزہ اُس کی چھاتی
پر مارا ۔ آتے اُس کی انی کی چوٹ کو رد کر کے پھر کالنگ پر حربہ کیا اور آپس میں
انہہ دونوں سے ایسی لڑائی ہونے لگی کہ شور زمین سے آسمان تک پہنچا آخر
کالنگ خروس کے ہاتھ سے مارا پڑا تب بادشاہ بہت رویا اور اُس کی مغفرت
خدا سے چاہی اور آپ وہاں سے کشتی میں سوار ہو بھاگ کر اپنے وطن کو صحیح
سلامت پہنچا اور ہدہد قاز کے بھاگنے کی خبر سنکر نہایت خوش ہوا اور اُس فتح کو
غنیمت جان کر خدا کا شکر کیا اور نقارے فتح کے اور شادیانے خوشی کے بجوائے اور کہنے لگا
کہ جیسی مردانگی اور نمک حلالی کالنگ نے کی ۔ ایسی کم کسو سے ہوتی ہی اور اُس
کو بڑا ثواب پاویگا کس واسطے کہ جو کوئی خاوند کے حق نمک پر جان اپنی فدا کرے تو
رتبہ اُس کا آخرت میں غازیوں کا ہوگا اور جنت میں حور و قصور اُس کو نصیب ہونگے
اور جو کوئی کالنگ کا سا کام کریگا ۔ وہی جوانمرد اور سپہ سالار ہوگا

جب یہہ حکایت تمام ہوئی تب وشن سرما
برہمن کہنے لگا ای راجا کے بیٹو ! جو کوئی اس نقل کو اپنے من کے کانوں اور ہیئے کی
آنکھوں سے سنے اور دیکھے تو وہ بڑا سیانا اور گنونت ہووے اور چڑیوں کے سروں

کونڈھ کے کھانڈے سے کاٹ گراوے! اِس حکایت کے سُننے سے راجا کے بیٹے بہت خوش ہوئے اور پوچھا اے برہمن! چوتھی حکایت باپ کی دُشمنی سے بھلے بالرائی کے پیچھے ہونے کیونکر ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یوں سُنا ہے کہ قاز بادشاہ اور سرخاب وزیر لٹ کر اپنے پراگندہ تھے قاز نے سرخاب سے پوچھا کہ تو کچھ جانتا ہے کہ قلعے سے آگ کیونکر اُٹھی؟ سرخاب نے جواب دیا اے بادشاہ! کوّا ہمیشہ فوج کے ساتھ رہتا تھا یہ کام اُسی کا ہے اور میں نے اِس سے آگے ہی التماس کیا تھا کہ کوّے کو جگہ نہ دیا چاہیے! قاز نے کہا یہ خطا تیری عقل کی ہے نہ دوش کوے کا بلکہ قصور اپنے طالعوں کا ہے جو کچھ کہ خواہش خدا ہو وہی ہوا چاہے

سرخاب نے کہا جو کوئی دوست کی نصیحت نہ سُنے اُس کی وہی حالت ہوگی جیسے کچھوے کی ہوئی! قاز نے پوچھا وہ قصہ کیونکر ہے؟ سرخاب نے کہا جالندھر کے دیس میں پدنام ایک ندی ہے - دو قاز وہاں برسوں سے رہتے تھے اور ایک کچھوا بھی اُس ندی میں رہتا تھا اور اُسے قازوں سے بڑی دوستی تھی! چاند نام ایک مچھوا اُس کے کنارے یوں کہتا چلا جاتا تھا کہ کل اِس میں جال ڈال کے سب مچھلیاں پکڑوں گا! مچھوے کی بات کچھوا اور دونوں قاز سُنکر بہت ڈرے اور آپس میں صلاح کرنے لگے کہ اب کیا کیا چاہیے کہ اُس کے ہاتھوں سے کس طرح جی بچے! قاز بولے کہ آج دن بھر دیکھ لو کہ ماہی گیر سچ بول گیا ہے کہ ٹھٹھا۔

کچھوا بولا سنو یارو! اپنے گھر پر اگر وہ کل یہاں آپہنچا تم تو پرندہ ہو اڑ جاؤ گے اور میں اپنے میں اتنی طاقت نہیں دیکھتا جو

اس کے ہاتھ سے چھوٹ جیسا کہ بنئے کی جورو نے اپنے تئیں اور غلام کو ٹکر سے بچایا۔
قاروں نے پوچھا کہ وہ قصہ کیونکر ہے؟ کچھوا بولا کہ ایک کچھوے کو کوئی شکاری پکڑے
لئے جاتا تھا۔ کسی بنئے کے لڑکے نے اپنے کھلانے کے لئے اُسے مول لے لیا۔ دن کو اُس کے
ساتھ کھیلا کرتا اور رات کو اُس کی ماں اُسے پانی کے گھڑے میں بند کر دیتی۔
اسی طرح جب کتنی دن گذرے ایک روز کیا ہوا کہ بنئے کی عورت شہوت کی ماتی اپنے
غلام کا منہ چومنے لگی

اتفاقاً بنیا اُس روز بے وقت دوکان سے اپنے گھر میں آنکلا اور نظر بنئے کی بنیائن پر
جا پڑی۔ وہ سمجھی کہ میرا بھید اب اس پر کھل گیا۔ جلدی سے خاوند پاس دوڑی
آئی اور غصے سے کہنے لگی کہ اس موئے غلام نے چھ ماشے کافور جو گھر میں رکھا ہوا
تھا سو چرا کر سب کھا لیا۔ اس کے منہ سے بو آتی ہے۔ غلام رو کر کہنے لگا کہ
مہاراج! اگر میں نے کھایا ہو تو مہا پاپی ہوں پر یہہ رنڈی جھوٹھ موٹھ مجھے دوکھ لگا-
تی ہے۔ جس گھر میں ایسی جھوٹھی استری ہو اُس میں کوئی غریب کیونکر
رہنے پائیگا تب بنئے نے بھی غلام کا منہ سونگھا پر اُس کی بو باس نہ پائی تب
جھنجھلا کر عورت سے کہنے لگا کہ تو نے سارا کافور اپنے پتا کے گھر بھجوا دیا اور غلام کو
طوفان لگایا

وہ یہہ سنتے ہی چڑچڑا اُٹھی۔ وہ گھڑا کہ جس میں کچھوا تھا۔ دریا کی طرف سر
پر تیاگ کر لے چلی۔ اس میں مہاجن دل میں سوچا کہ تپنے کے مارے ندی میں ڈوبنے
نہ چلی ہو۔ اُس کے پیچھے یہہ بھی لپکا۔ ندی کے کنارے تک پہنچتے پہنچتے جا لیا اور

اُس کے ہاتھ پاؤں پڑ کر منانے لگا کہ مجھ سے چوک ہوگئی۔ جانے دے اور اُسے
کوشش کر کے گھر کی طرف لانے لگا۔ وہ غصے سے ہاتھ جھٹک کر اپنے تئیں چھڑانے لگی۔
اُسی کھینچا کھینچی میں سر پر سے گھڑا زمین پر گر کر پھوٹ گیا اور کچھوا
پانی میں چھوٹ گیا۔

یارو! اگر آج اتنی یاری کرو کہ مجھے یہاں سے لے کر اور ندی میں لے پہنچاؤ تو میں
بچ جاؤں۔ قازوں نے کہا تیرا جانا خشکی میں اچھا نہیں۔ کچھوا بولا اگر تم مجھ کو نہ
لیجاؤ گے تو میں اپنے پاؤں سے جاؤں گا۔ یہ سنکر قاز فکرمند ہوئے اور کہا تمھاری
حالت اُس بگلے کی سی ہوگی۔ کچھوے نے پوچھا وہ قصہ کیونکر ہے؟

قاز بولے کہ بھاگ رتی ندی کے
کنارے پر ایک درخت تھا اور اُس کے نیچے کسی جانور کا ایک بل تھا۔ اُس
میں ایک سانپ رہتا۔ ہر روز سوراخ سے نکل کر وہاں پھرا کرتا جو کچھ کھانے
کی چیز پاتا سو کھا لیتا۔ اُس درخت کے رہنے والوں کو اذیت دیتا۔ اُس میں
ایک بگلے نے اُس پر گھونسلا بنا کر بچے دیئے۔ یہ اُسے اندیشہ ہوا کہ کسی دن
یہ سانپ ہمارے بچوں کو کھا جائیگا۔ ایسی تدبیر کیا چاہیئے کسی طرح یہ مارا
جائے اور بچے ہمارے محفوظ رہیں۔ ایک بگلا جو اُن میں بوڑھا تھا سو بولا کہ یارو
ایک خیال آج میں نے اِس درخت کے نیچے پھر کے دیکھا ہے۔ تم ایک کام کرو کہ
[illegible] اپنے [illegible] میں ایک ایک مچھلی پکڑ لو اور اِس درخت کے تلے ڈال
[illegible] کھانے کے لیے آویگا تو سانپ بھی اپنے سوراخ [illegible]

سے نکلیگا - اُنھہ دونوں کے آپس میں عداوت قلبی ہی دونوں لڑینگے اغلب کہ
سانپ نیولے کے ہاتھہ سے مارا جائیگا

بگلوں نے موافق اُس کی صلاح کے ندّی سے مچھلیاں نکال کر درخت کے نیچے ڈال
دیں اور آپ اُس کی ٹہنیوں پر چپ کے ہو بیٹھہ رہے - اِس انتظار میں کہ
اُنھہ دونوں میں لڑائی ہو اور ہم تماشا دیکھیں - کون کس کے ہاتھہ سے مارا جاتا
ہی - اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ نیولا کہیں سے آنکلا اور مچھلیوں کو چُن چُن کھانے
لگا - سانپ بھی مچھلیوں کی طمع سے نکلا پر نیولے کو دیکھہ ایک جھاڑی تلے
دبک رہا اِس ارادے سے کہ نیولا سرکے تو میں اُنھہ میں سے لوں
اتفاقاً نیولے کی نظر اُس پر جا پڑی اور آنکھیں چار ہوتے ہی دونوں کے لڑائی ہونے لگی
آخرش نیولے نے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا پھر سر اُٹھا کے جو اوپر دیکھا تو سفید
بگلے چمکتے نظر آئے - جانا کہ اِس درخت پر بھی مچھلیاں ہیں - اوپر چڑھہ گیا - بگلے تو
اُڑ گئے گھونسلوں میں جو بچے تھے اُنھیں چٹ کر گیا اور گھونسلے اُن کے اُجاڑ دیئے

قاز بولے ای یار! مرد

اُدھر کہ ہم لے اپنے واسطے جگھہ نئی ٹھہرا لے تب اپنے قدیم گھر کو چھوڑے - یہہ بس
پاس تیرا سب جگھہ سے بہتر ہی - کچھوے نے جواب دیا دوستو! تم ہمیشہ
اِس راہ سے آتے جاتے ہو - کبھی مجھہ سے کچھہ خطا نہیں ہوئی - ناحق مجھہ کو کیوں
ڈراتے ہو - قازوں نے بہت سا سمجھایا لیکن اُس نے اُن کی نصیحت نہ مانی - تب
اُنھوں نے لاچار ہو کر کہا - لے تو اب ایک کام کر - اِس لکڑی کو بیچ سے منہ میں

پکڑ اگر تجھے کوئی گالی بھی دیوے تو ہرگز نہ بولیو! اُس نے کہا گالی کیا جو مجھے کوئی مارینگا تو بھی دم نہ مارونگا! اِس قول قرار پر اُس لکڑی کے سرے دونوں قاز منہہ سے پکڑ کر لے اُڑے جب ایک گاؤں کے برابر پہنچے تب وہاں کے لوگ تماشا دیکھنے لگے اُنھہ میں سے ایک لڑکا بولا کہ اگر یہہ کچھوا گرتا اور میرے ہاتھہ آتا تو اسے بھون کھاتا! دوسرے نے کہا جو میں اسے پاؤں تو پکا کھاؤں! کچھوے کو اِنہہ باتوں کی برداشت نہ ہوئی نہایت خفگی سے بولا خاک کھاؤ! بولنے کے ساتھہ ہی زمین پر آرہا لڑکوں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور بہت فضیحت کیا

پھر سرخاب نے کہا اے بادشاہ! جو کوئی اپنے رفیق کا کہنا نہ سُنے تو اُس کے آگے ایساہی دن آتاہے! اِسی بات چیت میں تھے جو کارنگ کے بھائی نے آکر سلام کیا اور کہا کہ غلام نے آگے کہا بھیجا تھا کہ قلعے کے اندر کوا ہُدہُد کا بھیجا ہوا ہے اور اُس نے اُس کو خلعت دیاہے اور جو نمک لیا سو اُس کے لڑکوں کے نام مقرر کیا لیکن کرگس وزیر اُس کا اِس بات سے راضی نہ ہوا بلکہ اُس نے عرض کی کہ حضرت! یہہ نمک کوے کو نہ دیا چاہیئے کیونکہ میں اُسے بیوفا جانتا ہوں! ہُدہُد نے جواب دیا جو نوکر نمک حلالی کرے اُس کے حق میں مہربانی کرنی ضرور ہے کہ پھر دوسرے وقت خاوند کا کام دل وجان سے کرے! کرگس نے کہا حضرت! کوا کم ذات بد آئین ہے جو کوئی اُس کے حق میں نیکی کرےگا وہ دیکھیگا جو بوڑھے جوگی نے دیکھا تھا

ہُدہُد نے پوچھا کہ وہ نقل کیونکر ہے؟

کرگس نے کہا یوں بیان کرتے ہیں کہ کنارے پر ... کے سمند کے ایک جوگی کا دھرا

تھا۔ ایک روز وہ اُس کے دروازے پر بیٹھا جپ کرتا تھا کہ ایک کوّا چوہے کا بچّا
اپنے چنگل میں لیے اُڑا جاتا تھا۔ قضا کار وہ اُس کے پنجوں سے کسی طرح چھوٹ کر
زمین پر گر پڑا۔ اُس نے اُسے از راہِ شفقت زمین سے اُٹھایا اور موذی کے
چنگل سے چھڑایا اور اُس کا جی بچایا اور ایسی اُلفت سے اُسے پالا پوسا کہ
وہ بڑا ہوا۔

ایک روز اُس پر کہیں بلّی جھپٹی۔ جوگی نے کسی طرح بہ ہزار خرابی اُس
کے مُنہ سے بھی بچایا۔ پھر اپنے دل میں یہ ٹھانا کہ اس چوہے کو بلّی بنایا چاہیئے
تاکہ اور بلّیوں سے بچے۔ دُعا کرتے ہی فوراً چوہے سے بلّی ہو گئی اور کتّوں سے لگی
ڈرنے تب فقیر نے اُسے کتّا بنایا۔ پھر اُس کے جی میں یوں آیا کہ اِسے شیر بناؤں۔
کہ ہر ایک درندگی گزند سے محفوظ رہے۔ آخر اُس کی دُعا سے وہ شیر ہوا۔ دن
کو وہ جنگل میں شکار کے لیے نکل جاتا۔ رات کو آکر جوگی کی چوکی دیا کرتا۔ جو لوگ
اُس کے دیکھنے کے لیے آتے سو آپس میں یوں چرچا کرتے کہ پہلے یہ چوہا تھا۔
فقیر کی دُعا سے بلّی ہوئی۔ پھر کتّا ہوا۔ تس پیچھے باگھ بنا۔ اُس نے یہ
بات سُن کر اپنے دل میں فکر کی کہ جیسا میں پہلے تھا ویسا ہی یہ جوگی جو مجھے
بنا ڈالے تو میں اس کا کیا کر سکوں گا۔ بہتر یہی ہے کہ اسے مار ڈالوں تو سب
آفتوں سے نچنت رہوں۔ یہی خیال خاطر میں لاکر وہیں جوگی کو مار کر اُس کا
لہو پیا اور اپنے بدن پر بھی لگایا

پھر کر اُس نے ہُدہُد سے کہا۔ اگر یہ مُلک تم کوّے کو دوگے تو تمہاری حالت جوگی

کی سی ہو گئی۔ ہُدہُد نے اُسے جواب دیا۔ جو میں اِس مُلک کا لالچ کروں تو میرا احوال بھی اُس بگلے کا سا ہوگا۔ کرگس نے پوچھا کہ حضرت وہ قصہ کیوں کر ہے؟

ہُدہُد کہنے لگا کہ ہندوستان میں

ایک بڑی جھیل ہے نام اُس کا گرمستی۔ لیکن گرمی کے ایام میں اُس میں پانی کم رہتا ہے۔ ایک دن اُس کے کنارے پر ایک ایسا بوڑھا بگلا جو اتنی طاقت اُس میں نہ تھی کہ دوسری جھیل میں جا سکے آیا اور ماتم زدوں کی طرح صورت سے صورت بنا کے سر بازو کے پروں میں ڈال بیٹھا

ایک کینکڑے نے اُسے اِس طرح سے بیٹھا دیکھ کر پوچھا کہ آج میں تمھیں بہت مغموم دیکھتا ہوں اِس کا کیا سبب ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے کل اپنے دوست سے یوں سنا ہے کہ کل اِس جھیل کی ساری مچھلیاں جائیے مار لیجائینگے۔ میں اِس تشویش و پیچ میں بیٹھا ہوں کہ میرا حال کیا ہوگا کیوں کہ اِس جھیل کی مچھلیوں پر میری روزی موقوف ہے۔ اُن کے مارے جانے پر مجھے غذا کہاں سے ملیگی اور میں اپنی باقی عمر کیوں کر کاٹونگا

کینکڑے نے یہہ سنکر اُنہہ مچھلیوں کو جا خبر کی۔ وے سنتے ہی گھبرا کے سب کی سب رونے لگیں اور اُسی کے ہاتھ یہہ پیغام بگلے کو کہلا بھیجا کہ شکاریوں کے ہاتھ سے ہمارے بچنے کی کیا تدبیر ہے؟ بگلا بولا کہ میری دانست میں نیک صلاح یہہ ہے کہ تم ایک ایک مچھلی کو لا کر مجھے سپرد کرو۔ میں اُسے اپنی چونچ میں پکڑ کر دوسری جھیل میں (جو یہاں سے کوس دو ایک پر ہوگی اور پانی بہت اُس میں ہے) چھوڑ

چھوڑ آؤں۔

اُس نے اس کی صلاح کے موافق کیا جتنی مچھلیاں اُس میں تھیں ایک ایک کر سب کی سب اُسے پہنچائیں۔ وہ اُٹھالی ایک ایک کر اسی حکمت سے کسو گوشے میں لیجاتا اور کھا آتا کینکڑا اکیلا رہ گیا تب اُس نے بگلے سے کہا آپ نے بڑی محنت اور کام ثواب کا کیا۔ اس کا اجر خدا سے پاؤ گے۔ پھر بگلے نے کہا اب میرا جی یہہ چاہتا ہے کہ جہاں میں نے سب مچھلیوں کو پہنچایا ہے وہاں تم کو بھی لے پہنچاؤں تب میری خاطر جمع ہوا وہ بولا کہ آپ کو تصدیع ہوگی۔ میں اپنے پاؤں جاؤنگا کیونکہ میرے پاؤں میں آہستے آہستے کوس آدھ کوس چلنے کی طاقت ہے ایہہ بولا یار! میں جانتا ہوں کہ پاؤں چلنے سے تمھیں بہت تکلیف ہوگی اور تمھاری اذیت میرے نامۂ اعمال میں لکھی جاگی۔ بہتر یہہ ہے کہ تم میری پیٹھ پر چڑھ بیٹھو تو میں تم کو اس بلائے ناگہانی سے بچاؤں۔

غرض وہ بعد اس ردّ بدل کے راضی ہوا تب اُس نے پیٹھ پر بیٹھا کر وہاں لا اُتارا کہ جہاں مچھلیوں کو کھایا کرتا تھا کینکڑے نے جو دیکھا کہ سوائے خشکی وہاں پانی کا نام و نشان نہیں مگر مچھلیوں کے سروں کی ہڈیاں پڑی ہوئیں وہاں دکھائی دیں ۔دل میں ڈر کر بگلے سے کہا کہ تو نے سب مچھلیاں یہاں لاکر کھائیں ہیں۔ اب کیا مجھے بھی کھایا چاہتا ہے اس بات کے ساتھ ہی اُچھل کر بگلے کا سر اپنے منہ میں پکڑ لیا۔ اُس نے بہتیرا زور کیا کہ اپنا سر اُس کے منہ سے چھڑاوے پر کچھ فایدہ نہ ہوا۔ بلکہ وہیں مر کے رہ گیا۔ پھر کرگس نے ہُدہُد سے عرض کی کہ میں یہہ مصلحت نہیں دیتا کہ آپ جوہ

مُلک کوّے کو دیں ۔ اُس نے کہا اگر کوّے کے قبضے میں یہ مُلک رہ پڑیگا ۔ تو مال متاع کی کچھ کمی اور غلّے کا کبھی قحط نہ ہوگا اور میں اپنے مُلک میں فراغت سے عیش و عشرت کرونگا کرگس نے جواب دیا کہ پیرومرشد! ایسے خیال اور اس اندیشے سے آپ کی حالت اُس نعل بند کی سی ہوگی ۔ ہُدہُد نے پوچھا کہ اُس کی داستان کہو کیا ہے؟

کرگس کہنے لگا یوں کہتے ہیں

کہ شادی نام ایک بنیے نے بازار سے گھڑا بھر کر تیل خریدا اور وہاں کھڑا ہو پکارنے لگا کہ جو کوئی محنتی اِسے میری دوکان تک پہنچا دے تو ایک ٹکا اُسے مزدوری دونگا ۔ دلوالی نام ایک نعل بند وہاں کھڑا تھا ۔ وہ گھڑا اپنے سر پر اُٹھا کر اُس کی دوکان کی طرف لے چلا اور چلتے ہوئے یہ دل میں منصوبہ کرنے لگا کہ اس ٹکے کی مُرغی لونگا ۔ وہ بیس انڈے دیگی ۔ پھر بائیس دن کے بعد بیس بچے نکالیگی جب وے بڑے ہونگے ۔ اُن کو بیچ کر بکری خریدونگا اُس کے کچھ بچے ہونگے ۔ پھر اُس سے گھوڑی ۔ گھوڑی سے اونٹنی پھر ہتھنی مول لونگا جب اس سوداگری سے بہت دولت ہاتھ آئی تب چار بیاہ کرونگا ہر ایک جورو سے چار چار بیٹے تولّد ہونگے جب وے جوان ہو کر شہزادوں کی طرح تازی گھوڑوں پر سوار ہو کر شکار کا ارادہ کرینگے تو میں اُن کی جلو میں چلونگا تاکہ اور لوگ اُن کی تعظیم و تکریم کریں

اس بیہودہ خیال میں گھڑے کا دھیان جاتا رہا تو سر سے زمین پر گر کے ٹوٹ گیا اور سارا تیل بہہ گیا تب بنیے نے اُس کے سر کے بال پکڑ کر ایسا لتیایا کہ اُسے وہ مار عُمر بھر یاد آگئی ۔ مثل ہے کہ بے خبر آدمی سے کیا ہو سکتا ۔ تب ہُدہُد بولا کہ اگر میں مُلک کو

طمع کروں اور اُسے نہ دوں تو مجھے بھی ویسا ہی فایدہ ہوگا جیسا اُس نعل بند کو ہوا
پھر اُس نے کرگس سے پوچھا بھلا اب کیا کیا چاہیئے؟ اُس نے کہا خداوند! آپ ذرا کوّے کو بُلا کر پوچھیں تو سہی کہ اُس نے قاز کے ساتھہ کیا حرکت کی کہ اُس کے گھر میں ایک مدّت تک رہا اور عین لڑائی کے وقت اُس کے قلعے میں آگ لگا دی۔ چنانچہ اِسی واسطے اُس کی لڑائی بگڑ گئی اور مُلک اُس کا تباہ ہوگیا تب ہُدہُد نے اُس کو بُلا کر پوچھا کہ ای منگھ بَرن! تو نے قاز کے ساتھہ ایسی زبون حرکت کیوں کی؟ اُس نے تو کچھ تیرے ساتھہ بُرائی نہیں کی تھی۔ دُنیا میں نیکی کا بدلا یہی ہی جو تو نے اُس کے ساتھہ کیا؟

کوّے نے جواب دیا کہ حضرت! غلام نے آپ کا نمک کھایا تھا اِس واسطے نمک حلالی کی نہیں تو قاز کی خوبیوں میں کچھ شبہہ نہیں، خدا ترس عقلمند عادل مثال نوشیروان کے ہی اور کبھی اُس سے کسو کو ایذا نہیں پہنچی۔ اُس کے اوصاف سے میری زبان قاصر ہی کیونکہ میری بات ہر ایک امر میں سُنا کیا اور اپنے وزیر کی صلاح پر کام نہ کیا جیسے مرد مُلتانی نے رِندوں کے کہنے پر عمل کیا۔ ہُدہُد نے پوچھا کہ وہ کیونکر ہی؟

کوّا بولا یوں سُنا ہی کہ ایک مرد مُلتانی بازار سے بکری خرید کے اُس کی رسّی ہاتھہ میں پکڑے ہوئے اپنے گھر لیئے آتا تھا جب نزدیک گاؤں کے پہنچا کئی ایک رِند ایک جگہہ کھڑے تھے آپس میں صلاح کی کہ اِس آدمی سے کسی چھل بل سے بکری اُڑایا چاہیئے۔ سب نے ایک دل اور ایک زبان ہوکر بندش باندھی اور تین چار جگہہ جدا جدا راہ میں بیٹھے۔ اُنھوں میں سے پہلے

ایک نے اُس سے مُلاقات کی اور کہا کہ ای بھائی! یہہ نجس کُتّا تو نے کہاں پایا؟ اُنّے
جواب دیا کہ یہہ کُتّا ہی کہ بکری - میں اِسے بازار سے مول لیئے آتا ہوں لیکن دِل میں کُچھہ
شک پڑی - مُنہہ پھیر کر بکری کی طرف دیکھا - معلوم کیا کہ بکری ہی تب کاندھے پر
رکھہ لیچلا۔ تھوڑی دور بڑھا تھا کہ دوسرے سے مُلاقات ہوئی - وہ بولا ای مُلّاجی!
اِس کو کاندھے پر رکھہ کر لیجاتا ہی اگر یہہ مُوتے تو کپڑے تیرے ناپاک ہونگے
مُلّاجی اپنے دل میں سوچا کہ آگے
ایک کُتّا کہتا ہی - دوسرا بھی ناپاک کہتا ہی - کاندھے سے اُتار کر پھر ڈور پالیا
تھوڑی دور آگے چلا تھا کہ ایک بوڑھا درخت کے پیچھے سے بول اُٹھا کہ ای مرد! تو دیوانہ
ہی کہ آنکھوں کی جوت ہی گھٹ گئی ہی کہ کُتّا سا ناپاک جانور ہاتھہ میں پکڑنے
لیئے جاتا ہی! یہ سب باتیں سُنکر تب تو یقین ہوا کہ شاید کچھہ عقل میں یا
بینائی میں خلل ہوا ہی کہ کُتّے کو بکری جانکر مول لیجاتا ہوں۔ کُچھہ اندیشہ نہ کیا بکری
کی رسّی ہاتھہ سے چھوڑ دی اور آپ کپڑوں سمیت ندی میں جاکر دیا۔ نہا دھو
گھر کی راہ لی اور بکری اُٹھہ بندوں نے لیجا کر شوق سے چٹ کی
اُنہوں نے پھر کوّے سے کہا کہ تو نے قاز سے وہ حرکت بد کی کہ کسی نے کسو کے ساتھہ
ایسی کم کی ہوگی۔ کوّا بولا ای بادشاہ! عقلمند اپنے مطلب کے لیئے دُشمن کو
وقت پر ملا لیتے ہیں جب غرض اپنی حاصل ہو چکتی ہی تو اُس کو ٹھکانے لگا
دیتے ہیں مگر آپ نے قصّہ مینڈک اور سانپ کا نہیں سُنا؟ ہُدہُد نے پوچھا وہ کیسا
ہی؟ کوّے نے کہا

ایک پرانا سانپ کہ اُس میں چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی تھی ایک جھیل کے کنارے پر آہستے آہستے آکر غمگین ہو بیٹھا تب مینڈکوں کے بادشاہ نے اُسے پوچھا ای سانپ! تجھے کیا ہوا ہی جو اتنا دلگیر ہی؟ اُس نے جواب دیا کہ تجھے پرائی کیا پڑی ہی تو اپنی نبیڑ! مینڈک بولا ای سانپ! ناخوش کیوں ہوتا ہی؟ اگر کچھ تیری چیز پانی میں گر پڑی ہو تو کہہ میں اپنے لشکر کو حکم کروں کہ بجنسہ اُس چیز کو ڈھونڈھ لاوے

اُس نے کہا ای مینڈک! اس شہر میں ایک برہمن کا لڑکا بہت خوبصورت تھا اُس کو میں نے کاٹا! باپ نے اُس کے درد سے کھانا پینا سب چھوڑ دیا! اُس کے بھائی نے اُس کو سمجھا بجھا کر کھلایا پلایا یوں اُسے نصیحت کی کہ بھائی! صبر کیجے سب کی یہی راہ ہی چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہی

مت پوچھ رفتگاں کو کیدھر تھے اور کہاں تھے
شاہانِ نامور اور دولہیں جو نو جواں تھے

تب برہمن یہہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ ای دوستو! میں اس گاؤں میں نہ رہونگا کس واسطے کہ یہی ایک لڑکا میرا تھا سو خدا کی راہ میں گیا اب مجھے بستی سے کیا کام میں بن باسی ہونگا تب اُنھوں نے کہا ای بھائی! کوئی داڑھی منڈانے اور جامہ پھاڑ کر جنگل میں جا رہنے سے سادھ نہیں ہوتا مگر جس کی کرنی اچھی ہو سو! ای مینڈک! میں نے اسی وقت خواب دیکھا کہ ایک مرد بوڑھا نہایت بزرگ صورت مجھ سے یوں کہتا ہی کہ ای سانپ! تو نے

اِس غریب لڑکے بھینچے کو ناحق کاٹا کل قیامت کو تیری پیٹھ پر مینڈک
سوار ہونگے اور اِسی عذاب میں ہمیشہ خدا تجھے گرفتار رکھیگا۔ اگر اُس
عذاب سے تو اپنا چھٹکارا چاہے تو کنارے جھیل کے جہاں مینڈک بہت سے
ہیں وہاں جاکر اُن کے سردار کو اپنی گردن پر سوار کرکے لیئے پھرا کر۔ مینڈک
یہہ بات سنتے ہی نہایت خوش ہو کر اپنے بل میں گیا کہ خدا نے مجھے مفت
یہہ گھوڑا دیا۔ شاید میرے طالعوں کی مدد سے ایسی سواری ملی

اُسی وقت سانپ کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ فلانی جگہہ میرا دشمن ہی
اگر تو تصدیع کرکے مجھے وہاں تک پہنچاوے تو میں اُمیدوار ہوں۔ سانپ نے یہہ بات مانی تب
سب مینڈکوں کو اپنی جاگہ میں آگے رکھہ پہنچا۔ جب اُس تالاب کو چھوڑ کر آگے بڑھے
سانپ نے جانا کہ اب یہہ بھاگ کر اُس تالاب تک نہیں پہنچ سکینگے۔ کسی
بہانے سے اپنے تئیں زمین پر گرا دیا۔ مینڈکوں کے سردار نے پوچھا کہ تو کیوں گر پڑا
اُس نے کہا کہ تیری فوج کو دیکھہ کر مجھے بھوکھہ لگی ہی۔ وہ بولا کہ میرے لشکر سے
دو چار مینڈکوں کو کھالے سانپ نے کہا ای بادشاہ! لشکر کم ہونے سے تجھہ کو برا
لگیگا۔ وہ بولا کہ تیرے کھانے سے میری فوج کم نہ ہوگی

سانپ ہر روز دو تین مینڈک کھانے لگا تھوڑے دنوں میں سب کو نگل گیا۔ اکیلا بادشاہ
رہا۔ سانپ نے پوچھا ای بادشاہ! آج میں کیا کھاؤں؟ مجھے بھوکھہ لگی ہی۔ مینڈک
نے کہا ای سانپ! کسی تالاب یا جھیل کے کنارے چلکے اپنا پیٹ بھر لے تب
اُس نے کہا تجھے کھاؤں سارے لشکر نے میرے پیٹ میں جگہ لی کی ہی۔ بادشاہ کا

شکر نے جُدا رہنا خوب نہیں ہے۔ جو اپنی فوج کے ساتھ آپ بھی اُس چھاؤنی میں داخل ہوں تو بہت بہتر ہی۔ تب وُہ اپنی موت سمجھ کر چُپ ہو رہا۔ سانپ نے اپنے شہسوار کو زمین پر پٹک کر کئی کوڑے دُم کے مارے اور کہا گیا جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہی۔

گردن بندگی جب خم ہی در فرمان پر   گوئے سر اپنا فدا کیوں نہ کرے چوگان پر

کوّا بولا ای ہُدہُد بادشاہ! جو کوئی دُشمن کی بات پر فریب کھاتا ہی۔ اُس کے ایسا ہی دن آگے آتا ہی۔ اب آپ کو ملاپ کرنا قاز کے ساتھ ضرور ہی۔ ہُدہُد نے کہا ای کوّے! اُس کے بھائی بند تو کر چکا کر لڑائی میں میرے ہاتھ سے بہت مارے گئے ہیں اور مُلک اُس کا لے لیا ہی۔ میں غالب ہوا ہوں اب اُس کو چاہئیے کہ اپنے گلے میں پٹکا ڈال کر میرے پاس آوے اور میری اِطاعت اِختیار کرے تب البتّہ اِدھر سے اُس کے حق میں مہربانی ہوگی۔

اِنہیں باتوں میں تھے کہ ایک جاسوس پہنچکر آداب بجالایا اور عرض کی کہ پیرومُرشد! آپ یہاں کیا بیٹھے ہیں مہابل کُلنگ مُنہ بولا بھائی سُرخاب کا جو وزیر ہی قاز بادشاہ کا بہت فوج لیکر آپ کے مُلک پر چڑھا چلا آتا ہی اگر وُہ لشکر کبھو یہاں آیا تو تمھارے دیس کو ویران اور رعیّت کو تباہ کریگا۔

اِس میں ہُدہُد نے وزیر سے کہا کہ میں سو کوس کی دوڑ مارونگا اور اپنے مُلک کو پشت پر دیکر اُس کی ولایت کو تہ و بالا کرونگا۔ گرگس نے ہنسکر کہا کہ یہ تدبیر ای بادشاہ! مردوں کو جو کام کرنا منظور ہوتا ہی۔ پہلے اُسے کر کے تب زبان سے نکالتے ہیں اور ایک بارگی

حریفوں سے اُلجھہ پڑنا مصلحت سے دور ہی اگر آپ لڑائی کے ارادے طرف گونگت
کی متوجہ ہوویں اور قارث کرکی پچھاری چڑہ دوڑے تو دو طرف کی لڑائی سے آپ
عُہدہ برا نہ ہو سکینگے اور ویسی ندامت اُٹھائینگے - جیسی اُس براہمن نے
اُٹھائی - ہُدہُد نے پوچھا کیسی؟ کرگس بولا میں نے یوں سُنا ہی کہ کسی براہمن نے ایک
نیولا پالا تھا کیا ہوا کہ اُس کے گھر میں ایک دن پانچ سات کہیں سے مہمان آگئے اِتنے
میں وہ براہمن اشنان کے لیئے ندی پر گیا براہمنی سخت حیران ہوئی کہ اگر لڑکے کی
خبر لوں تو مہمانوں کی خدمت سے محروم رہوں اور وے بیدل ہونگے اور
جو اُنکے پاس حاضر رہوں تو لڑکا اکیلا رہتا ہی ا یہہ فکر کرکے نیولے کو لڑکے کے پاس
محافظت کے لیئے چھوڑ کر مہمانوں کے کام کاج میں جالگی - اُس کے جانے پر تھوڑی دیر
کے پیچھے ایک کالا سانپ اُس لڑکے کے پاس ڈسنے کو پہنچا - نیولے نے دیکھتے ہی
جھپٹ کر سانپ کو مار کر ٹکرے ٹکرے کر ڈالا اور اُسی لہو بھرے مُنہہ سے گھر سے باہر
نکلا براہمن نہاتے ہوئے تلویم ہاتھہ میں انگوچھا کاندھے پر دھرے چلا آتا تھا ا اُس کی نگاہ
نیولے پر پڑی اُس کا مُنہہ لہو لہان دیکھہ کر اُسے گمان ہوا کہ یہہ نیولا میرے لڑکے کو
مار کر اُس کا لہو پیکر آیا ہی یہہ خیال اپنے دل میں ٹھہرا کر اُسے مار ڈالا - گھر میں آن کر کیا
دیکھتا ہی کہ لڑکا خفتہ ہی اور ایک سانپ اُس کے نزدیک مرا ٹکرے ٹکرے ٩
ہوا پڑا ہی ا یہہ حالت دیکھکر اُس نے بہت افسوس کیا اور ایسا رویا کہ روتے روتے بیمار ہو
گیا - پھر کرگس نے کہا اِسی باعث میں کہتا ہوں کہ بے اندیشے کام کرنے کا پھل آخر پشیمانی ہی
پھر ہُدہُد نے کہا ہی ... کسی کو بھیج دے کہ قلعے سے نکل کر آوے ا وہ بولا کہ میرے

ہوائے اور کسو کے جانے سے ہرگز ملاپ نہ ہوگا
ہدہد نے جواب دیا جو بہتر ہو سو کیا چاہیئے۔ وہ اُس کے حکم سے قاز کے پاس گیا اور
ادب سے مجرا کر کے قدموں پر گر پڑا۔ قاز اُسے بغل گیر ہوا اور چھاتی سے لگایا اور
بہت سی خاطرداری کی جب آپس میں باتیں ہونے لگیں تب قاز نے کہا ای
کرگس! خوب ہوا کہ تو آیا نہیں تو لشکر مہابل کلنگ کا تیرے بادشاہ کے ملک
میں پہنچکے خراب کرتا اور میرا ملک اور قلعہ جو تمہارے ہاتھ آیا ہی صرف اُس کے
کی بدذاتی اور حرم زدگی سے و الّا کہاں دخل تھا۔ اُس مفسد کے مکر و فریب سے
میں نہایت رنجیدہ خاطر ہوں۔ کرگس نے عرض کی کہ حضرت! جب تک
زمین و آسمان کو قیام ہی دشمن کی دوستی اور قول و فعل پر ہرگز اعتبار اور عمل
نہ کیجئے۔ میں اپنے بادشاہ کو ہر طرح کا نشیب و فراز سمجھا کر صلح کے ڈھب پر لایا ہوں
قاز بادشاہ نے اُس کی اِس گفتگو سے

بہت راضی اور خوشدل ہو کر اسے بھاری خلعت دیا۔ کرگس نہایت خوش
و خورم ہوا اور جو اُس کے دل میں اندیشہ اور وسوسہ تھا سو قاز کی مہربانی سے
جاتا رہا اور کہا ای بادشاہ! جس نے مہمان کی حرمت کی اُس نے گویا اپنے بزرگ
کی خدمت کی۔ قاز نے کہا ای کرگس! تو نے کچھ دریافت کیا کہ ہدہد نے کس لیئے
مجھ کو صلح کے واسطے بھیجا ہی؟ وہ یہ بات سنکر چپ رہا تب اُس نے پھر کہا
میں یوں جانتا ہوں کہ تجھے مہابل کلنگ کی دہشت سے صلح کے لیئے بھیجا ہی۔
کیونکہ لشکر اُس کا بہت ہی۔ یہ کہہ کر کرگس کو دوبارہ انعام دیا اور اُس کے

سامان کئی اونٹ جواہر اور کپڑے لے اور کئی مخمل اور اطلس اور کمخواب زربفت
کے اور سو گھوڑے تازی اور ترکی ہدہد کے واسطے بطور سوغات دیکر
رخصت کیا جب یہہ اسباب کرگس اپنے ساتھ لیکر ہدہد کی خدمت میں جا گذرا
ہدہد بہت خوش ہوا

کرگس نے التماس کیا کہ ای بادشاہ! اگر میں نہ جاتا تو سخت قباحت ہوتی - لشکر
مہابان گمنگ کا تمہارے ملک کو لوٹ لاٹ خراب خستہ کر دیتا - بڑی خیر گذری کہ بہت
جلد صلح ہو گئی ۔ تمہاری فوج خشکی میں کم تھی اور مہابان گمنگ کا لشکر تری
میں اس قدر تھا کہ ساری جھیلیں و تمام ندیاں اودھر سے ایسی بھر رہی تہیں
کہ ایک قطرہ پانی کا جو لگتا نظر نہیں آتا تھا اور لشکر قاز کا اس کے علاوہ تھا

تب توتا بولا یہہ بات جو تھہ ہی اگر حضرت سوار ہوتے تو فوج کی کثرت سے زمین
یوں بھر جاتی جیسے کہ آسمان اندھیری رات میں تاروں سے چھا جاتا ہی ۔
ان کی فوجیں اس لشکر کے مقابل ایسی ہیں - جیسے آٹے میں لون ۔ ہدہد بولا
ای نادان! لڑنے بھڑنے کا کیا فائدہ - خدا نے خیر کی کہ ہماری فتح ہوئی اور بعد اس کے صلح خاطر
خواہ ہوئی ۔ قاز نے اطاعت کی بالفعل نذر آنہ ہمارے واسطے بھیجا اور آئندہ نعل
بندی قبول کی ۔ غرض ہدہد اور قاز اپنے اپنے ملک کی سلطنت اور بادشاہت پر خاطر
جمع سے قائم ہوئے اور حکم رانی بہ خوبی کرنے لگے

یہہ سب قصہ بشن سرما پنڈت نے راجا کے بیٹوں کو سنایا - اور انہیں [illegible] تب
راجا نے خوش ہو کر اسے بہت سا دان دچھنا اور خلعت انعام دیا اور بڑی

بتعظیم و تکریم سے رُخصت کیا

خُدا کے فضل سے یہہ کتاب کلکتے میں رمضان کی ساتویں کو تمام ہوئی

سنہ ۱۲۱۸ ہجری مُطابق سنہ ۱۸۰۳ عیسوی

بحقِ رسولِ علیہ السلام

یہہ اخلاقِ ہندی ہوئی اب تمام

فہرست اخلاق ہندی کی

کیفیت | صفحہ

تیسرا باب

چوتھا باب

قیافہ نامہ سب کے آخر :

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۲	تُرجمہ	ترجمہ
۴	۱۳	کیا	کہا
۶	۱۵	لوتی	کوٹھری
۱۲	۹	سب	سبب
۱۳	۱۸	سہم	بہم
۱۵	۱۷ ، ۱۸	شُوم	شُوم
۱۶	۸	جوراک	خوراک
۱۷	۹	کڑوں	کڑون
۱۸	۱	لیوں	کہوں
۲۰	۱۴	رُو	رُو
۲۱	۲	وے	وی
۲۲	۴	صُبح	صُبح
۲۳	۱	اِس	اُس
۲۵	۱	لغاں	بغل
۲۵	۱۵	بارا	بارہ
۲۷	۱۸	لوسے	بوسے
۲۹	۱	لے	کے
۲۹	۱۱	کوتے	کوٹے
۳۰	۹	لے	[illegible]
۳۰	۱۸	[illegible]	[illegible]
۳۱	۱۰	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴	۷	ماند	باندھ
۳۴	۱۴	باندھ	باندھ
۳۵	۱۳	تو	تو
۳۹	۱۰	لپا	کرپا
۴۴	۴	لڑے	کرڑے
۴۵	۱۸	جنگل - بڑی	جنگل - بڑھتی
۴۸	۳	ستھر	پتھر
۴۸	۱۳	کہے	کرے
۴۸	۱۸	جاہتا	چاہتا
۴۹	۲	کہتاک	کرتاک
۵۰	۷	رویق	رفیق
۵۰	۱۸	اوسر	اوپر
۵۳	۵	یہم	ہم
۵۴	۱	حب	جب
۵۴	۸	کرتاک	کرتاک
۵۴	۱۰ - ۱۱	انھوں - الر	انھوں - اگر
۵۶	۹	انکساری	انکساری
۵۹	۱۰	کنور کے	کنور کا
۶۰	۸	لیگائے	لیگئے
۶۰	۱۰	تپر	تپر
۶۰	۱۴	ساؤج	ذوج
۶۳	۴	اسخص	شخص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۹	۳	لوالے	[illegible]
۶۹	۸	چای	چاۓ
۷۴	۳	اوہیر	اُدھیڑ
۷۴	۷	خوسخبری	خوشخبری
۷۴	۸	بر ے	برے
۷۴	۱۳	سماشی	سکاشی
۷۷	۹	کسوکر	لپوکر
۷۸	۱	مُہچا	پُہنچا
۷۸	۱۷	جے	جتے
۸۱	۷	چڑھی	چڑھے
۸۵	۱۱	الر	اگر
۸۵	۱۴	موکر	وکھر
۹۲	۱۴	مُہدوش	شُمدوش
۹۳	۳	سامنے	[illegible]
۹۵	۱	لے - اس	لے - اُس
۹۵	۱۸	سدہاں	سوہاں
۹۶	۲۰	قمیہ	قمیص
۹۷	۱	مٹی	[illegible]
۹۷	۹ - ۱۳	لوہر	اوہر
[illegible]	۹	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۹ - ۷	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۹	[illegible]	[illegible]

	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	۱۵	سمہارے	ہمارے
	۱۸	بناپ	حاپ
۱۰۴	۱۷	ساس	سانس
۱۰۵	۴	چارینک	چاراینک
۱۰۵	۹-۱۴	شمار - ویناہ	کُسمار - دبک
۱۰۶	۱۰	بجُوہ	بُجوہ
۱۰۸	۱۸	میاب	میان
۱۰۹	۷	نوکر	نوکر
۱۱۲	۸	لہروں	کہروں
	۷	سہی	بسہی
۱۱۳	۱۸	چاہیں	چاہئیں
۱۱۷	۱۲	بیغام	پیغام
۱۱۸	۱۳	ہائیں	ہائیں
۱۱۹	۱۲	سپاہوں	سپاہیوں
۱۲۱	۱۹	منزال	منزل
۱۲۲	۱۰	گہنگار تے	گہنگار تے
۱۲۳	۱۸	فورر	فور
۱۲۳	۸	ڈُہڈ	قاز
۱۲۴	۱۲	سرخاب	سرگس
۱۲۴	۱۰	کہ ڈُہڈ	کہ قاز کو ڈُہڈ
۱۲۴	۱۷	سرداد نے	سردار نے بھی
۱۲۶	۳	ورماہ	درماہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۶	۷	لڑکے	کر کہا
۱۲۷	۷	بھڑکر	بھڑکر
۱۲۸	۱۷	عوْرث	عوْرت
۱۲۸	۱۸	اگر	آگر
۱۳۱	۱۲	بھیجا	بھیجا
۱۳۲	۵	اوز	اوْر
۱۳۳	۱۸	بچھو	بچھو
۱۳۴	۱۴	اخروٹ - اوپرجا	اخروٹ - اوپر
۱۳۵		اپلے	اپنے
۱۳۶	۱۴	بھوکی	بھوکی
۱۳۷	۱	لے	کے
۱۳۷	۸	خس	جس
۱۳۸	۱۵	جاو - لبھی	جاوے - کبھی
۱۳۹	۱۵	فوج	فوج
۱۴۰	۶ - ۱۵	قلعہ - قلعہ کی	قلعے - قلعے کے
۱۴۰	۸	ایکث	ایک
۱۴۲	۵	ظامر	ظاہر
۱۴۲	۱۸	دھوئیں	دھواں
۱۴۳	۱۶	مقابلہ	مقابلے
۱۴۵	۱۸	سانا	سیانا
۱۴۶	۱۲	سری	بری
۱۴۹	۱۲	اُردھ	اُر

سطر	غلط	صحیح
۴-۶	بدی - نتھی	بھری - نتھی
۱۲-۱۳	وہاں - نام	وہاں - نام
۱۳	نہیش	نہیں
۴	بندگی	بندگی
۱۱	اُنتشی	اونتی
۹	تماب	تماک

THIS WORK IS RESPECTFULLY INSCRIBED

TO

MAJOR DAVID THOMAS RICHARDSON,

SUPERINTENDENT AND COMMANDANT

OF THE

MILITARY ACADEMY,

AND

CORPS OF GENTLEMEN CADETS

ON THE

BENGAL ESTABLISHMENT,

AT

BARASUT,

AS A SMALL TRIBUTE OF AFFECTION FOR SO ZEALOUS,

A

PATRON AND ADMIRER

OF THE

Hindooftanee Tongue,

BY HIS SINCERE FRIEND

AND

WELL WISHER,

JOHN GILCHRIST.

UKHLAQI HINDEE,

OR

INDIAN ETHICS,

TRANSLATED FROM

A

PERSIAN VERSION

OF THE CELEBRATED

Hitoopudes, or Salutary Counsel,

BY

MEER BUHADOOR ULEE;

HEAD MOONSHEE IN THE

HINDOOSTANEE DEPARTMENT

OF THE

NEW COLLEGE, AT FORT WILLIAM,

FOR THE USE OF THE STUDENTS,

UNDER THE SUPERINTENDENCE

OF

JOHN GILCHRIST.

CALCUTTA.

PRINTED AT THE HINDOOSTANEE PRESS,

1803.